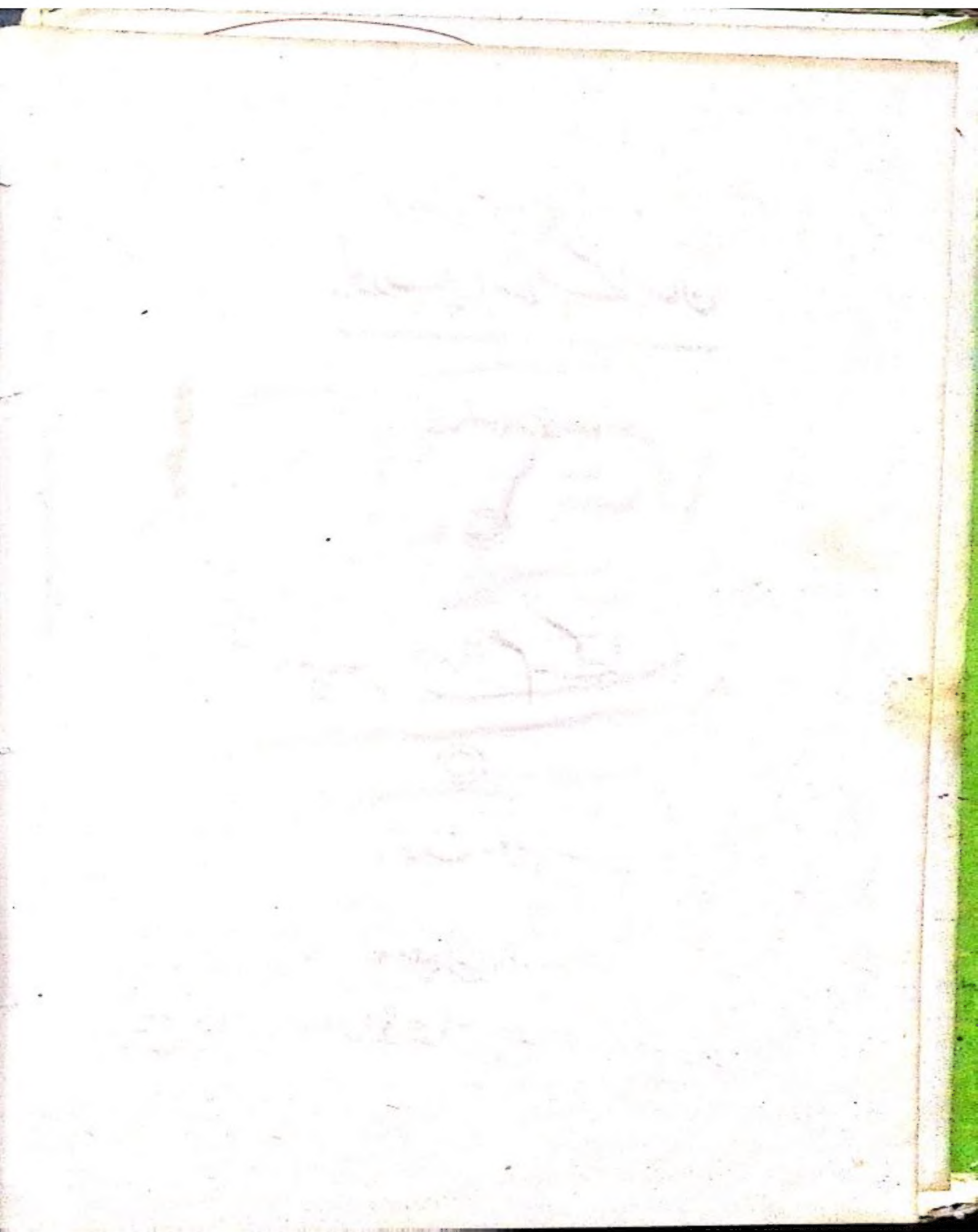




یورپ جہالت و حشت بربریت اور فلاکت کی دلدلوں میں تباہ فرق ڈوبا ہوا تھا۔ ہم نے اسے ان غلاموں کے کھالہ علوم و فنون سے
 وشناس کیا۔ تہذیب تمدن کا سبق دیا اور عروج و عظمت کی راہ ہموار کر دی۔ یہ ایک ایسا کام ہے جسے ڈاکٹر غلام جیلانی برقی نے پیش کیا۔



از تَخْلِیقاتِ اَدَارَةِ مَعَارِفِ اِسْلَامِیہ کَیْبِلُو

ع

آئینہ آیام میں آج اپنی ادا دیکھ



یورپ پر اسلام کے احسان



ڈاکٹر غلام بشیرانی بصرق - ایم اے - پی ایچ ڈی

—: ناشر: —

شیخ غلام علی آئینہ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی

جس حقوق بھی پیشہ محفوظ

طابع : شیخ نسیاز احمد

مطبع : غلام علی پرنٹرز

جامعہ اشرفیہ، اچھرہ، لاہور

مقام اشاعت :

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز

ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

نوٹ :
پرنٹنگ کسٹرز ایک سے
انک سیٹھ عزیز
معدان میں امداد

شُکْرِیَّہ

سید خالد محمود ایم اے - سی ایس پی،
ڈپٹی کمشنر انک نے مئی ۱۹۶۳ء میں یہاں
ایک علمی مجلس کی بنا ڈالی تھی - اور مجھے
فکرِ معاش سے آزاد کر کے تصنیف و تخلیق
پہ لگا دیا تھا - پچھلے آٹھ ماہ میں یہاں
مجلس کی دوسری تخلیق ہے -
سید صاحب اس کا رخیر کے لئے
ساری قوم کے شکریہ کے مستحق ہیں

برق



سید خالد محمود کے بعد اس ادارہ کی سرپرستی میجر محمد اشرف صاحب
نے قبول فرمائی ہے - یہاں کی ڈسٹرکٹ کونسل، لارنس پور ملز کے
داؤد اور حمزہ کے رئیس اعظم بیٹے محمد داؤد خاں اس ادارہ کے بانی
ہے ان کا بہت شکر گزیدہ ہے -

مُصَنَّف کی دیگر تصانیف

- ۱ - حکمائے عالم
- ۲ - سلاطین اسلام
- ۳ - دو قرآن
- ۴ - جہانِ نو
- ۵ - ہم اور ہمارے اسلاف
- ۶ - مَن کی دنیا
- ۷ - حیاتِ سکندر
- ۸ - ایک اسلام
- ۹ - حرفِ محرمات
- ۱۰ - بھائی بھائی
- ۱۱ - لمعات
- ۱۲ - آئینِ فطرت
- ۱۳ - دو اسلام
- ۱۴ - اِنْفِعال
- ۱۵ - پیامِ ادب
- ۱۶ - دانشِ نومی و سعدی
- ۱۷ - اللہ کی عادت
- ۱۸ - سیرتِ امامِ ابنِ تیمیہ (اردو)
- ۱۹ - " " (انگریزی)
- ۲۰ - گلہائے ایران

الفہرے

حرفِ تعارف

پرنسپل اشفاق علی خان الہترہ - ایم اے ۰ پی ای ایس I
حرفِ اول

۲۵ بابِ اول

۲۵ قرونِ وسطیٰ میں یورپ کی سیاسی حیثیت

۲۵ یورپ کے اصلی باشندے

۳۶ تاریخِ یورپ کے تین دور

۳۷ رومہ اور اٹلی

۳۷ تشکیلِ رومہ

۳۸ مسئلہ

۳۹ غربی رومہ کے بادشاہ

۳۲ قیصرِ روم

۳۸ یونان

۵۱ بطلانِ مصر

۵۲ فرانز

۵۶

۵۹

۶۳

۶۷

۷۰

۷۵

پین

جرمنی

برطانیہ

روس

سلی

دوسرا باب

۷۵ قرون وسطیٰ میں یورپ کی اخلاقی و معاشی حالت

۸۵ اٹھارویں صدی میں برطانیہ کی حالت

۸۵ فرانس کی حالت

۸۶ پین میں مسلمانوں سے سلوک

۸۸ سلی میں مسلمانوں پر مظالم

۸۹ پیردان کو قتل کا قتل عام

۹۰ مذہبی عدالت

۹۰ مذہب برہمن شمشیر

۹۰ جون آف آرک کا انجام

۹۱ ظالم یورپ

۹۱ برہمن یورپ

۹۲ تاج محل گرانے کی تجویز

۹۲ عیسائیت میں مقام عورت

۹۳ عیسائیت کی علم دشمنی

۹۳ درگاہ میں بند

۹۴

کتابیں جملانا

۹۸

تیرھویں صدی تک یورپ کے اہل قلم

۹۸

روم کے اہل قلم

۹۹

جرمنی کا ادب

۱۰۰

فرانس کا ادب

۱۰۰

انگریزی ادب

۱۰۱

عالم کشی

۱۰۴

تیسرا باب

۱۰۸

خلفائے راشدین

۱۰۹

خلفائے اموی

۱۰۹

خلفائے عباسی

۱۱۱

سلاطین افریقیہ

۱۱۲

خلفائے غامی

۱۱۳

اسلامی سلطنت سپین میں

۱۱۴

خلفائے اموی (قرطبہ)

۱۱۶

بنو مخمور

۱۱۷

ارائے عبادی

۱۱۷

بنو زیری

۱۱۷

بنو ہخامور

۱۱۸

بنو ذی النون

۱۱۸

بنو حار

۱۱۹

اسرائی ٹیجیسی دہوری

۱۱۹

اسرائی دانیہ

۱۲۰

بؤ نصر

۱۲۲

پچوتھا باب

۱۲۲

قرون وسطیٰ میں اسلامی تہذیب و تمدن

۱۲۶

یورپ اور قیصر ہارے باجگذار تھے

۱۲۹

بلند اخلاق

۱۳۲

اسلامی اثرات یورپ میں

۱۳۶

مسلمانوں کا شوقِ علم

۱۳۸

سلاطین کی علم نوازی

۱۴۲

عربوں کی درسگاہیں

۱۴۵

عربوں کے کتب خانے

۱۴۹

عیسائیوں کے کتب خانے

۱۵۰

اسلامی تہذیب کا اثر یورپ پر

۱۵۵

مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ - ۱۵۴۶)

۱۵۸

عربی کا اثر یورپی زبانوں پر

۱۶۰

عیسائیوں میں عربی علوم کا شوق

۱۶۶

پانچواں باب

۱۶۶

اسلامی علوم و فنون

۱۶۹

ایجاد و صنعت

۱۶۹

کاغذ

۱۴۰	قطب نما
۱۴۱	بارود
۱۴۱	کلاک اور گھڑیاں
۱۴۲	دار الصناعات
۱۴۳	عینک، طیارہ اور میزان الوقت
۱۴۴	مترق ایجادات
۱۴۵	مہ تختب
۱۴۶ (سائنس)	علوم طبیعی
۱۴۷	یونانی علم کی خامیاں
۱۴۹	مسلمانوں کے طبیعی کارنامے
۱۴۹	جابر (۸۳۰ء)
۱۴۹	رازی (۹۲۵ء)
۱۵۰	البیرونی (۱۰۳۸ء)
۱۵۱	مسعودی (۹۵۶ء)
۱۵۱	اخوان الصفا
۱۵۱	ابن البیثم (۱۰۳۹ء)
۱۵۲	الکندی (۱۰۵۰ء)
۱۵۴	نارانی (۹۵۱ء)
۱۵۵	عبد القلیب بغدادی (۱۲۳۲ء)
۱۵۵	تفاشی (۱۲۵۴ء)
۱۵۵	الخازنی (۱۲۰۰ء)

۱۸۵	(۱۲۸۵)	القرافی
۱۸۶	(۱۱۹۰)	ابن العوام
۱۸۶	(۱۲۳۸)	ابن البیطار
۱۸۶	(۸۶۹)	الجاحظ
۱۸۷		چند دیگر علماء

۱۸۸		طب
۱۸۹	(۸۵۷)	یوحنا
۱۹۰	(۸۷۷)	حنین
۱۹۱	(۸۵۰)	بکندی
۱۹۲	(۹۲۵)	رازی
۱۹۳	(۱۰۳۷)	سینا
۱۹۴	(۹۵۵)	اسحاق مصری
۱۹۵	(۱۰۰۹)	ابن البرزازی
۱۹۵	(۹۹۴)	علی عباس
۱۹۵	(۱۰۱۳)	ابوالقاسم اندلسی
۱۹۵	(۹۹۰)	خدیج
۱۹۶	(۱۱۶۲)	ابن زهر
۱۹۶	(۱۵۹۹)	داود
۱۹۶	(۱۳۷۴)	ابن الخطیب
۱۹۷	(۱۱۹۸)	ابن رشد
۱۹۷		چند دیگر لاطینی تراجم

۱۹۴	چچک کا ٹیکہ	
۱۹۴	اسحاق بن خنیں	(۹۱۱)
۱۹۵	ثابت	(۹۰۱)
۱۹۸	ابن سہیل	(۸۵۰ میں زندہ)
۱۹۸	افخر الرازی	(۱۲۱۰)
۱۹۹		
۲۰۰	ابن طفیل	(۱۱۸۵)
۲۰۰	بکندی	(۸۵۰)
۲۰۱	فارابی	(۹۵۱)
۲۰۱	سینا	(۱۰۳۷)
۲۰۲	اشیر الدین	(۱۲۳۶)
۲۰۲	افخر الرازی	(۱۲۱۰)
۲۰۳	ابن الخطیب	(۱۳۷۴)
۲۰۳	ابن الخمار	(۹۳۳ پ)
۲۰۳	عبدی بن زرعہ	(۱۰۰۸)
۲۰۳	ابو زکریا یحییٰ	(۹۷۵)
۲۰۴	ابن تیمیہ	(۱۳۲۷)
۲۰۵	ابو حیان	(۱۰۱۰ میں زندہ)
۲۰۵	تقازانی	(۱۳۸۹)
۲۰۵	عمر خیام	(۱۱۱۴)
۲۰۵	شہرستانی	(۱۱۵۴)

1-75	مجلس	الملك
1-76		الملك
1-77	الملك	الملك
1-78	الملك	الملك
1-79	الملك	الملك
1-80	الملك	الملك

الملك

1-81	الملك	الملك
1-82	الملك	الملك
1-83	الملك	الملك
1-84	الملك	الملك
1-85	الملك	الملك
1-86	الملك	الملك
1-87	الملك	الملك
1-88	الملك	الملك
1-89	الملك	الملك
1-90	الملك	الملك
1-91	الملك	الملك
1-92	الملك	الملك
1-93	الملك	الملك
1-94	الملك	الملك
1-95	الملك	الملك
1-96	الملك	الملك
1-97	الملك	الملك
1-98	الملك	الملك
1-99	الملك	الملك
1-100	الملك	الملك

۲۲۸ (۹۷۷) ابوالمحسین عبدالرحمن بن عمر

۲۲۸ فضل بن حاتم

۲۲۹ (عبدالبارون) ابوسهل الفضل بن نصر بن حاتم

۲۲۹ (۵۸۰) کندی

۲۳۰ اضطراب

۲۳۱

جغرافیہ

۲۳۲ (۱۱۶۶) ادیریسی

۲۳۳ (۸۵۱ میں زندہ) سلیمان بصری

۲۳۳ (۲۹۵۶) مسعودی

۲۳۳ (۹۶۸ میں زندہ) ابن خزطل

۲۳۳ (۷۴۰ میں زندہ) نصر بن شیب

۲۳۴ (۱۰۰۰) المقدسی

۲۳۴ (۱۲۲۹) یاقوت حموی

۲۳۵ (۱۳۷۷) ابن بطوطہ

۲۳۷ چند دیگر جغرافیہ دان

۲۳۷

تاریخ

۲۳۷ (۸۲۲) واقدی

۲۳۹ (۸۴۵) ابن سعد

۲۴۰ (۸۹۲) البلاذری

۲۴۰ (۸۹۹) ابن قتیبہ دیناوری

۲۴۰ (۸۹۷) یعقوبی

۲۴۱	(۱۲۳۳)	ابن اثیر
۲۴۱	(۹۲۳)	طبری
۲۴۱	(۱۲۸۲)	ابن خلکان
۲۴۱	(۱۲۰۱)	ابن الجوزی
۲۴۲	(۱۳۳۸)	ابن حجر
۲۴۳	(۱۲۷۳)	ابن کثیر
۲۴۳	(۸۲۸)	ابو حنیفہ نعمان
۲۴۵	(۱۵۰۶)	سیوطی
۲۴۷	(۱۱۷۶)	ابن عساکر
۲۴۸	(۱۵۲۶)	ابن طبرون
۲۴۹	(۱۱۶۶)	سمانی
۲۴۹	(۱۳۳۸)	قرطبی
۲۵۰	(۱۴۰۶)	ابن خلدون
۲۵۱		چند دیگر تہذیبیں
۲۵۵		علم اللغۃ
۲۵۹		عربی ادب اور یورپ
۲۶۱		عربی حکایات کی تقلید
۲۶۲		شاعری
۲۶۸		علم بیان و معانی
۲۶۹		تصوف
۲۷۲		موسیقی

۲۷۹ ————— سِیسی میں علم کی لہریں

۲۸۰

قرآن

۲۸۱

حدیث

۲۸۱

فقہ

۲۸۲

الکلام

۲۸۲

تصوف

۲۸۳

تاریخ و سیرت

۲۸۴

زبان و لغت

۲۸۵

شعر

۲۸۵

طب

۲۸۵

متفرق

۲۸۶

سیسی کے مترجمین

۲۸۷

سیسی کے متعلق مآخذ

۲۸۸

————— عربی علوم انگلستان میں

۲۹۲

متفرق تراجم

۲۹۶

یورپ کی حیاتِ ثانیہ

۳۰۰

————— چھٹا باب

۳۰۰

ماضی، حال اور مستقبل

۳۰۲

غربی تہذیب کا مستقبل

۳۱۱

اسلام کا مستقبل

حرفِ تعارف

اَشْرِحَا مَعْنَى بِرْنِیْلَ اَشْفَاقَ عَلٰی خَاتَةِ الصَّنِیْعَةِ - الیمرای - فی ای الیہ I
گورنمنٹ کے کالج کیمبلپور



ط : ہمارے چشمے اُبلنے لگے

آج مشرق کا نادار، صیدِ استعمار، بھولا بھالا اور فریب مغرب کا شکار انسان جاگ اُٹھا ہے۔ وہ اپنے ماحول کا جائزہ لے رہا ہے۔ ٹیڑوں کو گھر سے نکال رہا ہے۔ اور متاعِ بڑھ کی فہرست بنا رہا ہے۔ ان ٹٹے ہوؤں میں مسلمان بھی ہیں۔

پیشتر اس کے کہ گرا ہوا مسلمان اپنے حریف کے سامنے دوبارہ آئے، اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کون تھا اور دوبارہ کیا بن سکتا ہے؟ مغرب سے ایک شور بلند ہے کہ :
”تم کچھ نہیں ہو۔ تمہارے آباؤ اجداد تھے تم وہم پرست ہو تمہارا کردار پست ہے۔ تم بے ہمت ہو۔ تمہاری آب و ہوا خراب ہے۔ تمہاری عظمت ایک جھوٹا خواب تھا۔ تمہارے بادشاہ اوباش۔ تمہارے عالم جاہل اور تمہارے رہنما ناکارہ اور ٹھگ تھے۔ اپنے آپ کو پہچانو اور ہماری ذہنی و سیاسی غلامی

سے نکلنے کا خیال تک دل میں نہ لاؤ۔ تم اسی قابل ہو کہ تمہاری مائیں ،
 بہنیں ، بیٹیاں اور بچے تنکہ تنکہ چن کر جانوروں کا چارہ جمع کریں۔ سر پہ اٹھا
 کر گھرائیں اور ڈھوروں کے آگے ڈالیں۔ تم بل چلاؤ ، کپاس چنؤ ، مٹی کھودو ،
 پٹ سن اگاؤ اور ہمیں ایسے برتنوں پر بھیجو کہ ہم امیر سے امیر ترین بنتے جائیں۔
 اور تمہیں دودھ کا کھانا بھی نہ مل سکے۔ تمہاری یہ فولاد بنانے اور بھاری
 صنعت لگانے کی سکیمیں جہالت ، جلد بازی اور حماقت کا نتیجہ ہیں۔ احق نہ
 ہو۔ یہ دس روپے ، اور اپنا وقت مٹی کھودنے اور نصلوں کو پانی دینے میں
 صرف کرو ۛ

آج مسلمان کا حریف بھند ہے۔ کہ جنگ شرق و غرب کی صحیح و مستند تاریخ وہی ہے
 جو خود حریف نے لکھی تھی۔ یہ ایسا ہی ہے۔ کہ دارا کو قتل کرنے کے بعد سکندر دارا کے
 بیٹے سے لے لے۔ کہ تمہارے باپ کے قتل کی صحیح رپورٹ بھی سے مل سکتی ہے۔ رہے
 تمہارے مورخین تو ان کی اطلاعات یا تو اصلاً غلط ہیں اور یا مبالغہ آمیز ، آؤ۔ میری لکھی
 ہوئی تاریخ پڑھو کیونکہ سچائی اور تحقیق صرف میرے پاس ہے۔

آج جن کتابوں کا ایک بے پناہ طوفان مغرب سے اٹھ کر مشرق کو لپیٹ میں لے رہا
 ہے۔ ان میں سے کوئی یہ نہیں بچتی کہ وہ راجہ بیکن جسے انگلستان میں بابائے سائنس سمجھا
 جاتا ہے۔ عربوں کا شاگرد تھا۔ اور وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ صحیح علم حاصل
 کرنا ہے۔ تو عربی پڑھو۔ مورخین مغرب یونانیوں کو علم کا سرچشمہ بتاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں
 بتاتے کہ ان کی کتابیں چھ سو برس تک اسکندریہ ، ایتھنز اور قسطنطنیہ میں مقفل پڑی رہیں
 عربوں نے انہیں نکالا ، عربی میں ترجمہ کیا ، اور یہی تراجم مسلمانوں کے ساتھ یورپ
 میں پہنچے۔

یورپ میں سائنس اڑھائی سو برس میں اسحاق نیوٹن سے آرٹن سٹائن تک جا پہنچی۔

لیکن عربوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہزار سال تک یونانیوں کا ترجمہ ہی کرتے رہے۔ اور انہوں نے علوم و فنون میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں کیا۔ چنانچہ آج کے یہودی دھیائی مؤرخ اسلامی علوم و فنون کا ذکر نہیں کرتے۔ اور نہ دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ گلیلیو، کپلر، برنہ، جینرڈ اور راجر بیکن عربوں کے نقال تھے۔ آج کا طالب علم ان اثرات سے نا آشنا ہے جو یورپ پر عربی تہذیب نے ڈالے تھے۔ یہ اثرات قدم قدم پر یوں نمایاں ہیں۔ جیسے ریت میں کندن کے نقشے۔ شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہو کہ انگریزی زبان کا MEASURE معیار کا انظر انزا اِشْخَالُ الْاَلْف (ناک بہنا) کا اور اُرْتَقِ اَرْضِ کا بگاڑ ہے۔

ہمارے مدارس کے بچوں کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ امریکہ کو لبس نے اور افریقہ، لوئگ سٹون نے دریافت بلکہ ایجاد کیا تھا۔ زمین و آسمان بھی پیدا ہوئے۔ جب کسی یورپی نے اشارہ کیا تھا۔ آسمانی طاقتیں ہمالہ کی ایک چوٹی کو کروڑوں سال سے بنا رہی تھیں۔ لیکن اس کی تکمیل اُسی وقت ہوئی جب مسٹر آئیورسٹ کی نظر اُس پر پڑی۔ ان بچوں کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ کو لبس نے بحرِ پیمانی کی تعلیم اسلامی درس گاہوں میں حاصل کی تھی۔ اُس کے پاس رہنائی کے لیے کپاس تھا۔ جو عربوں نے ایجاد کیا تھا۔ اور افریقہ جانے والوں کے پاس وہ نقشے تھے۔ جو عرب بحیرہ روم، بحیرہ قلزم، بحرِ ہند اور بحرِ الکاہل کے سفر میں صدیوں سے استعمال کر رہے تھے۔

جو قوم اپنی کہانی غیروں کی دہانی سنتی ہے اُس کا یہی حشر ہوتا ہے۔ وہ غیر کا مقابلہ تو رہا ایک طرف، اُس کے سامنے تک آنے کی جرأت نہیں کر سکتی، وہ ایسی قوم سے اپنے حقوق کیا سہیگی۔ جس سے وہ اپنا وجود تک تسلیم نہیں کر سکتی۔

یہ ہے کشاکشِ حیات کا بنیادی مسئلہ۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی کتاب لکھے، جس میں اپنے آپ کو اول درجے کا اور آپ کو دوسرے درجے کا انسان قرار دے اور پھر اس کتاب کو آپ کے مدارس کا نصاب بنا دے۔ تو آپ کو بہت جلد یقین آ جائے گا۔ کہ اللہ

نے آپ کو دوسرے درجے کی مخلوق بنایا ہے۔ اور آپ درجہ اول کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسی بنیادی حقیقت سے سرد جنگ کا فلسفہ شروع ہوتا ہے۔ کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ وہ آپ کے بنائے ہوئے فوج کشی کرے۔ اور ظالم و غاصب کہلا۔ تھے یہ کیوں نہ وہ اپنا فلسفہ آپ کے ذہن میں راسخ کر دے۔ تاکہ خون ریزی کے بغیر سب کائنات میں آپ کا مقام متعین ہو جائے۔ یعنی وہ مرکز ہو اور آپ دائرہ، وہ اعلیٰ ہو آپ ادنیٰ وہ آقا ہو اور آپ غلام۔

یہ ہے سرد جنگ اس کے ہتھیار ہیں۔ کتابیں، فلمیں، ریڈیو، اخبارات، رسائل تصاویر اور سب سے زیادہ موثر تاریخ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقی کا یہ احسان قوم کبھی فراموش نہیں کرے گی کہ انہوں نے سو سال کی غلامی کے بعد اپنی تاریخ کو دوبارہ لکھنے کا تمنا کیا اور آج اسی کی یہ محنت آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے اس کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے۔ کہ ہمارے جلیل و عظیم اسلاف کے علمی کارنامے کیا تھے؟ وہ کیسے یورپ میں پہنچے، اور وہاں کے وحشیوں کو کس طرح انسان بنایا۔ ڈاکٹر برقی نے عشق کی دہائی چنگاری کو زور سے پھونک ماری ہے۔ اور قوم کو پھر منزل کی طرف پکارا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ عیسیٰ نفس استاد دیر سے تم باذن اللہ کی صدا کی لگا رہا ہے۔ الحمد للہ کہ آج قوم جاگ اٹھی ہے اور منزل کی طرف روانہ ہے۔

مجھے یہ کتاب اس لیے بھی عزیز ہے کہ اس میں علامہ برقی اور راقم الحروف کی شش سالہ رفاقت کے نشانات ملتے ہیں۔ میں یہاں ۱۹۵۶ء میں آیا تھا۔ اُس وقت سے اب تک اقوام عالم کے فلسفہ شروع و زوال تہذیبوں کے تصادم، نصایح تعلیم کے اثرات، تاریخ کی اہمیت اور فرنگ کہ دسیہ کاری پہ لمبی بحثیں ہوئیں۔ اور یہ کتاب اسی طویل تبادلہ خیالات کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں سید خالد محمود ڈپٹی کمشنر ملک کا بھی ہاتھ ہے۔ سید صاحب

نوجوان ہونے کے باوجود مقامِ خیر سے نکل کر عالمِ نظر میں داخل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے یہاں ایک علمی سوسائٹی بنائی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کو فکرِ معاش سے آزاد کر کے اسلامی علوم کے احیاء لگا دیا تھا۔ پچھلے آٹھ ماہ میں ڈاکٹر صاحب کی یہ دوسری تخلیق ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ فاضل معیت اور سید موصوف بہرہ و کو جزائے خیر دے۔ اور قوم کو توفیق دے۔ کہ وہ اس علمی مجلس کو زندہ رکھے۔

۹ شفاعتِ علیؑ خاتم

۱۲ جنوری ۱۹۶۴ء کیسلیٹر۔



حرفِ اول

○

آپ نے یہ کہانی سنی ہوگی۔ کہ ایک گڈرینے کو جنگل میں شیر کا ایک بچہ مل گیا۔ وہ شیر کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ شیر ہے۔ وہ بکریوں کی طرح میاتا، گھاس کھاتا اور شام کو بارش سے میں آکر آرام سے سو جاتا۔ ایک دن وہ ایک جھیل پر گیا۔ وہ شام کو بارش کے لیے گردن بڑھائی تو اسے اپنا عکس نظر آیا۔ معاً اس کی شیریت چھلک اٹھی۔ وہ بکریوں کو چیر بھاڑ کر جنگل میں چلا گیا۔

یہ کہانی اور وہ بکریوں کا وہ شفات پانی ہے جس میں تو میں اپنے اصلی خدو و خال کو دیکھتا ہوں۔ میں تاریخ جھیل کا یہ دستور ہے کہ جب کسی قوم پر سیاسی غلبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ مکار اقوام کا یہ دستور ہے کہ اس کی تاریخ بگاڑ دیتی ہیں۔ وہ اس کے انبیاء کو بھڑکاتے ہیں۔ سلاطین کو اور بادشاہ اور علماء و حکما کو جاہل لکھتی ہیں۔ ساتھ ساتھ ان کے انبیاء کو بھڑکاتے ہیں اور چوروں کو ہیر و بنا کر پیش کرتی ہیں۔ ہم مسلمانانِ دنیا کو بھڑکاتے ہیں کہ اسلام بروز شمشیر پھیلا تھا۔ غزوی شیر

تھا۔ اور نگ زیب متعصب اور محمد شاہ رنگیلا تھا۔ کہ کلاؤ، ٹوک ٹرین اور کپٹن ڈریک جیسے چور انسانیت کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ اس قسم کی خرافات آج بھی ان کتابوں میں موجود ہیں، جو پاکستان کے پبلک سکولز میں پڑھائی جا رہی ہیں۔
یورپ میں کائنات کے عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صدیوں یہ تاثر رہا کہ وہ ایک بُت ہے۔ جس کی اہل عرب پرستش کرتے تھے۔ ۱۶۹۴ء میں نارویج یونیورسٹی کے ڈین Predcaux نے حضور پر نورؐ کے سوا سچ

The Nature of Imposture

کے عنوان سے شائع کیے اس میں حضور صلعم کی ذات اقدس پر نہایت ناپاک حملے کیے۔ بے اندازہ بہتان تراشے اور جتنی غلاظت اُچھال سکتا تھا، اُچھالی۔ سترھویں صدی کے آغاز میں کیمبرج اور آکسفورڈ نے عربی علوم کے شعبے قائم کیے۔ باقی یونیورسٹیوں نے تقلید کی۔ اور قبل ازاں صدیوں سے ابن رشد، غزالی، سینا، رازی اور فارابی کے تراجم اٹلی، فرانس اور سپین کی یونیورسٹیوں میں پڑھائے جا رہے تھے۔ لیکن حضور صلعم کے متعلق ایک بھی کلمہ خیر کسی عیسائی کے قلم سے نہیں نکلا تھا۔ ۱۷۱۲ء میں آئڈرین بری لینڈ نے جو UTRECHT یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر تھا، اپنی ایک کتاب میں ہمارے متعلق یہ پہلا کلمہ خیر لکھا :
”مسلمان اتنے پاگل نہیں جتنا انہیں سمجھا جاتا ہے۔“

۱۷۳۳ء میں جارج سیل نے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ نکالا جس میں گالیاں نسبتاً کم تھیں۔ کارلائل غالباً پہلا عیسائی مصنف ہے۔ جو حضور صلعم کی انقلابی شخصیت سے متاثر ہوا۔ اپنی مشہور تصنیف ہیروز اینڈ ہیروز شپ میں اُن کے متعلق چند تعریفی کلمات کہے۔ لیکن ساتھ ہی بار بار لکھا کہ :

”قرآن ایک غیر مربوط کلام ہے جو کسی دیوانے کی بڑا معلوم ہوتا ہے۔ انیسویں

صدی کے آخر اور بیسویں صدی میں ہٹی، انگلستان اور براؤن جیسے قدرے کشادہ ظرف
 علما سامنے آئے۔ انھوں نے ہماری علمی و ثقافتی خدمات کا تواضعاًت کر دیا، لیکن
 ہمارے حضور کے متعلق ان کی روش میں بھی کوئی خاص تبدیلی نہ آئی۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگر عرب نہ ہوتے تو آج یورپ کا حال
 افریقہ سے بھی بدتر ہوتا۔ ہم نے یورپ کے باشندوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا، نشت و بشت
 کے آداب بتائے، کھانے پینے اور رہانے کا سبق دیا۔ ان کے ذہنوں کو اور ہام و باطل
 کی گرفت سے آزاد کیا۔ اور ان کی درسگاہوں میں علوم و فنون کے دریا بہاے۔ لیکن
 ہمیں یہ دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ ان کے بیشتر تاریخ نگار یورپ کی ذہنی و ثقافتی تاریخ
 لکھتے وقت ہمیں کوئی مقام ہی نہیں دیتے۔ ۱۹۲۲ء میں امریکہ کی اورینٹل سوسائٹی
 کے ایک اجلاس میں پروفیسر SHMIDT نے "یورپ میں مشرقی علوم"
 کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا اور مسلمانوں کا نام تک نہ لیا۔ ۱۹۲۸ء میں ایک
 امریکی پروفیسر واٹر مین نے "مشرقی علوم" پر چھ لکچر دیئے اور اسلامی علوم کا ذکر تک
 نہ کیا۔

اسلام کے مشہور مورخ ابوالفدا (۱۳۲۱ھ) نے اپنے سے پہلے ساٹھ جغرافیہ دانوں
 کے نام ایسے تھے۔ لیکن موسیو Vivien Dest Martin کا کمال
 دیکھیے کہ اپنی علمی تاریخ میں کسی عرب جغرافیہ دان کا ذکر تک نہیں کیا۔

کیسےچ ٹیول ہسٹری پانچ ہزار صفحات کو ایک مبسوط تاریخ ہے جس میں
 اسلام کی چودہ سو سالہ سیاسی، علمی اور ثقافتی تاریخ کو صرف پچیس ورق دیئے گئے
 ہیں۔ جیمز ہنری رابن سن کی تاریخ ٹیول اینڈ ماڈرن ٹائمز آٹھ سو صفحات پر مشتمل

ہے اور مشرق و مغرب کی درگاہوں میں بطور نصاب رائج ہے بین اس میں اسلام کا کوئی ذکر نہیں، صرف "بڑے راہبوں" کے تحت مسلمانوں کا نام ضمیمہ کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان بارود، قطب نما، الکمل، عینک اور دیگر عیسویوں کی شیلڈ کے موجود تھے۔ لیکن۔۔۔

مورخین جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی ہر ایجاد اور ہر انکشاف کا سہرا اُس یورپی کے سر باندھ دیا ہے۔ جن نے پہلے پہل اُس کا ذکر کیا تھا۔ مثلاً قطب نما کی ایجاد ایک فرضی شخص فلوریو گوجہ کی طرف منسوب کر دی۔ وئے ناف کے آئیڈل کو الکمل اور بینک کو بارود کا مُوجد بنا دیا۔ اور یہ بیانات وہ

خوفناک جھوٹ ہیں۔ جو یورپی تہذیب کے آغذ کے متعلق بوسے گئے ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ بعض اوقات عربوں کی تصانیف پر اپنا نام بطور مصنف جڑ دیا۔ انٹیکو پیڈیا برٹانیکا میں لفظ "جیہز" (جاہز) کے تحت ایک ایسے مترجم کا نام دیا جوتا ہے۔ جس نے اسلام کے مشور باہر کیا باہرین حیان کے ایک لاطینی ترجمہ کو اپنی تصنیف بنایا تھا۔ یہی حرکت سڈز کا کے پرنسپل قسطنطین امرفتی (۱۰۶۰) نے بھی کی تھی۔ کہ ابن الجوزار (۱۰۰۹ء) کی زاد السائر کا لاطینی ترجمہ

Viatium.

کے عنوان سے کیا۔ اور اُس پر اپنا نام بطور مصنف لکھ دیا۔ وہ کون سا نظم ہے۔ جو یورپ نے ہم پر نہیں کیا۔ ہمارے حضور پر نور کی ذاتِ مقدسہ ہم پر کیے ہیں بدنام کیا۔ ہمارے تاریخی تحریف کی۔ ہماری ساٹھ لاکھ کتابیں جلائیں ہم پر سبلی اور سپین میں وہ مظالم توڑے کہ کائنات کا کلیجہ لرز گیا۔ ہم سے ہزار بر

لے تشکیل انسانیت از رابرٹ بریڈلٹ ۲۰۱۲
سیراٹ اسلام اند آرنلڈ زیر عنوان "طلب راسخ"

تک تہذیب و تمدن کا درس لینے کے بعد ہمارے ہی منہ پر بھٹو کا۔ اور بقول موسیٰ یسایا:

”ہمیں اسلام اور پیروان اسلام سے تعصب و راشت میں بلا ہے۔ جو اب ہماری فطرت کا جزو بن چکا ہے۔۔۔۔۔ ہماری کم نحت تعلیم نے ہمارے ذہنوں میں یہ بات راسخ کر دی ہے کہ ہمارے تمام علوم و فنون کا ماخذ یونان ہے۔ اور یورپ کی تہذیب میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں ہم میں سے بعض کو یہ بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہماری ترقی و تہذیب کا باعث ایک کافر قوم تھی“ (ملخص)

ڈاکٹر بریگٹ ایک مقام پر لکھتا ہے کہ:-

”یورپی مورخ مسلمان کو کافر مانتا سمجھتا ہے اور اُس کا احسان ماننے کو تیار نہیں۔۔۔۔۔ یورپ کے احیائے نو کی تاریخیں برابر لکھی جا رہی ہیں۔ لیکن اُن میں عربوں کا ذکر موجود نہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ شہزادہ ڈنمارک کی تاریخ میں سہیلٹ کا ذکر نہ آئے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اوڈ برن ٹیلر نے تو کہا ہی کر دیا کہ ”قرآن وسطیٰ میں ذہنی ارتقا پر درجہ دیں لکھیں۔ اور اسلامی تہذیب کی طرف اشارہ تک نہ کیا“ (ملخص)

مفکرین یورپ کو اس بات کا یقین ہے کہ اگر کوئی تہذیب مغربی تہذیب کو پیچھاڑ سکتی ہے۔ تو وہ صرف اسلامی تہذیب ہے۔ جو علم و اخلاق سے آراستہ اور عشق جنسی تو انائی سے مستلج ہے۔ مصر و بابل کی تہذیبیں مرجھیں۔ یونان ختم ہو گیا چین کی قدیم تہذیب عصرِ رواں کا ساتھ نہیں دے سکتی اور ہندو تہذیب ادھام و خرافات کا مجموعہ ہے۔ صرف اسلامی تہذیب ہی وہ قوت ہے جو دنیائے انسانی کو تمام آلام سے نجات دلا سکتی اور بھٹکتی ہوئی زندگی کو رو منزل بنا سکتی ہے۔ اسلام استعمار، زراعت و زری پھوکہ، مکرو فریب اور لوٹ کھسوٹ کو برداشت نہیں کر سکتا۔

اور یورپی تہذیب کی بنیاد ہی بکثرت کی اعلیٰ سی سیاست ہے۔ اس لیے ان دونوں میں تعاون کی کوئی صورت موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ ہم پر مسلسل پیسہ اور تابڑ توڑ حملے کر رہا ہے۔ وہ ہماری تاریخ کو مسخ کر رہا ہے۔ عربی فلمیں بھیج کر ہمیں ادب و باش بناد رہا ہے۔ اُس کے موصوفہ رسائل مثلاً ٹائم ریڈرز ڈائجسٹ لائف، ووٹین پوسٹ وغیرہ یورپ کے کھوکھلے اقدار کی تبلیغ کر رہے ہیں، ہماری درسگاہوں میں انہی کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھائی جا رہی ہیں۔ وہ ہمارے قابل نوجوانوں کو وظائف دے کر اپنی درسگاہوں میں بٹا رہا ہے، اور یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ مسلمان اپنی روایات، تہذیب، تاریخ ماضی اور اسلام سے متفق ہو کر یورپ کا مداح و نقال بن جائے اور مجھے اعتراض ہے کہ یورپ کے یہ اقدامات نہایت کامیاب رہے۔ آج ہمارا نوجوان اپنی تہذیب کے خلاف عجم بغاوت بن چکا ہے۔ یہ بغاوت اُس درخت کا پھل ہے۔ جو ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے اس سرزمین میں لگا یا تھا۔ حاکم اور محکوم دونوں نے مل کر اس کی آبپاری کی۔ اور آج یہ ایک تناؤ درخت بن چکا ہے۔ اس میں ہمارے نوجوان کا کوئی قصور نہیں، حکومت نے کہا کہ قابلیت انگریزی زبان میں مہارت کا نام ہے۔ والدین نے اُسے انگریزی رسائل پڑھنے اور انگریزی فلمیں دیکھنے کا مشورہ دیا۔ بے عمل اساتذہ نے اُسے اسلامی تہذیب سے مزید بدظن کیا۔ ہمارے ادیب و شاعر نے اُسے مے نوشی و عیاشی کا سبق دیا، کلیوں اور ہوٹلوں نے اُسے رقص و تمار بازی کا عادی بنایا۔ ارکان حکومت نے اس کے سامنے غیر اسلامی زندگی کا افسوسناک نمونہ پیش کیا۔ جو کسر باقی تھی وہ اُن لاتعداد مشیروں اور غیر ملکیوں نے نکال دی جو ہمارے ہاں زندگی کے ہر شعبے پر تسلط ہیں جو ان خام ان تمام اثرات کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ باغی ہو گیا۔ لیکن مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

ذرائم ہو تو یہ مٹی بہت درخیز ہے

تقسیم ہند سے پہلے ہمارے نوجوان کو دو مخلص رہنا ملے ، میکیم مشرق رحمۃ اللہ علیہ جس نے انہیں منزل کا پتہ دیا اور حضرت قائد اعظم جنہوں نے کاروانِ ہمدردی کی قیادت سنبھالی ۔ بس پھر کیا تھا ۔ جو انانیت طوفانوں کی طرح بل کھا کر اٹھے ۔ دریائے کے مہیب دھاروں کی طرح آگے بڑھے اور ہندو فرنگ کی متحدہ طاقت کو روندتے ہوئے آزادی کی منزل تک جا پہنچے ۔ میرے نوجوان کی فطرت میں بڑی صلاحیت ہے ۔ وہ بڑا بڑا وطن پرست ، بہادر اور جاتباذ واقع ہوا ہے ۔ اگر وہ قائد اعظم کے اشارے پر سر دے سکتا ہے ۔ تو رقص و نغمہ کی محفلوں کو بھی برہم کر سکتا ہے ۔ جس روز اسے یقین ہو گیا کہ قومی بقا کے لیے شراب زہرِ بلا ہلی ہے اور گناہ ستم قاتل ، کہ کائنات کی سب سے بڑی توانائی عشق یعنی اللہ سے رابطہ محبت ہے ، اور اللہ سے قرار موت ہے ۔ کہ قوموں میں استحکام پاکیزگی اخلاق ، احترام نسواں ، مساوات آدم اور بے پناہ علم سے پیدا ہوتا ہے اور اسلام کی عظیم و جلیل تہذیب اپنی عناصر کا مجموعہ ہے ۔ تو وہ اپنی ثقافت کی طرف یوں لوٹ آئے گا ۔

صلو جیسے و پرانے میں چپکے سے بہا آ جائے ۔

کچھ اس کتاب کے متعلق | آج سے کچھ عرصہ پہلے میرے پاس ایک دیہاتی لڑکے نے وجہ پوچھی ۔ تو کہنے لگا ۔ سارے گاؤں میں کسی نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ میرے آباؤ اجداد نائی تھے ۔ اب معاشرے میں میرا کوئی احترام نہیں رہا ۔ مجھ پر کستری و پستی کا شدید احساس پیدا ہو چکا ہے اس لیے اس ماحول سے مجھے نکال دیا ۔ یہی حال میری قوم کا ہے ۔ یورپ نے اس موضوع پر کہ مسلمانوں کے اساتذہ پرچہ لکھے اور ادبِ باش تھے ۔ لاکھوں کتابیں لکھیں ۔ اور گھر گھر بانٹ دیں ۔ انگلینڈ کی "تاریخ ادبِ عربی" پچیسے پینتالیس برس سے بی اے آنرز عربی اور ایم اے عربی

کے طلبہ کو پاکستانی یونیورسٹیوں میں پڑھانی جا رہی ہے۔ اس کے چند مجملے ملاحظہ ہوں :

”محمدت پرستی بھی کیا کرتے تھے“ ص ۱۴

”گو محمد نے شاعر ہونے سے انکار کیا تھا۔ لیکن یہ محض بہانہ بازی تھی

وہ شاعروں جیسا ہی تھا“ ص ۱۵

”قرآن مجسم، بوریجنگ، ڈل اور بائبیل کے مقابلے میں گھٹیا ہے“ ص ۱۶

”محمد کے تصورِ جنت و جہنم میں کوئی چیز روحانی نہیں۔ اس کی جنت عیاشی کا ایک شاندار باغ ہے۔ جہاں متقی ٹھنڈے سایوں کے نیچے آرام کریں گے، شرابی پیش گئے اور سیاہ چشم خوروں سے لطف اندوز

ہوں گے۔ اس جنت کا مقصد اپنے سامعین کو ورغلا نا اور یہ بتانا

تھا کہ اسلام لانے کے بعد وہ شراب سے محروم نہیں ہوں گے۔ بلکہ

یہی چیز انہیں جنت میں لے گی۔ محمد نے غالباً جنت کا تصور عربوں

کی محافلِ شراب ہی سے لیا تھا۔ جنت کا یہ عیاشانہ تصور محمد کے

ذاتی کردار کی بھی غمازی کرتا ہے۔ . . . ص ۱۷

دیکھا آپ نے کہ ہماری درسگاہوں میں ہمارے طلبہ کو کیا پڑھایا جا رہا ہے؟

اور لطف یہ کہ ان خرافات کے خلاف نہ طلبہ آواز اٹھاتے ہیں نہ اساتذہ، اور

نہ کارپردازانِ جامعہ۔ سو سال کی غلامی نے ہمیں غیرت سے بے گانہ کر دیا ہے کسی

سے کہو۔ تو جواب ملتا ہے۔ ”نگلن سے بہتر کوئی کتاب لاؤ“ سوال یہ ہے کہ کیا آپ

نے کبھی کسی پاکستانی عالم سے اس موضوع پر لکھنے کو کہا ہے؟ مجھے حکم دیجیئے۔ اور

میں آپ کو صرف ایک برس میں عربی ادب پر بہترین چیز لکھ دوں گا۔ جس کتاب میں

قرآن، اسلام اور حضور پرنورؐ کی تنقیص کی گئی ہے اور تاریخ نویسی کا

ابن رشد، ابن طفیل، ابن زہر، ابن القفطی، ابن ابی اصیجہ، ابن القیم، علامہ ذہبی، ابن حجر، اور امام احمد بن حنبل جیسے سینکڑوں حکماء و علماء پر دو سطر میں بھی نہ لکھی ہوں اُس پر دقت صانع کرنے کا فائدہ۔

ایسی ہی کتابوں نے ہمارے نوجوانوں کو اسلامی روایات سے متنفذ کیا ان کے حوصلے توڑے، ان میں احساسِ پستی پیدا کیا اور اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں انہیں اپنی صحیح تاریخ سے روشناس کروں، شیر کے سامنے جھیلی کا آئینہ رکھوں تاکہ ان کی ٹھکی ہوئی گردنیں بلند ہو جائیں۔ یہ شاہراہِ حیات پہ سینہ تان کر چلیں، اور علم و عشق کی شعلیں اٹھا کر اس انداز سے مستقبل کی طرف بڑھیں۔ کہ ساری قیمت پکار اٹھے :

ع ہوتا ہے جادہ پیمایا پھر کارواں ہمارا

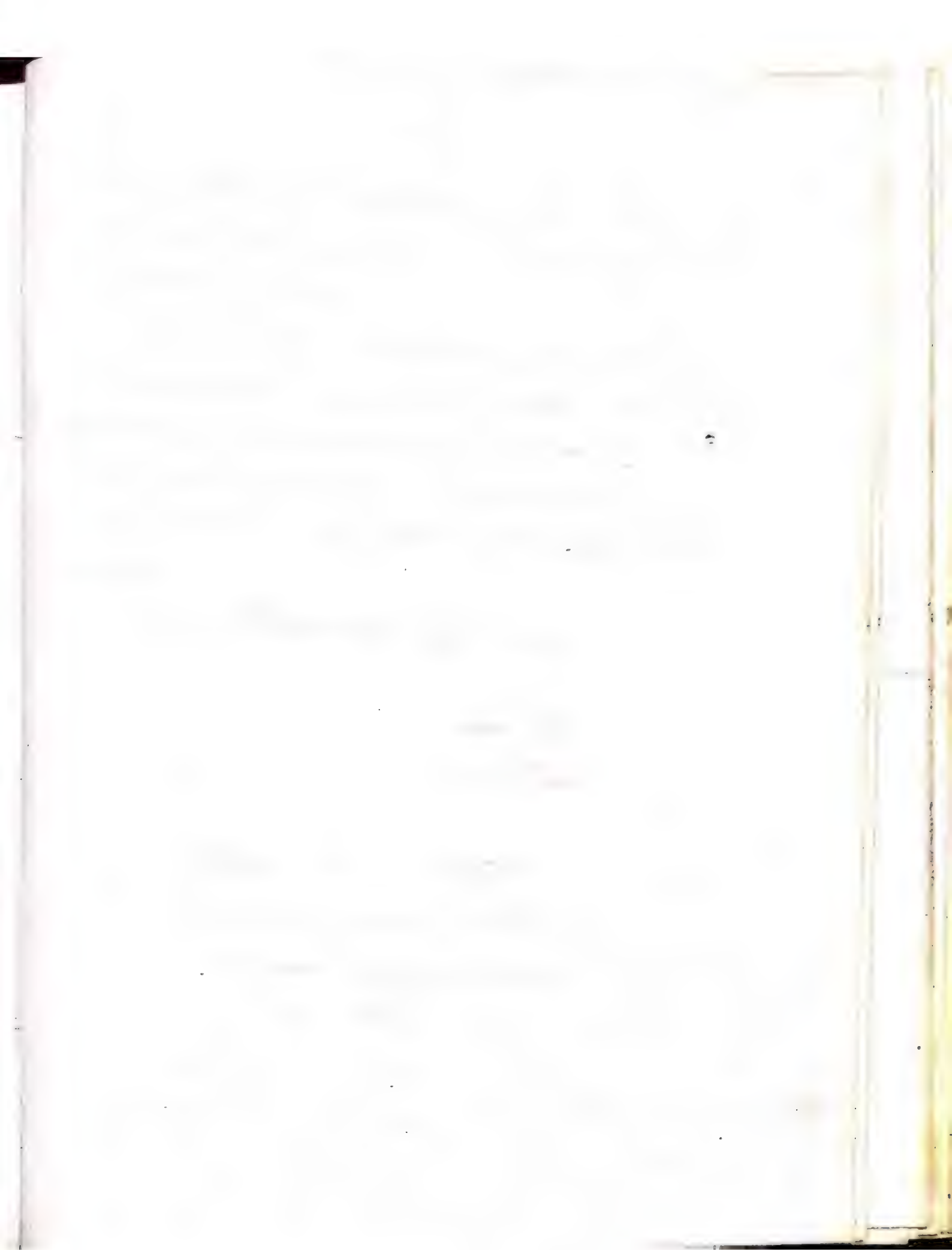
بیتہ کیمپور

۸ جنوری ۱۹۶۳ء

آغاز کتاب _____ ۲ نومبر ۱۹۶۳ء

تکمیل _____ ۸ جنوری ۱۹۶۴ء





باب اول



قرون وسطیٰ میں یورپ کی سیاسی ہیئت

اس کتاب میں یورپ کے قدیم و جدید سلاطین و حکما کا بار بار ذکر آتا ہے۔ اس لیے امور ذیل کی وضاحت ضروری ہے :-

- (ا) یورپ کے اصلی باشندے کون تھے ؟
- (ب) وہاں ابتدائی حکومتیں کب قائم ہوئیں۔ اور موجودہ ریاستیں یعنی برطانیہ۔ فرانس۔ سپین۔ اٹلی۔ جرمنی وغیرہ کیسے معرض وجود میں آئیں ؟
- (ج) قرون وسطیٰ میں یورپ کے تمدن، تہذیب، اخلاق اور علوم و فنون کی کیفیت کیا تھی ؟

یورپ کے اصلی باشندے | تاریخ بتاتی ہے کہ قدیم زمانے میں یورپ مختلف وحشی قبائل کا مسکن تھا۔ بحیرہ اسود

کے شمال اور دریائے ڈینیپر Dnieper کے دونوں طرف لگاتار آباد تھے۔ ذرا مغرب میں جہاں آج کل پولینڈ، رومانیہ، ہنگری وغیرہ ہیں، ہنرز رہتے تھے۔ جرمنی

تین خونخوار قبائل یعنی ڈینڈلز، سیکسنز اور اینگلز کا وطن تھا۔ جنوبی جرمنی اور شمالی
 اٹلی میں نمبرڈز سکونت پذیر تھے۔ فرانس میں فرانک اور برطانیہ میں سلٹ (Celts)
 اور ڈاک کے ڈالنا تھا۔ جب روم کی غربی سلطنت کمزور ہو گئی تو ان قبائل میں سیاسی
 حرکت پیدا ہوئی۔ اور یہ اپنے ارطالان سے نکل کر دور دراز علاقوں پہ چھا گئے۔ کچھ
 قبائل پہلے ہی حرکت میں آچکے تھے۔ مثلاً سیکسنز اور اینگلز جو صدیوں پہلے جزائر برطانیہ
 میں پہنچ چکے تھے۔ پانچویں صدی میں غربی گاتھ اور وینڈل سپین تک پہنچ گئے۔ شرقی
 گاتھ چکیو سلواکیہ اور پھر اٹلی میں داخل ہوئے۔ ہنزر کی حکومت دریائے رائن سے
 ایشیا تک پھیل گئی۔ اور لمبرڈز اٹلی کے بعض اضلاع پہ قابض ہو گئے تھے۔

آٹھویں صدی قبل مسیح سے پہلے یورپ میں
تاریخ یورپ کے تین دور
 کیا ہو رہا تھا۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ قیاس
 یہ ہے۔ کہ وہاں دھڑی قبائل آباد تھے جن کے سردار جدا جدا تھے۔ مذہباً انھیں یاقوت پرست
 تھے۔ اور نوشت و خواندہ سے قطعاً نا آشنا تھے۔ آٹھویں صدی کے بعد تاریخ یورپ
 تین دوروں میں بٹ گئی۔

اول :- دور قدیم۔ جو آٹھویں صدی قبل مسیح سے پانچویں صدی عیسوی تک
 پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جب روم کی عظیم سلطنت قائم ہوئی تھی۔
 اور یونان سے علوم و فنون کے دریا بہہ نکلے تھے۔

دوم :- فردن وسطیٰ۔ یعنی وہ زمانہ جو ذوال دوم (۴۷۶ء) سے شروع ہو
 کر یورپ کی حیات ثانیہ (سولہویں صدی) پر ختم ہوتا ہے۔

سوم :- عصر حاضر۔ جو سولہویں صدی سے شروع ہوا۔
 اسے دور کے پھر دو حصے ہیں۔ اس کے پہلے پانچ سو سال میں تاریکی۔ حیات

وحشت اور انتہائی بربریت کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ گیارہویں صدی میں اسلامی تہذیب، تمدن اور علوم و فنون مختلف راستوں سے یورپ میں پہنچے۔ اور وہاں کی تاریکیوں میں ٹپل سی پیدا ہو گئی۔ پانچ چھ صدیوں کے بعد وہاں اُجالا سا ہونے لگا۔ جابجا مدارس کھل گئے۔ تالیف و ترجمہ کے ادارے قائم ہو گئے۔ عربی علوم کے تراجم ہونے لگے۔ پاپائیت کا زور ٹوٹ گیا، مذہبی اور ہام و باطل کے محل سمٹا ہو گئے۔ جاگیردارانہ نظام مٹ گیا۔ اسی دور میں برطانیہ (۱۶۸۸) فرانس (۱۷۸۹) اور امریکہ (۱۷۷۶) میں انقلابات آئے اور انسانی فکر شخصی حکومت اور کلیسائی بندشوں سے آزاد ہو گئی۔ اور یہ تھا یورپ کا آغاز عروج۔

روم اور اٹلی اٹلی میں ایک دریا کا نام ٹائبر ہے۔ جو شمال کی طرف سے آتا ہے۔ اور روم یا روم سے گزر کر بحیرہ روم میں جا گرتا ہے۔ یہ دریا کبھی شاہراہ تجارت تھا۔ تاجر کشتیوں میں مال بھر کر فلورنس سے نیپلز اور دیگر مقامات تک آتے جاتے تھے اس دریا کے کنارے ایک مقام سرسبزی اور دلکشی کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ وہاں تاجر خیمے لگا کر راتوں کو ٹھہرتے اور صبح کو روانہ ہو جاتے۔ ولادت مسیح سے ساڑھے سات سو سال پہلے ان تاجروں نے چندہ کر کے وہاں ایک سرائے بنادی۔ جہاں رفتہ رفتہ ایک شہر بن گیا۔ یہی شہر روم کہلاتا ہے۔ جو اڑھائی ہزار برس سے اٹلی کا دار الخلافہ ہے۔

تشکیلِ روم اس زمانے میں ہر خاندان کا سردار الگ تھا۔ جو خاندانی جھگڑے چکاتا۔ شادیاں کراتا۔ ہر معاملے میں حکم چلاتا اور اپنے قبیلے کی بستیوں کو ڈاکوؤں اور حملہ آوروں سے بچاتا تھا۔ چھٹی صدی ق م میں

برطانیہ میں پارلیمنٹ برسوں بادشاہوں کے خلاف لڑتی رہی۔ دونوں کی وجہیں الگ الگ تھیں۔ بالآخر پارلیمنٹ کامیاب ہوئی اور جمہوریت قائم ہو گئی، فرانس کا انقلاب بھی ملوکیت کے خلاف جہاد تھا۔ امریکہ میں جارج واشنگٹن نے برطانوی استعمار کو شکست دے کر جمہوریت قائم کی۔

ایشیا کا ایک قبیلہ وہاں جا نکلا جس کے سردار Tarquins کہلاتے تھے۔ ان کی قابلیت اور شجاعت سے متاثر ہو کر اہل روم نے انہیں اپنا سردار تسلیم کر لیا اور یہ صورت حال سو سال تک باقی رہی۔

۵۰۹ء ق م میں وہاں ایک اسبلی بھی تھی جس میں تمام اختیارات خواص کے نمائندوں (Patricians) کے پاس تھے۔ صدر، وزیر اور مجسٹریٹ ان ہی سے منتخب ہوتے تھے۔ اور عوامی نمائندوں (Plebeians) کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ جب تک خواص اُسے منظور نہ کرتے۔ اس جمہوریت نے رفتہ رفتہ گرو زواج کے تمام قبائل کو قابو کر لیا۔ پانچ سو سال سے۔ یہاں تک کہ ۵۰۹ء ق م میں روم ایک خاصی طاقتور بن گئی۔ پھر مزید ۱۹۴ء ق م میں شام ۵۰۹ء ق م میں فرانس اور بلجیم ۱۱۳ء ق م میں فلسطین، ۱۱۳ء ق م میں آرمینیا اور ۱۱۳ء ق م میں عراق سلطنت روم کا حصہ بن گئے۔

سلا ۱۱۳ء ق م روم کا ایک قابل جرنیل تھا۔ یہ سیاست دانوں کی رفاقتوں سے تنگ آ گیا۔ اور اس نے ۱۱۳ء ق م میں پارلیمنٹ کو معطل کر کے عنان حکومت خود سنبھال لی۔ لیکن اُس دور کی فلسفی سینیٹور (۱۰۹-۱۰۴ء ق م) نے آمریت کی مخالفت کی۔ چنانچہ ۱۰۹ء ق م میں سنانے دوبارہ جمہوریت قائم کر دی اور خود سیاست سے کنارہ کش ہو گیا۔

جو لیس سینیٹور سینیٹ کا ممبر تھا۔ اسے ۵۰۹ء ق م میں فرانس کا گورنر مقرر کیا گیا۔ نے پہلے ارد گرد کے تمام علاقے فتح کیے۔ پھر رومانیہ پر حملہ کر دیا اور روم لیز تک نکل گیا۔ مشرق میں جرمنی کو بھی شکست دی۔ سینیٹور کی ان کامیابیوں نے روم کی

سینٹ کو ڈر پیدا ہوا کہ کہیں یہ آبر نہ بن جائے۔ چنانچہ ۵۰ قمر میں سینٹ نے حکم دیا کہ بیترز فوج کو منتشر کر دے۔ اس پر سینر بگڑ گیا۔ اور روم پر قبضہ کر کے آبر بن بیٹھا۔ اُس وقت بحریہ کا کمانڈر انچیف پمپی تھا۔ وہ مخالف ہو گیا۔ ان دونوں میں جنگ ہوئی اور پمپی شکست کھا کر مصر میں پلا گیا۔

۴۳ قمر میں بروٹس نے سازش کی۔ اور سینر کو قتل کر دیا۔ انیٹنی (سینر کا دوست) اور آکیٹوین نے بروٹس کا پیچھا کیا۔ ۴۲ قمر میں مقدونیہ کے قریب جنگ ہوئی۔ اور بروٹس مارا گیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے سلطنت بانٹ لی۔ غربی حصے پر آکیٹوین اور مشرقی خطوں پر انیٹنی حکومت کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد انیٹنی قلوپٹروہ کے دامِ حسن میں پھنس گیا۔ اور یہ دونوں مل کر سارے روم پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ جب سینٹ کو ان کے ارادوں کا اطلاع ملی۔ تو اعلان جنگ کر دیا۔ ان دونوں کو شکست ہوئی۔ اور ہر دو تے خودکشی کر لی۔

غربی روم کے بادشاہ | جولیس سینر سے رومی شہنشاہوں کا سلسلہ شروع ہو کر پانچ صدیوں تک جاری رہتا ہے۔
ان کے نام بقید سال جلوس یہ ہیں۔

- | | |
|---------------|-----------------|
| ۱۔ جولیس سینر | ۵۰۔ ۴۴ قمر |
| ۲۔ آکیٹوین | ۴۴ قمر — ۴۳ قمر |
| ۳۔ ٹائیسیرینس | ۴۴ قمر — ۴۳ قمر |
| | ۴۳ قمر — ۴۲ قمر |

۱۔ چونکہ یہ نام یورپ کی عام تواریخ میں یکجا نہیں ملتے۔ اس لیے مختلف ماخذ سے جمع کر کے یہاں لکھ رہا ہوں تاکہ طلبہ تاریخ کو سہولت رہے۔

۲۱	۲۲	
۲۳	۲۴	
۲۵	۲۶	
۲۷	۲۸	
۲۹	۳۰	
۳۱	۳۲	
۳۳	۳۴	
۳۵	۳۶	
۳۷	۳۸	
۳۹	۴۰	
۴۱	۴۲	
۴۳	۴۴	
۴۵	۴۶	
۴۷	۴۸	
۴۹	۵۰	
۵۱	۵۲	
۵۳	۵۴	
۵۵	۵۶	
۵۷	۵۸	
۵۹	۶۰	
۶۱	۶۲	
۶۳	۶۴	
۶۵	۶۶	
۶۷	۶۸	
۶۹	۷۰	
۷۱	۷۲	
۷۳	۷۴	
۷۵	۷۶	
۷۷	۷۸	
۷۹	۸۰	
۸۱	۸۲	
۸۳	۸۴	
۸۵	۸۶	
۸۷	۸۸	
۸۹	۹۰	
۹۱	۹۲	
۹۳	۹۴	
۹۵	۹۶	
۹۷	۹۸	
۹۹	۱۰۰	

۱۵۰

۲۵۱	۲۵۳
۲۵۲	۲۶۰
۲۶۰	۲۶۸
۲۶۸	۲۷۰
۲۷۰	۲۷۵
۲۷۵	۲۸۲
۲۸۲	۲۸۴
۲۸۴	۲۸۵
۲۸۵	۳۰۵

اس نے سلسلہ میں ایک گاؤں، بائزیم کو پایہ تخت بنالیا۔ جو بعد میں اسی بادشاہ کی نسبت سے قسطنطنیہ کہلانے لگا۔ سلطنت رومہ کی یہ شاخ پندرھویں صدی کے وسط تک زندہ رہی۔ ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کو سلطان محمد فاتح عثمانی نے فتح کر لیا اور یہ آج تک ہمارے قبضے میں ہے۔

۳۲۷	۳۶۰
۳۶۰	۳۶۳
۳۶۳	۳۶۴
۳۶۴	۳۷۵

۱۷۰	گیڈن
۲۶	ایمپریٹر آرس
۲۷	گیڈن نوٹس
۲۸	کلاڈیس - روم
۲۹	آریٹین
۳۰	ٹامسی ٹن
۳۱	پروٹس
۳۲	کیرس
۳۳	ڈائیک بیٹین
۳۴	قسطنطین - اول

۳۵	تاسطیٹس
۳۶	جولین
۳۷	جووین
۳۸	ولسٹین - اول

۳۹۵ — ۳۹۵

۳۲۳ — ۳۹۵

۳۵۵ — ۳۲۳

۳۵۵

۳۵۴ — ۳۵۵

۳۶۱ — ۳۵۴

۳۶۴ — ۳۶۱

۳۶۲ — ۳۶۴

۳۶۳ — ۳۶۲

۳۶۳ — ۳۶۳

۳۶۵ — ۳۶۳

۳۶۶ — ۳۶۵

۳۹ - ریشیہ - دوم

۴۰ - ہونو ریش

۴۱ - ریشیہ - سوم

۴۲ - یکتہ میس

۴۳ - اوتیش

۴۴ - مجوریہ

۴۵ - ستورس

۴۶ - آیتھیہ

۴۷ - ایشیہ

۴۸ - گلائیہ

۴۹ - جوریہ

۵۰ - ریشیہ

یہ تھے غریب روم کے سلاطین۔ آخری سلطان کو ایک جرنیل نے، جس کا نام
اودو سرتھا، معزول کر دیا۔ اور خود بادشاہ بن بیٹھا۔ لیکن نالائقی کی وجہ سے
نظم و نسق کو قائم نہ رکھ سکا۔ باہجافوجی سرداروں اور گورنروں نے خود مختاری کا
اعلان کر دیا۔ یہاں تک کہ خود اٹلی میں کئی بادشاہتیں قائم ہو گئیں۔ مثلاً وینس،
میلان، فلورنس، فیڈز اور پاپائے روم کی ریاست۔ یہ ریاستیں ۱۸۴۹ء تک

۱۸۴۹ء پاپائے روم کی حکومت نڈال روم کے بعد شروع ہوئی۔ ۱۹۵۵ء میں مستحکم ہو گئی۔ دوسرے عروج میں فرانس

آسٹریا، جنوبی جرمنی اور غریب یوگوسلاویہ پاپائی سلطنت کے حصہ تھے۔ یہ سلطنت بڑی طرح

پھیلتی اور ملتی رہی۔ انیسویں صدی میں یہ اندازاً پندرہ ہزار مربع میل رہ گئی تھی۔

باقی رہیں۔

نپلز سے اٹھائی سو میل دور مغرب میں ایک جزیرہ سارڈینیا کے نام سے واقع ہے۔ ۱۸۴۸ء میں یہاں امانوئل دوم کی حکومت تھی۔ اس نے اپنے ایک فوجی جرنیل کادرنٹ فمیلو کی ترغیب پر شاہانہ اختیارات ترک کر دیئے اور جزیرے میں جمہوریت قائم کر دی۔ اس کا اثر اٹلی پر یہ پڑا کہ وہاں بھی جمہوریت کی تڑپ پیدا ہو گئی۔ اور وہاں کے ایک لیڈر گریٹا لڈی نے رعنا کاروں کی مدد سے سسلی نپلز اور پاپائی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ہر جگہ استعصوب کرایا۔ بالآخر یہ تمام چھوٹی چھوٹی جمہوریتیں متحد ہو گئیں۔ اور انھوں نے سارڈینیا کے بادشاہ امانوئل کو اپنا آئینی بادشاہ منتخب کر لیا۔ اطالوی شاہوں کا یہ سلسلہ آج تک (۱۹۶۳ء) باقی ہے۔

قیصرہ روم

ہم عرض کر چکے ہیں۔ کہ قسطنطین اول نے بعض مصالح کی بنا پر ۳۳۰ء میں قسطنطنیہ کو پایہ تخت بنا لیا تھا۔

اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں نے سلطنت تقسیم کر لی اور غربی شاخ کا فرمانروا الگ ہو گیا۔ ۳۵۳ء میں دونوں حصے پھر ایک بادشاہ کے تحت آ گئے۔ لیکن یہ وحدت عارضی ثابت ہوئی اور ۳۶۴ء میں دونوں شاخیں مستقلاً جدا ہو گئیں۔ غربی شاخ رومن امپائر اور شرقی بائیزنٹائن امپائر کے نام سے مشہور ہوئی۔ مسلم مورخ ثانی الذکر شاخ کے سلاطین کو قیصرہ کہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں :-

اولیٰ المومنین

۳۲۴ — ۳۲۰

۳۲۰ — ۳۲۴

۳۵۰ — ۳۴۰

۳۵۲ — ۳۵۰

۳۶۱ — ۳۵۳

۳۶۳ — ۳۶۱

۳۶۴ — ۳۶۳

۳۶۹ — ۳۶۳

۳۹۵ — ۳۶۹

۴۰۸ — ۳۹۵

۴۵۰ — ۴۰۸

۴۵۴ — ۴۵۰

۴۶۴ — ۴۵۴

۴۹۱ — ۴۶۴

۵۱۸ — ۴۹۱

۵۲۴ — ۵۱۸

۵۶۵ — ۵۲۴

۵۷۸ — ۵۶۵

۱۔ قسطنطین - اول

۲۔ " - دوم

۳۔ قسطنطین - اول

۴۔ گسٹین

۵۔ قسطنطین

۶۔ جولیئن

۷۔ جروین

۸۔ زینتر

۹۔ قسطنطین - اول

۱۰۔ آرکیڈین

۱۱۔ قسطنطین - دوم

۱۲۔ مارشس

۱۳۔ یو - اول

۱۴۔ زینو

۱۵۔ قسطنطین

۱۶۔ جیسیس - اول

۱۷۔ جیسیس - اول

۱۸۔ جیسیس - دوم

۳۵۵ء کو روم میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے ۳۳۳ء میں اپنا پایہ تخت استنبول میں منتقل کر دیا۔ یہ حراں تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا برطانیکا)

۱۹ - ٹائبرین

۲۰ - ماری شیش

۲۱ - قرقش

۲۲ - برقل یا قسطنطین - سوم

۵۸۲ — ۵۸۸

۵۸۲ — ۶۰۲

۶۰۲ — ۶۱۰

۶۱۰ — ۶۲۱ اس کی طرف

ہمارے حضور صلعم نے ۶۲۱ء میں
خط لکھا تھا۔ اور اسے دعوتِ اسلام
دی تھی۔

۶۲۱ — ۶۲۲

۶۲۲ — ۶۶۸

۶۶۸ — ۶۸۵

۶۸۵ — ۶۹۵ (تخت سے محروم کر دیا گیا)

۶۹۵ — ۶۹۷

۶۹۷ — ۷۰۵

۷۰۵ — ۷۱۱

۷۱۱ — ۷۱۳

۷۱۳ — ۷۱۵

۷۱۵ — ۷۱۷

۷۱۷ — ۷۲۰

۷۲۰ — ۷۷۵

۷۷۵ — ۷۷۹

۷۷۹ — ۷۹۷

۲۳ - قسطنطین

۲۴ - قسطنطین - دوم

۲۵ - قسطنطین - چارم

۲۶ - جیٹی ٹین - دوم

۲۷ - لیو - دوم

۲۸ - ٹائبرین - دوم

۲۹ - جیٹی ٹین - سوم

۳۰ - فلپی قس

۳۱ - آنتاسین

۳۲ - تھیوڈوسیوس - سوم

۳۳ - لیو - سوم

۳۴ - قسطنطین - پنجم

۳۵ - لیو - چارم

۳۶ - قسطنطین - ششم

۸۰۲—۷۹۷

۸۱۱—۸۰۲

۸۱۱—

۸۱۳—۸۱۱

۸۲۰—۸۱۳

۸۲۹—۸۲۰

۸۲۲—۸۲۹

۸۶۸—۸۲۲

۸۸۶—۸۶۷

۹۱۲—۸۸۶

۹۵۸—۹۱۲

تک یکے بعد دیگرے

۹۱۲ سے ۹۲۵ ریجنٹ رہے۔ کیونکہ

قطنین ہفتم نابالغ تھا۔

۹۵۸—۹۶۳

۹۶۳—۱۰۲۵ نابالغ تھا۔ اس لیے

۹۷۶ تک ٹائیسیفورس دوم اور جان اول

ریجنٹ رہے۔

۱۰۲۵—۱۰۲۸

۱۰۲۸—۱۰۳۲

۱۰۳۲—۱۰۳۴

۳۷۔ آئیرین

۳۸۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۳۹۔ ٹائیسیفورس

۴۰۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۴۱۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۴۲۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۴۳۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۴۴۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۴۵۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۴۶۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۴۷۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۴۸۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۴۹۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۵۰۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۵۱۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۵۲۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۵۳۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۵۴۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۵۵۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۵۶۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۵۷۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۵۸۔ ٹائیسیفورس۔ اول

۵۹۔ ٹائیسیفورس۔ دوم

۶۰۔ ٹائیسیفورس۔ سوم

۱۰۴۲ —————	
۱۰۵۵ ————— ۱۰۴۲	
۱۰۵۶ ————— ۱۰۵۵	
۱۰۵۷ ————— ۱۰۵۶	
۱۰۵۹ ————— ۱۰۵۷	
۱۰۶۷ ————— ۱۰۵۹	
۱۰۷۸ ————— ۱۰۶۷	
۱۰۸۱ ————— ۱۰۷۸	
۱۱۱۸ ————— ۱۰۸۱	
۱۱۴۳ ————— ۱۱۱۸	
۱۱۸۰ ————— ۱۱۴۳	
۱۱۸۴ ————— ۱۱۸۰	
۱۱۸۵ ————— ۱۱۸۴	
۱۱۸۵ ————— ۱۱۹۵ (معزول ہوا)	
۱۲۰۳ ————— ۱۱۹۵	
۱۲۰۳ ————— ۱۲۰۳ (دوبارہ)	
۱۲۰۴ —————	
۱۲۰۵ ————— ۱۲۰۴	
۱۲۱۶ ————— ۱۲۰۵	
۱۲۱۹ ————— ۱۲۱۶	
۱۲۲۸ ————— ۱۲۱۹	

۵۴ - مائیکل - پنجم
۵۵ - قسطنطین - ششم
۵۶ - ریٹوٹوریا
۵۷ - مائیکل - ششم
۵۸ - اسحاق - اول
۵۹ - قسطنطین - دہم
۶۰ - مائیکل - ہفتم
۶۱ - نایسیفورس - سوم
۶۲ - ایکیزینس - اول
۶۳ - جان - دوم
۶۴ - میننوں - اول
۶۵ - ایکیزینس - دوم
۶۶ - اینڈرونیکس - اول
۶۷ - اسحاق - دوم
۶۸ - ایکیزینس - سوم
۶۹ - اسحاق - دوم
۷۰ - ایکیزینس - چہارم
۷۱ - بالڈون - اول
۷۲ - ہنری
۷۳ - پیٹر
۷۴ - رابرٹ

۱۲۲۸ — ۱۲۶۱

۱۲۶۱ — ۱۲۸۲

۱۲۸۲ — ۱۳۲۸

۱۳۲۸ — ۱۳۳۱

۱۳۳۱ — ۱۳۹۱ - تا بالغ - جان ششم

ریخیشدر - (جان سوم و چہارم بالڈون دوم کے زمانے میں مسن خطوں پر حکمران رہے)

۱۳۹۱ — ۱۳۹۵

۱۳۹۵ — ۱۳۹۸

۱۳۹۸ — ۱۴۵۲

۱۴۵۲ - (۱۴۸۱) - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۱

۱۴۸۱ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۱

یونان

دولتِ یونان سے اندازاً آٹھ ہزار سال پہلے آریوں کی ایک شاخ جنوبی روس اور بالکان کے ساحل سے یورپ کی طرف بڑھی۔ اُس وقت یورپ میں ایسے لوگ آباد تھے جن کا تعلق مصریوں سے تھا۔ قیاس یہ ہے کہ مصری اپنے عہدِ عروج میں

۱۔ دولتِ یونان سے اندازاً آٹھ ہزار سال پہلے آریوں کی ایک شاخ جنوبی روس اور بالکان کے ساحل سے یورپ کی طرف بڑھی۔ اُس وقت یورپ میں ایسے لوگ آباد تھے جن کا تعلق مصریوں سے تھا۔ قیاس یہ ہے کہ مصری اپنے عہدِ عروج میں

میں یورپ کے بعض حصوں پر بھی قابض رہے۔ اور ان کی نسلیں وسطی اور جنوبی یورپ میں آباد ہو گئی تھیں۔ ان کے قد چھوٹے، منہ گول اور سر لمبوترے تھے۔ ان میں سے بعض قبائل آدم خور بھی تھے۔ آریے انہیں مغرب کی طرف دھکیلتے گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بیشتر ہلاک ہو گئے اور کچھ بچ بچا کر بحیرہ روم کے جزائر اور شمالی افریقہ کی طرف نکل گئے۔

یہی آریے دو ہزار قم میں شمال یورپ سے بلقان کی طرف بڑھے ان کے ساتھ ان کے ریوڑ بھی تھے۔ ہومر (۵۰) قم ان چراہوں کو ہیلینیز (Hellenes) کے نام سے یاد کرتا ہے ان کی زبان ایک تھی۔ یہ لوگ ہرمقاؤمنت کو توڑ کر بحیرہ ایجین تک پہنچ گئے اور بعد میں سیسی۔ سارڈینیا، اٹلی اور فرانس تک نکل گئے۔ یونان میں ان کے اہم شہر مقدونیہ، ایسٹنر اور سپارٹا تھے۔ قبیلے قبیلے کی سرداریاں جدا تھیں، یہ سردار عموماً آپس میں لڑتے رہتے اور کبھی کبھی ایرانی حملوں کا بھی شکار بنتے تھے۔ اس صورت حال سے اکتا کر یونانی سرداروں نے متحدہ قم میں ایک وفاق بنایا جو تمام ریاستوں کے نمائندوں پر مشتمل تھا۔ یہ نمائندے مجسٹریٹ کہلاتے اور تمام ریاستوں کے لیے قانون بناتے تھے۔ فوج، مالیت اور امور خارجہ پر وفاق کا کنٹرول تھا۔ ۵۹۴ قم میں یونان کا ایک مشہور مقنن سولن (۶۲۹ - ۵۵۹ قم) نمائندہ منتخب ہوا۔ اس کی دانش و علم اور انتظامی قابلیت سے متاثر ہو کر وفاق کو نسل نے اسے صدر منتخب کر لیا اور حکومت کے تمام اختیارات اس کے

(بقیہ سطر گزشتہ) اس کا دار الخلافہ مفس تھا۔ جونیل کے ڈٹل پر واقع تھا۔ فرعونوں کا یہ سلسلہ ۵۲۳ قم تک باقی رہا اور اس کے بعد کچھ وقت کے لیے ایرانی مصر پر قابض ہو گئے۔ ان فرعونوں کی حکومت دور عروج میں عراق تک پھیل گئی تھی۔ بحیرہ روم کے بیشتر جزائر اور یورپ کے کچھ علاقے بھی کچھ وقت کیلئے ان کے قبضے میں رہے۔

۱۲۶۱ ————— ۱۲۲۸	۴۵ - بالڈون - دوم
۱۲۸۲ ————— ۱۲۶۱	۴۶ - مائیکل - ہشتم
۱۲۲۸ ————— ۱۲۸۲	۴۷ - اینڈرونیکس - دوم
۱۲۲۸ ————— ۱۲۲۸	۴۸ - اینڈرونیکس - سوم
۱۲۲۱ ————— ۱۲۹۱ - ناباغ - جان ششم	۴۹ - جان - نهم

ریجنٹ رہا - (جان سوم و چہارم بالڈون دوم کے
زمانے میں بعض خطوں پر حکمران رہے۔)

۱۲۲۵ ————— ۱۲۹۱	۸۰ - مینوئل - دوم
۱۲۲۵ ————— ۱۲۲۵	۸۱ - جان - ہفتم
۱۲۲۵ ————— ۱۲۵۳	۸۲ - قسطنطین - یازدہم

عثمانی ترکوں کے ایک فرمانروا سلطان محمد ثانی (۱۴۵۱ - ۱۴۸۱) نے ۱۴۵۲ء
میں قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ سلطنت ختم ہو گئی۔



یونان

ولادت مسیح سے اندازاً تین ہزار سال پہلے آریوں کی ایک شاخ جنوبی روس
اور ڈینیوب کے سواحل سے یورپ کی طرف بڑھی۔ اُس وقت یورپ میں ایسے لوگ
آباد تھے۔ جن کا نسلی تعلق مصریوں سے تھا۔ قیاس یہ ہے کہ مصری اپنے عہدِ عروج

سے ولادت مسیح سے اندازاً پانچ ہزار سال پہلے پہلے مصریوں میں نامی منیر حکومت پہنچا (حقیقہ حاشیہ اگلے صفحہ)

میں یورپ کے بعض حصوں پر بھی قابض رہے تھے۔ اور ان کی نسلیں وسطی اور جنوبی یورپ میں آباد ہو گئی تھیں۔ ان کے قد چھوٹے، منہ گول اور سر لمبوترے تھے۔ ان میں سے بعض قبائل آدم خور بھی تھے۔ آریے انہیں مغرب کی طرف دھکیلتے گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے بیشتر ہلاک ہو گئے اور کچھ بچ بچا کر بحیرہ روم کے جزائر اور شمالی افریقہ کی طرف نکل گئے۔

یہی آریے دو ہزار قم میں شمال یورپ سے بلقان کی طرف بڑھے ان کے ساتھ ان کے ریوڑ بھی تھے۔ ہومر (۷۵۰ ق م) ان چراہوں کو ہیلینیز (Hellenes) کے نام سے یاد کرتا ہے ان کی زبان ایک تھی۔ یہ لوگ ہرمقانونت کو توڑ کر بحیرہ ایجین تک پہنچ گئے اور بعد میں سبلی۔ سارڈینیا، اٹلی اور فرانس تک نکل گئے۔ یونان میں ان کے اہم شہر مقدونیہ، ایٹنز اور سپارٹا تھے۔ قبیلے قبیلے کی سرداریاں جدا تھیں، یہ سردار عموماً آپس میں لڑتے رہتے اور کبھی کبھی ایرانی حملوں کا بھی شکار بنتے تھے۔ اس صورت حال سے آگاہ کر یونانی سرداروں نے متحدہ قم میں ایک وفاق بنایا جو تمام ریاستوں کے نمائندوں پر مشتمل تھا۔ یہ نمائندے مجسٹریٹ کہلاتے اور تمام ریاستوں کے لیے قانون بناتے تھے۔ فوج اہلیت اور امور خارجہ پر وفاق کا کنٹرول تھا۔ ۵۹۴ ق م میں یونان کا ایک مشہور مقبض سولن (۶۳۹ - ۵۵۹ ق م) نمائندہ منتخب ہوا۔ اس کی دانش و علم اور انتظامی قابلیت سے متاثر ہو کر وفاق کونسل نے اسے صدر منتخب کر لیا اور حکومت کے تمام اختیارات اس کے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس کا دار الخلافہ منفرد تھا۔ جونین کے ٹٹل پر واقع تھا۔ فرعونوں کا یہ سلسلہ ۵۲۵ ق م تک باقی رہا اور اس کے بعد کچھ وقت کے لیے ایرانی مصر پر قابض ہو گئے۔ ان فرعونوں کی حکومت دوبارہ عروج میں حراق تک پھیل گئی تھی۔ بحیرہ روم کے بیشتر جزائر اور یورپ کے کچھ علاقے بھی کچھ وقت کیلئے ان کے قبضے میں رہے۔

کے نام یہ ہیں :-

بطالستہ مصر

۱۔ بطلمیوس اول	۳۲۳ — ۳۰۹ ق م
۲۔ بطلمیوس دوم - فیلاڈلفس	" ۲۳۶ — ۲۰۹
۳۔ " سوم - ایرگنیٹ اول	" ۲۲۱ — ۲۲۶
۴۔ " چھارم - فیلوپٹر	" ۲۰۳ — ۲۲۱
۵۔ " پنجم - راپی فینٹن	" ۱۸۱ — ۲۰۳
۶۔ " ششم - فیلوپٹر	" ۱۴۵ — ۱۸۱
۷۔ " ہفتم - ایرگنیٹ دوم	" ۱۱۶ — ۱۴۵
۸۔ " ہشتم - سوٹر	" ۸۰ — ۱۱۶
۹۔ " نهم - اسکندر اول	۹۶ — ۸۹ " یہ مصر پر حکمران تھا۔ اور سوٹر جزائر پر۔ ۸۹ ق م میں لوگوں نے اسکندر کو معزول کر دیا۔ اور سوٹر کو دونوں حصوں کا بادشاہ بنا دیا۔
۱۰۔ " دہم - اسکندر دوم	۸۰ — ق م
۱۱۔ " یازدہم - فیلوپٹر دوم	" ۵۱ — ۸۰
۱۲۔ " دوازدہم - فیلوپٹر سوم	" ۴۷ — ۵۱
۱۳۔ " سیزدہم - فیلوپٹر چھارم	" ۴۴ — ۴۷
۱۴۔ " قلوپٹر	" ۳۰ — ۴۴

۵۔ علم ہیئت کی مشہور کتاب آئینہ کا مصنف بطلمیوس ایک الگ شخصیت تھی۔ جو چار سو سال بعد مصر میں پیدا ہوا۔ یہ ۱۲۷ء سے ۱۵۱ء تک اسکندریہ میں مشاہدات قلم بند کرتا رہا۔ اور پھر تیرہ جلدوں میں آئینہ منظر لکھی۔ (انسائیکلو پیڈیا برطانیکا)

جیسا کہ اوراقِ گزشتہ میں بیان ہو چکا ہے۔ غزنی رومہ کے سیزر آکٹیویئن نے مصر پر حملہ کیا۔ قلوپٹرو نے خودکشی کر لی۔ اور مصر سلطنت رومہ کا حصہ بن گیا۔



فرانس

زوالِ رومہ (غربی) کے بعد فرانس مختلف سرداریوں میں بٹ گیا تھا۔ پچھٹی صدی میں ایک سردار کلاؤس نے سب سے پہلے دونوں ملک کی ریاستوں کا خاتمہ کیا۔ پھر اٹلی اور جرمنی کے کچھ علاقے بھٹیائیے اوزیوں ایک اچھی خاصی سلطنت کی بنا ڈال دی۔ جب یہ فوت ہو گیا۔ تو اس کی سلطنت اس کے چار بیٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور یہ آپس میں لڑنے لگے۔ اس پھوٹ کے باوجود مئیرڈ کی ایک کونسل اتحادِ فرانس کی کوشش کرتی رہی۔ چارلس مارٹل، جس نے ۷۶۸ء میں اسلامی افواج کی پیش قدمی کو ٹورس (Tours) کے مقام پر روکا تھا۔ اور جس نے فرانس کے بعض باغی سرداروں کو شکست دے کر ان کی ریاستوں کو پھر جزوِ سلطنت بنا لیا تھا، اسی کونسل کا ایک ممبر تھا۔ اس کی وفات پر اس کا بیٹا پتی پن پہلے اس کونسل کا ممبر بنا۔ اور ۸۰۰ء میں تختِ سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اٹلی کو وحشی لمبرڈز سے آزاد کرانے کے بعد پوپ کے حوالے کر دیا۔ جب ۸۶۸ء میں اس کی وفات ہوئی تو حسبِ رواج اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں شارلیمان اور کارلیمان میں بٹ گئی۔ کارلیمان ۸۷۷ء میں مر گیا۔ اور شارلیمان ساری سلطنت کا واحد فرماں روا بن گیا۔ اس نے جرمنی کے وحشی قبائل اور لمبرڈز کو شکست دینے کے بعد اپنی سلطنت کافی

پھیلائی۔ اور پوپ کو سارے اٹلی کا مزما نزو تسلیم کر لیا۔ فرانسیسی شاہوں کا
جدول ہے :

۸۱۳ — ۷۶۸	۱۔ شاریمان
۸۴۰ — ۸۱۳	۲۔ ٹوئس اول
۸۷۷ — ۸۴۰	۳۔ چارلس اول
۸۷۹ — ۸۷۷	۴۔ ٹوئس دوم
۸۸۲ — ۸۷۹	۵۔ ٹوئس سوم
۸۸۴ — ۸۸۲	۶۔ کارلومان دوم
۸۸۷ — ۸۸۴	۷۔ چارلس دوم
۸۹۲ — ۸۸۷	۸۔ یگوٹ
۹۲۲ — ۸۹۲	۹۔ چارلس سوم
۹۲۳ — ۹۲۲	۱۰۔ رابرٹ اول
۹۳۶ — ۹۲۳	۱۱۔ رڈولف
۹۵۴ — ۹۳۶	۱۲۔ ٹوئس چہارم
۹۸۶ — ۹۵۴	۱۳۔ لوئیس
۹۸۷ — ۹۸۶	۱۴۔ ٹوئس پنجم
۹۹۶ — ۹۸۷	۱۵۔ گیتھ
۱۰۳۱ — ۹۹۶	۱۶۔ رابرٹ دوم
۱۰۶۰ — ۱۰۳۱	۱۷۔ ہنری اول
۱۱۰۸ — ۱۰۶۰	۱۸۔ رلیپ اول
۱۱۳۷ — ۱۱۰۸	۱۹۔ ٹوئس ششم

۱۱۸۰ — ۱۱۳۷	۲۰ - لوئس - هفتم
۱۲۲۲ — ۱۱۸۰	۲۱ - فیلیپ - دوم
۱۲۲۴ — ۱۲۲۲	۲۲ - لوئس - هشتم
۱۲۷۰ — ۱۲۲۴	۲۳ - " - نهم
۱۲۸۵ — ۱۲۷۰	۲۴ - فیلیپ - سوم
۱۳۱۴ — ۱۲۸۵	۲۵ - " - چهارم
۱۳۱۶ — ۱۳۱۴	۲۶ - لوئس - دهم
۱۳۱۶ —	۲۷ - جان - اول
۱۳۲۲ — ۱۳۱۶	۲۸ - فیلیپ - پنجم
۱۳۲۸ — ۱۳۲۲	۲۹ - چارلس - چهارم
۱۳۵۰ — ۱۳۲۸	۳۰ - فیلیپ - ششم
۱۳۶۲ — ۱۳۵۰	۳۱ - جان - دوم
۱۳۸۰ — ۱۳۶۲	۳۲ - چارلس - پنجم
۱۳۸۲ — ۱۳۸۰	۳۳ - " - ششم
۱۳۹۱ — ۱۳۸۲	۳۴ - " - هفتم
۱۳۸۳ — ۱۳۹۱	۳۵ - لوئس - یازدهم
۱۴۹۸ — ۱۳۸۳	۳۶ - چارلس - هشتم
۱۵۱۵ — ۱۴۹۸	۳۷ - لوئس - دوازدهم
۱۵۴۷ — ۱۵۱۵	۳۸ - فرانسس - اول
۱۵۵۹ — ۱۵۴۷	۳۹ - هنری - دوم
۱۵۶۰ — ۱۵۵۹	۴۰ - فرانسس - دوم

۱۵۶۰ — ۱۵۷۳

۱۵۸۹ — ۱۵۷۳

۱۶۱۰ — ۱۵۸۹

۱۶۴۳ — ۱۶۱۰

۱۷۱۵ — ۱۶۴۳

۱۷۷۳ — ۱۷۱۵

۱۷۹۲ — ۱۷۷۳

۱۷۹۲ —

۱۸۰۴ — ۱۷۹۲

۱۸۱۴ — ۱۸۰۴

۱۸۱۴ — ۱۸۲۴ - نوٹیس مفتدیم

۱۸۵۵ء میں مدعی تخت بن کر اٹھائے لیکن ناکام ہو گیا۔

۱۸۳۰ — ۱۸۲۴

۱۸۴۰ — ۱۸۳۰

۱۸۵۲ — ۱۸۴۰

۱۸۷۱ — ۱۸۵۲

۴۱ - چارلس - نم

۴۲ - ہنری - سوم

۴۳ - " - چارم

۴۴ - لوئیس - سیزدہم

۴۵ - " - چار دہم

۴۶ - " - پانزدہم

۴۷ - " - شانزدہم

۴۸ - انقلاب فرانس

۴۹ - پہلی جمہوریہ

۵۰ - نپولین - اول

۵۱ - لوئیس - ہشزدہم

۵۲ : چارلس دہم

۵۳ - لوئیس نواز دہم

۵۴ - نپولین - دوم

۵۵ - " - سوم

اس کے بعد دوسری جمہوریہ آگئی۔ جواب تک قائم ہے۔



سپین

جس کا نام اسپین میں طارق بن زید المرزوقی پڑھا۔ تو اس وقت سپین پر غزنی گاتھ کی حکومت تھی۔ موزرک جو اس شاخ کا آخری بادشاہ تھا، طارق سے شکست کھا کر بھاگا۔
 وہ دوسیلے بادشاہ کی ایکیر کو عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔ اسلامی فوجیں نہ صرف سپین پہنچیں بلکہ فرانس میں ٹورس (Tours) تک جا پہنچیں جو پیرس سے
 ۱۰۰ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔ البتہ چند سردار شمالی پہاڑوں میں
 پناہ لے گئے۔ اور وہاں انہوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنالیں۔ جن میں سے
 آراگان اور قسطید خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ انہی ریاستوں نے آٹھ سو سال
 بعد اسلامی حکومت کو ختم کیا تھا اور تمام مسلمانوں کو سپین سے نکال دیا تھا۔
 ابتدا میں ان ریاستوں کا تسلط چند یسٹوں پر تھا۔ رفتہ رفتہ انہوں نے اسلامی
 سپین کے لحقہ علاقے بچھالے۔ اور تیرہویں صدی میں یہ خاصی طاقت بن گئے۔

تیرہویں صدی میں قسطید کے بادشاہ	تیرہویں صدی میں آراگان کے بادشاہ
۱۲۸۴ - ۱۲۵۲	۱۲۸۵ - ۱۲۶۹
۱۳۱۲ - ۱۲۸۴	۱۳۹۱ - ۱۲۸۵
۱ - الفونسو - دہم	۱ - پیئر سوم
۲ - سانچو - چہارم	۲ - آلفونسو سوم

۱۰۰۰ سال پہلے کے زمانہ میں گاتھ آباد تھے۔ ان کا نام ۱۰۰۰ سال پہلے کے زمانہ میں گاتھ اور مشرقی ۱۰۰۰ سال پہلے کے زمانہ میں گاتھ لکھا جاتا ہے۔

۱۰۰۰ سال پہلے کے زمانہ میں گاتھ اور مشرقی ۱۰۰۰ سال پہلے کے زمانہ میں گاتھ لکھا جاتا ہے۔

۱۳۱۲ — ۱۳۵۰	۲۔ الفونسو۔ یازدہم	۱۲۹۱ — ۱۳۲۷	۳۔ جیمز دوم
۱۳۶۸ — ۱۳۵۰	۴۔ پیٹر۔ ظالم	۱۳۲۶ — ۱۳۲۷	۴۔ الفونسو۔ چہارم
۱۳۷۹ — ۱۳۶۸	۵۔ ہنری	۱۳۸۷ — ۱۳۳۶	۵۔ پیٹر۔ چہارم
۱۳۹۰ — ۱۳۷۹	۶۔ جان۔ اول	۱۳۹۵ — ۱۳۸۷	۶۔ جان
۱۴۰۶ — ۱۳۹۰	۷۔ ہنری۔ سوم	۱۴۱۰ — ۱۳۹۵	۷۔ مارٹن
۱۴۵۳ — ۱۴۰۶	۸۔ جان دوم	مارٹن بے اولاد مر گیا اور اس کے دربار نے قسطنطنیہ کے فردینان کو اراگان کا بادشاہ بنایا۔	
دھان دوم بچہ تھا۔ اس لیے اس کا چچا فردینان کارو بار سلطنت چلاتا رہا۔			
۱۴۷۲ — ۱۴۵۳	۹۔ ہنری۔ چہارم		
۱۴۷۲ — ۱۴۷۲	۱۰۔ ایزابلا		
تحت نشین ہوئی۔ اراگان کے بادشاہ فردینان سے شادی کر لی۔ اور یہ دونوں سلطنتیں ایک ہو گئیں۔			

فردینان اور ایزابلا نے مل کر مسلمانوں سے تمام علاقے چھین لیے اور ۱۴۹۲ء میں اسلامی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ فردینان کی وفات ۱۵۱۶ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد :-

۱۵۱۶ — ۱۵۵۶

۱۵۵۶ — ۱۵۹۸

۱۵۹۸ — ۱۶۲۱

(۱) چارلس۔ پہلے

(۲) فیلیپ۔ دوم

(۳) فیلیپ۔ سوم

یہ جہد دل چارلس پہلے سے شروع ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پہلے چارکس گئے (باقی تاریخ اگلے صفحہ)

۱۶۶۵ — ۱۶۶۱	۴ - فلسفہ چارم
۱۴۰۰ — ۱۶۶۵	۵ - چارلس دوم
۱۴۳۶ — ۱۴۰۰	۶ - فلسفہ پنجم
۱۴۵۹ — ۱۴۳۶	۷ - فروریان ششم
۱۴۸۸ — ۱۴۵۹	۸ - چارلس سوم
۱۸۰۸ — ۱۴۸۸	۹ - " چارم
۱۸۱۲ — ۱۸۰۸	۱۰ - نپولین شاہ فرانس
۱۸۴۲ — ۱۸۱۲	۱۱ - فروریان ہفتم
۱۸۶۸ — ۱۸۴۲	۱۲ - ایزابا دوم

اس کے بعد جمہوریت قائم ہوئی۔ درمیان میں کبھی کبھی لوگوں کیست بھی سر اٹھاتی رہی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ ^{۱۹۱۲ء} ۱۹۱۲ء میں جنرل فرانسس کو جمہوریہ سپین کے صدر بن گئے۔ اور آج ^{۱۹۶۸ء} ۱۹۶۸ء تک وہی ہیں۔
سپین کے اسلامی سلاطین کے بداول باب سوم میں ملاحظہ فرمائیے۔



بقیہ صفحہ گزشتہ :- جواب ہے کہ اراکان اور قسید کے شاہوں کا سلسلہ تو ^{۱۹۱۲ء} ۱۹۱۲ء احمد طارق سے چلتا ہے۔ لیکن پرانے خواتین سے انہیں نظر انداز کر دیا ہے۔ ان ^{۱۹۱۲ء} ۱۹۱۲ء کی تعداد باقی کے قریب ہی ان کے سلاطین کا سلسلہ بہت دور اڑتا ہے۔ یہ سپاہ چارلس ^{۱۹۱۲ء} ۱۹۱۲ء سے پہلے گزر چکے تھے۔ یہی سلاطین تھے۔ انفرنو اور دیگر ناموں کا ہے۔

جرمنی

جرمنی میں مختلف وحشی قبائل مثلاً وینڈل، سیکسنز، آنگلز وغیرہ آباد تھے۔ ان کے سردار جڈا جڈا تھے۔ غربی روم کے خاتمہ کے بعد جرمنی کئی حصوں میں منقسم ہو گیا۔ شمال میں فرانکس کا غلبہ تھا۔ جنوب میں ٹویریا ذرا اُپر تھرنگیا اور شمال مشرقی علاقوں پر سیکسنز کا تسلط تھا۔ ان میں سے ایک سردار کلاویش نے بویریا، تھرنگیا اور چند دیگر علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ جب ۵۱۱ء میں اس کی وفات ہو گئی۔ تو بعض سرداروں نے اس کے لڑکے ہتھیورائک (۵۱۱ - ۵۴۸ء) سے کچھ علاقے چھین لیے۔ اس کے بعد کوئی کام کا آدمی تخت نشین نہ ہوا اور چھوٹے بڑے سردار تین سو برس تک آپس میں لڑتے رہے۔ جب ۵۶۸ء میں شاریمان فرانکس کا بادشاہ بنا تو اس نے جرمنی کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے خلاف اندازاً سو برس تک جرمنی پر حکمران رہے۔ آخری بادشاہ ٹوئیس دی چائلڈ تھا۔ جو ۹۱۱ء میں فوت ہوا۔ اس کی وفات پر جرمن اُمرا نے فرینگوٹیا کے ایک ڈیوک کانرڈ کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور اُس وقت سے جرمنی ایک الگ ریاست بن گئی۔ جو آج تک قائم ہے۔ جدولِ سلاطین یہ ہے :-

۹۱۱ ————— ۹۱۸

۱۔ کانرڈ

۹۱۸ ————— ۹۲۶

۲۔ ہنری - اول

۳۔ جرمنی کے ایک صوبے بویریا میں اس نام کے دو خطے ہیں۔ جو شمالی اور جنوبی فرینگوٹیا کے نام سے مشہور ہیں۔

۹۴۳ — ۹۳۶

۹۸۳ — ۹۴۳

۱۰۰۲ — ۹۸۳

۱۰۲۳ — ۱۰۰۲

۱۰۲۹ — ۱۰۲۳

۱۰۵۶ — ۱۰۲۹

۱۱۰۴ — ۱۰۵۶

۱۱۵۲ — ۱۱۰۴

۱۱۸۴ — ۱۱۵۲

۱۱۸۴ — ۱۱۹۴ ہنری پنجم ۱۱۲۵ء

میں مر گیا تھا۔

۱۴۱۲ — ۱۱۹۴

۱۲۵۰ — ۱۴۱۲

۱۲۵۴ — ۱۲۵۰

اس کے بعد انیس برس تک جرمن سردار آپس میں لڑتے رہے۔ آخر پوپ نے
مداخلت کی اور روڈولف بادشاہ بنا۔

۱۲۹۱ — ۱۲۴۲

۱۲۹۸ — ۱۲۹۱

۱۳۰۸ — ۱۲۹۸

۱۳۱۳ — ۱۳۰۸

۱۳۲۶ — ۱۳۱۳

۳۔ آٹو۔ اول

۴۔ "۔ دوم

۵۔ "۔ سوم

۶۔ ہنری۔ دوم

۷۔ کارڈ۔ دم

۸۔ ہنری۔ سوم

۹۔ "۔ چہارم

۱۰۔ کارڈ۔ سوم

۱۱۔ فریڈریک۔ اول (باربروسہ)

۱۲۔ ہنری۔ ششم

۱۳۔ آٹو۔ چہارم

۱۴۔ فریڈریک۔ دوم

۱۵۔ کارڈ۔ چہارم

۱۶۔ روڈولف۔ اول

۱۷۔ "۔ دوم

۱۸۔ آلبیٹ۔ اول

۱۹۔ ہنری۔ ہفتم

۲۰۔ لوئیس

۶۰ - چارلس - چارم

۱۳۳۶ — ۱۳۷۶ یہ دراصل لوزیمیا

کا بادشاہ تھا۔ جرمنی نے بھی اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

۱۳۷۶ — ۱۴۰۰

۱۴۰۰ — ۱۴۱۰

۱۴۱۰ — ۱۴۳۷

۱۴۳۷ — ۱۴۳۹

۱۴۳۹ — ۱۴۸۶

۱۴۸۶ — ۱۵۱۹

۱۵۱۹ — ۱۵۵۸

۱۵۵۸ — ۱۵۶۴ یہ آسٹریا کا بادشاہ

تھا۔ پوپ کی مدد سے جرمنی کا بھی بادشاہ بن گیا۔

۱۵۶۴ — ۱۵۷۴

۱۵۷۴ — ۱۶۱۴

۱۶۱۴ — ۱۶۱۹

۱۶۱۹ — ۱۶۳۷

۱۶۳۷ — ۱۶۵۷

۱۶۵۷ — ۱۷۰۵

۱۷۰۵ — ۱۷۱۱

۱۷۱۱ — ۱۷۴۰

۲۳ - وینزل
۲۴ - فرانز
۲۵ - لکسمبرگ
۲۶ - البرٹ
۲۷ - فریڈرک
۲۸ - ویلیئم
۲۹ - ایلزبتھ
۳۰ - ایلزبتھ
۳۱ - ایلزبتھ
۳۲ - ایلزبتھ
۳۳ - ایلزبتھ
۳۴ - ایلزبتھ
۳۵ - ایلزبتھ
۳۶ - ایلزبتھ
۳۷ - ایلزبتھ
۳۸ - ایلزبتھ
۳۹ - ایلزبتھ
۴۰ - ایلزبتھ

۴۱ - ایلزبتھ
۴۲ - ایلزبتھ
۴۳ - ایلزبتھ
۴۴ - ایلزبتھ
۴۵ - ایلزبتھ
۴۶ - ایلزبتھ
۴۷ - ایلزبتھ
۴۸ - ایلزبتھ
۴۹ - ایلزبتھ
۵۰ - ایلزبتھ
۵۱ - ایلزبتھ
۵۲ - ایلزبتھ
۵۳ - ایلزبتھ
۵۴ - ایلزبتھ
۵۵ - ایلزبتھ
۵۶ - ایلزبتھ
۵۷ - ایلزبتھ
۵۸ - ایلزبتھ
۵۹ - ایلزبتھ
۶۰ - ایلزبتھ

- ۲۸ - ماریا تھریسا ۱۴۴۰ — ۱۴۴۲
- ۲۹ - چارلس - ہفتم ۱۴۴۲ — ۱۴۴۵
- ۴۰ - فرانسس - اول ۱۴۴۵ — ۱۴۶۵
- ۴۱ - جوزف - دوم ۱۴۶۵ — ۱۴۹۰
- ۴۲ - لیوپولڈ - دوم ۱۴۹۰ — ۱۴۹۲
- ۴۳ - فرانسس - دوم ۱۴۹۲ — ۱۸۰۴
- ۴۴ - نیپولین (شاہ فرانس) ۱۸۰۴ — ۱۸۱۴
- ۴۵ - فیدریش بن گئی ۱۸۱۴ — ۱۸۴۸
- ۴۶ - فریڈرک - چہارم ۱۸۴۸ — ۱۸۶۱
- ۴۷ - ولیم - اول ۱۸۶۱ — ۱۸۸۸
- ۴۸ - ولیم - ثانی ۱۸۸۸ — ۱۹۱۸
- ۴۹ - آلبرٹ ۱۹۱۸ — ۱۹۲۵
- ۵۰ - ہینڈن برگ ۱۹۲۵ — ۱۹۲۳
- ۵۱ - ہٹلر ۱۹۲۳ — ۱۹۴۶
- دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مشرقی اور مغربی۔
مشرقی روس کے زیر اثر ہے اور مغربی نسبتاً آزاد ہے۔ مغربی جرمنی کا چانسلر آئینار
(۱۹۴۶ - ۱۹۶۳) اس سال (۱۹۶۳) میں مستعفی ہوا ہے۔ اور اس کی جگہ پروفیسر
کابا عت تھا۔



برطانیہ

عہد قدیم میں برطانیہ وحشی قبائل کا مسکن تھا۔ ساتویں صدی قبل مسیح میں یورپ سے چند نئے قبائل جو سیلٹس (Celts) کے نام سے مشہور تھے۔ ان جزائر میں داخل ہوئے اور اصلی باشندوں کو پہاڑوں میں دھکیل دیا۔ ۵۵۰ ق م میں جولیوس سیزر نے جو اس وقت فرانکس کا گورنر تھا۔ برطانیہ کو فتح کر لیا۔ لیکن مالی غنیمت اور کئی ہزار غلام لے کر واپس چلا گیا۔ ۴۳ء میں کلاڈیئس (۴۱ - ۵۴) نے برطانیہ کو فتح کر لیا اور یہ جزائر اندازاً چار سو برس تک روم کے زیر نگیں رہے۔ روم کے بعد جرمنی کے تین قبائل یعنی آینگلز۔ سیکسنز اور جوتس برطانیہ پہنچا گئے۔ یہ لوگ نہایت جاہل۔ اجڑے۔ مفلس اور جنگ پسند تھے۔ گارے کے گھروں میں رہتے اکھالیں پہنتے اور آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ ان کے سردار جدا جدا تھے۔ دو اڑھائی صدیوں کے بعد ان میں آلفریڈ نامی ایک سردار اٹھا۔ جس نے مختلف قبائل کو مطیع کر کے ایک باقاعدہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ صاحب علم بھی تھا۔ اس نے لاطینی کی چند کتابوں کو انگریزی میں منتقل کیا۔ برطانوی سلاطین کا سلسلہ اسی سے شروع ہوتا ہے۔

۸۷۱ — ۹۰۱

۱۔ الفریڈ

۹۰۱ — ۹۲۵

۲۔ ایڈوڈ - اول

۹۲۵ — ۹۴۰

۳۔ اٹھلہٹن

۱۵۵۲ — ۱۵۴۷

۱۵۵۸ — ۱۵۵۳

۱۶۰۳ — ۱۵۵۸

۱۶۲۵ — ۱۶۰۳

۱۶۴۲ — ۱۶۲۵

۱۶۴۹ — ۱۶۴۲

۱۶۵۸ — ۱۶۴۹

۱۶۶۰ — ۱۶۵۸

۱۶۸۵ — ۱۶۶۰

۱۶۸۸ — ۱۶۸۵

۱۶۹۴ — ۱۶۸۸

۱۷۰۲ — ۱۶۹۴

۱۷۱۴ — ۱۷۰۲

۱۷۲۷ — ۱۷۱۴

۳۶ - ایڈورڈ - ششم

۳۷ - میری

۳۸ - آئزبیتھ

۳۹ - جیمز - اول

۴۰ - چارلس - اول

۴۱ - خلاہ جنگی

۴۲ - کرائویل - اول

۴۳ - " - دوم

۴۴ - چارلس - دوم

۴۵ - جیمز - دوم

۴۶ - میری اور ولیم - سوم (ہردو)

۴۷ - ولیم سوم (تنہا)

۴۸ - ملکہ آئینی

۴۹ - جارج - اول

۱۔ چارلس اول پارلیمنٹ کی پروا نہ نہیں کرتا تھا۔ تنگ آکر پارلیمنٹ نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ جنگیں سات سال تک جاری رہیں۔ آخر چارلس کو شکست ہوئی اور اسے موت کی سزا دی گئی۔ پارلیمنٹ کی فوج کی کمان کرائویل کے سپرد تھی۔ یہ پارلیمنٹ کا سپر بھی تھا۔ فتح کے بعد پارلیمنٹ نے اسے صدر بنالیا۔ اس کی وفات ۱۶۵۸ میں ہوئی۔ اور شاہی قبرستان میں دفن ہوا۔ جب ۱۶۶۰ء میں چارلس کا بیٹا چارلس دوم جوسکٹ لینڈ کا بادشاہ تھا۔ برطانوی تخت کا مالک بھی بن گیا تو اس نے کرائویل کی لاش کو قبر سے نکال کر شواہ لٹکا دیا۔

- ۵۰ - جارج - دوم
۵۱ - " - سوم
- ۵۲ - پرنس آف ویلز (ریجنٹ)
۵۳ - جارج - چہارم
۵۴ - ولیم - چہارم
۵۵ - وکٹوریا
۵۶ - ایڈورڈ ہفتم
۵۷ - جارج - پینجم
۵۸ - ایڈورڈ ہشتم
- ۱۷۶۰ — ۱۷۶۷
۱۷۶۰ — ۱۷۸۸ یہ پاگل ہو گیا تھا۔
چنانچہ پرنس آف ویلز کو ریجنٹ مقرر کیا گیا۔
۱۷۸۸ — ۱۸۲۰
۱۸۲۰ — ۱۸۲۰
۱۸۲۰ — ۱۸۲۷
۱۸۲۷ — ۱۹۰۱
۱۹۰۱ — ۱۹۱۰
۱۹۱۰ — ۱۹۳۶
- ۱۹۳۶ — اس نے خلافت
دستور ایک عورت مسز سمپسن سے شادی
کا ارادہ کیا۔ پارلیمنٹ نے اجازت نہ
دی۔ اور اس نے تخت چھوڑ دیا۔
۱۹۳۶ — ۱۹۵۴
۱۹۵۴ — (۱۹۶۳ میں زندہ ہے)
- ۵۹ - جارج - ششم
۶۰ - الیزبتھ



روس

ہر چند کہ روس ہماری تہذیب و ثقافت سے بہت کم متاثر ہوا اور اُس کی تاریخ
سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہ ملک صدیوں سے اسلامی ممالک کا ہمسایہ

چلا آتا ہے۔ اس کے جنوب میں افغانستان، بخارا، ایران و عراق واقع ہیں۔ اور جنوب مغرب میں ترکی۔ افغانستان کے سوا باقی تمام ممالک بارہ سو سال تک علم و ثقافت کے مرکز رہے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ان ممالک کی تہذیب سے غیر متاثر رہا ہو۔ دریائے واکا کے دونوں طرف لاکھوں مسلمانوں کا وجود ہی اس امر کی ناقابل تردید شہادت ہے۔ کہ اسلامی اثرات غریب روس کے اندرونی خطوں تک پہنچے۔ پھر بحیرہٴ اسود کے شمالی ساحل پر مسلمانوں کا ایک خاندان ۱۲۲۰ء سے ۱۷۸۲ء تک حکمران رہا۔ یہ سلاطین خاندان قزاق کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی حکومت کریمیا سے کیفیت تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور شاہوں کی تعداد باسٹھ تھی۔ انہوں نے اپنی وسیع سلطنت میں لاتعداد مدارس و مساجد قائم کیں۔ جن میں سداً علماء علوم و فنون کا درس دیا کرتے تھے۔ مقام تاشکنت ہے کہ ان سلاطین کے ثقافتی و علمی کارنامے کسی مسلم تہذیب نے قلم بند نہیں کیے۔ ممکن ہے۔ کہ اس موضوع پر روسی زبان میں کوئی کتاب موجود ہو۔ لیکن میری نظر سے نہیں گزری۔

روس کا دل مارکس (۱۸۱۸ - ۱۸۸۲) کا پیرو ہے۔ یہ فلسفی جرمنی میں پیدا ہوا تھا۔ اس ملک میں اسلامی علوم و فنون کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ جرمنی میں قرآن حکیم کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ قرآن حکیم۔ ذخیرہ اندوزی۔ سرمایہ داری اور جمیع دولت کا دشمن ہے۔۔۔ زائد اذ ضرورت اشیا پاس رکھنے سے روکتا ہے اور تقسیم دولت کے لیے میراث، زکوٰۃ، صدقات اور عشر کا بار بار حکم دیتا ہے۔ کارل مارکس کے معاشی فلسفے کا مقصد بھی دولت کو بانٹنا اور سرمایہ داری کو روکنا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ مارکس نے یہ فلسفہ کہاں سے لیا؟ گو ہم کوئی علمی شہادت پیش کرنے سے ناہم ہیں۔ لیکن اس امر کا قوی امکان ہے کہ قرآن کی آواز مارکس کے کانوں تک پہنچی ہو۔ اور اس نے کچھ نہ کچھ متاثر کیا ہو۔

بہر حال یہ تھا وہ جزوی تعلق جس کی بنا پر مجھے یہاں روس کی تاریخ بھی مختصراً
لکھنی پڑی۔

نویں صدی عیسوی سے پہلے روس میں کیا ہو رہا تھا۔ ہمیں معلوم نہیں۔ حیرت
آنتا ہی علم ہے کہ وہاں وحشی قبائل آباد تھے۔ جن کے سردار جدا جدا تھے۔ سرداروں
کا یہ سلسلہ تیرھویں صدی تک جاری رہا۔ تیرھویں صدی کے آغاز میں چنگیز خاں
(۱۲۲۷ء) روس کے بیشتر حصوں پر چھا گیا۔ اس کے اخلاف نے وہاں ریاستیں
بنالیں۔ جو اڑھائی سو برس تک زندہ رہیں۔ ۱۲۸۰ء میں ماسکو کے سردار آئیوٹن
دوم نے ۴۴ ریوں کو پہلی شکست دی۔ جس سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور چند
سال بعد اس کے جانشین آئیوٹن سوم (۱۲۶۲ - ۱۵۰۵) نے انھیں روس کی
سرزمین سے باہر دھکیل دیا۔ زار کا لقب سب سے پہلے آئیوٹن سوم نے اختیار
کیا تھا۔ زاروں کا یہ سلسلہ ۱۹۱۷ء تک جاری رہا۔ پھر اشتراکی نظام قائم ہو گیا۔
جس کا پہلا سربراہ لینن (۱۹۲۴) دوسرا سٹالین (۱۹۵۲) تیسرا کھروشیو (۱۹۵۵)
تھا اور اب ۱۹۶۲ء میں خروشیف ہے۔

روس کے حکمران خاندان :-

۱۱۵۷	۸۶۰	۱ - رکیعت کے ڈیوٹس
۱۴۲۵	۱۱۵۷	۲ - مولاویریز کے ڈیوٹس
۱۴۶۲	۱۴۲۵	۳ - ماسکو کے ڈیوٹس
۱۹۱۷	۱۴۶۲	۴ - زاروں کا سلسلہ

سِسیلی

یہ جزیرہ اٹلی کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۹۸۶۰ مربع میل ہے۔
 آٹھویں صدی ق م میں اس پر یونانی چھل گئے۔ جن کے چھوٹے چھوٹے سردار صدیوں
 آپس میں لڑتے رہے۔ دوسری صدی ق م میں کارتیجیج کا غلبہ ہو گیا۔ پھر یہ جزیرہ غری
 روم کا حصہ بن گیا۔ اور اس کے زوال کے بعد شرقی روم میں شامل ہو گیا۔ جب
 اس جزیرے پر مسلمانوں کے حملے شروع ہوئے۔ تو یہ شرقی روم کا ایک صوبہ تھا۔
 پہلا حملہ ۶۵۲ء (خلافت عثمانی) میں ہوا۔ اور آخری ۱۰۷۱ء میں۔ یہ کلی تیرو حملے
 تھے۔ پہلے بارہ حملوں میں مسلمان شہر ریسیلیٹوں کی گوشمالی کے بعد واپس جاتے
 رہے۔ لیکن جب ان کی چیرہ دستیایاں ناقابل برداشت ہو گئیں تو دولتِ اغالہ
 کے فرمانروا زیادۃ اللہ اول نے ایک فوج اپنے قاضی القضاۃ آسند بن فرات کی

۱۔ بحیرہ روم کے افریقی ساحل پر جہاں آج کل ٹیونس ہے، ایک قدیم شہر جنیٹینوں کا پایہ تخت تھا
 ۲۔ ق م میں سین کے ساحل شہر بحیرہ روم کے بعض جزائر مثلاً کارسیکا، سارڈینیا وغیرہ اور
 افریقہ کا شمالی ساحل اس سلطنت میں شامل تھا۔ اُس وقت میں روم کا یہ مقابل کارتیجیج ہی تھا۔ ان دونوں
 میں سسیلی کے یہ تین مشہور جنگیں (یونیکٹ وارز) ہوئیں پہلی ۲۶۴ سے ۲۴۱ ق م تک۔ دوسری ۲۰۸
 سے ۲۰۱ ق م تک اور تیسری ۱۴۹ سے ۱۴۶ ق م تک پہلی دو جنگوں میں کارتیجیج کو شکست ہوئی اور تیسری
 میں سسیلی پر قبضہ کر لیا۔ اس سلطنت کو ۲۳۸ء میں یورپ کے وحشی قبائل وینڈلز نے غم کیا تھا۔

(دی نیو سٹیٹرز ڈائنامکس کو بیڈیا)

۳۔ ہارون الرشید (۸۰۶ - ۸۰۹) نے ابراہیم بن آغلب کو سندھ میں افریقہ کا گورنر مقرر کیا تھا
 (باقی اگلے صفحہ پر)

کمان میں روانہ کی۔ جو ۸۲۷ء میں سیسی پہ اُتری۔ اور اہم مقامات پر قابض ہو گئی۔ یہ جزیرہ ۹۱۶ء تک غالبہ کے قبضے میں رہا اور ۹۱۶ء سے ۹۴۷ء تک فاطمی خلفاء کے تسلط میں۔ اس کے بعد یہاں کلبی خاندان برسرِ اقتدار آ گیا۔ بات یوں ہوئی۔ کہ المنصور فاطمی (۹۴۵ - ۹۵۲ ق) نے ایک جر نیل حسن بن علی کلبی کو سیسی کا گورنر بنا کر بھیجا۔ یہ رفتہ رفتہ خود سر ہو گیا۔ گو یہ بظاہر فاطمیوں کی اطاعت کا دم بھرتا رہا۔ لیکن دراصل آزاد تھا۔ اس کا خاندان ۹۴۷ء سے ۱۰۲۹ء تک برسرِ اقتدار رہا۔ ان فرما نرواؤں کے نام یہ ہیں :-

۱۔ ہفتہ صفحہ گزشتہ :- یہ بہت جلد خود مختار بن گیا۔ اس کا خاندان ۱۰۹ برس تک برسرِ اقتدار رہا۔
سلاطین کے نام یہ ہیں :-

۸۱۱	۸۰۰	۱۔ ابراہیم - اول
۸۱۶	۸۱۱	۲۔ عبد اللہ - "
۸۲۷	۸۱۶	۳۔ زیادۃ اللہ - "
۸۳۰	۸۲۷	۴۔ ابو عقال اعلم
۸۵۶	۸۳۰	۵۔ محمد - اول
۸۶۳	۸۵۶	۶۔ احمد -
۸۶۴	۸۶۳	۷۔ زیادۃ اللہ دوم
۸۷۴	۸۶۴	۸۔ محمد - دوم
۹۰۲	۹۷۴	۹۔ ابراہیم - دوم
۹۰۳	۹۰۲	۱۰۔ عبد اللہ - دوم
۹۰۹	۹۰۳	۱۱۔ زیادۃ اللہ - ثالث

یہ خاندان ۱۰۲۹ء میں فاطمیوں نے ختم کیا تھا۔

۹۵۴ — ۹۴۷

۹۶۸ — ۹۵۴

۹۶۹ — ۹۶۸

۹۶۹ —

۹۸۲ — ۹۶۹

۹۸۳ — ۹۸۲

۹۸۵ — ۹۸۳

۹۸۹ — ۹۸۵

۹۹۸ — ۹۸۹

۱۰۱۹ — ۹۹۸

۱۰۲۵ — ۱۰۱۹

۱۰۲۹ — ۱۰۲۵

۱۰۵۲ — ۱۰۲۹

۱ - حسن بن علی

۲ - احمد بن حسن

۳ - یحییٰ (حسن کا غلام)

۴ - احمد بن حسن (دوبارہ)

۵ - ابوالقاسم بن حسن

۶ - جابر بن ابوالقاسم

۷ - جعفر بن محمد

۸ - عبداللہ بن محمد

۹ - یوسف بن عبداللہ

۱۰ - جعفر بن یوسف

۱۱ - احمد بن یوسف

۱۲ - حسین بن یوسف

۱۳ - طوائف الملوکی

فرانس کے تار من تجارت کی غرض سے اٹلی کی جنوبی ریاستوں میں گئے۔
 اور رفتہ رفتہ انہوں نے وہاں ایک ریاست قائم کر لی۔ جس کا سردار رابرٹ لاسکوز
 تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے بھائی راجر کو ۱۲۵۲ء میں سیسیل پہ حملہ کرنے کے لیے
 بھیجا۔ اور ایک خاصی قوج اُس کی کمان میں دی۔ سیسیل کے مسلم سردار جو تیرہ
 برس سے باہم لڑ رہے تھے۔ اس حملے کی تاب نہ لا سکے۔ اور ایک ایک کر کے
 ختم ہو گئے۔ البتہ ایک سردار ابن البعباع برسوں لڑتا رہا۔ لیکن کہاں تک ۱۲۹۰ء
 میں اس نے بھی تھیار ڈال دیئے۔ اور چالیس برس کی جنگوں کے بعد پورا جزیرہ
 تار منوں کے قبضے میں چلا گیا۔

نارمن بادشاہ :-
راجہ - اول

۱۰۹۱ ۱۱۰۱ (سبلی پہ جزوی
قبضہ (۱۰۵۲) میں ہو چکا تھا۔

۱۱۰۱ ۱۱۰۵

۱۱۵۴ ۱۱۰۵

۱۱۶۶ ۱۱۵۴

۱۱۸۹ ۱۱۶۶

۱۱۹۴ ۱۱۸۹

۱۱۹۴ یہ آخری نارمن
بادشاہ تھا۔ اس کے بعد جرمنی کے مہتری ششم
نے سبلی کو فتح کر لیا۔

۱۱۹۴ ۱۱۹۴

۱۱۹۴ اس نے ۱۲۳۱ء
میں تمام مسلمانوں کو سبلی سے نکال دیا تھا۔

۱۲۵۰ ۱۲۶۶ یہ فتح آخری جرمن

بادشاہ۔ اس کے بعد سبلی پہ فرانس کا قبضہ ہو

گیا۔ اُس وقت ٹوئیس۔ تم حکمران تھا۔ اُس

نے اپنے بھائی پارس آت آئینگو کو سبلی کا

فرمانروا بنا دیا۔

۱۲۸۵

۱۲۶۶

۱۱ - چارلس آت آئینگو۔ اول

فرانس کا ایک علاقہ

An Jon

۷۳

۱۲۸۵

۱۲ - چارلس آف اےنچو - دوم

اس کے بعد سبیلی پر شاہِ اراگان (سپین) قابض ہو گیا۔ ان بادشاہوں
 نے ۱۲۸۵ء سے ۱۳۲۲ء تک حکومت کی۔ پھر فرانس کا غلبہ ہو گیا۔ کچھ عرصے کے
 بعد دوبارہ سپین کے قبضے میں چلا گیا۔ پورے چار سو سال کی افزائش کے بعد یہ
 جزیرہ ۱۸۹۰ء میں اٹلی کا حصہ بن گیا۔



یہ تھی چند اقوامِ یورپ کی مختصر تاریخ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرونِ وسطیٰ
 میں ان اقوام کی اخلاقی و معاشی حالت کیا تھی؟ ان کا تمدن کیسا تھا؟ اور تہذیب
 کس قسم کی تھی۔



دوسرا باب



قرون وسطیٰ میں یورپ کی اخلاقی و معاشی حالت

آج یورپ تہذیب و تمدن کی راہوں پر بہت آگے نکل گیا ہے۔ برطانیہ جیسے چھوٹے سے ملک میں چالیس سے زیادہ یونیورسٹیاں ہیں۔ ہر یونیورسٹی کے تحت بیسیوں کالج ہیں۔ تعلیم و تدریس پر بڑے بڑے ماہرین متعین ہیں جن سے فیض پانے کے لیے دنیا کے ہر گوشے سے طلبہ آتے ہیں۔ تالیف و تصنیف کے سینکڑوں ادارے ہیں۔ جو ہر فن پر کتابوں کے انبار لگا رہے ہیں۔ صرف طبیعیات (کیمیا - فزکس - حیوانات - نباتات - جمادات، طبقات الارض وغیرہ) پر تیس ہزار سے زائد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ یہی حال فرائض، جرنی اور روس کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یورپ ہمیشہ سے ایسا ہی تھا؟ مطلقاً نہیں۔ یورپ صدیوں تک وحشت، بربریت اور تہ جہالت میں گرفتار رہا۔ وہاں تہذیب و اخلاق کا کوئی

تصور نہیں تھا۔ آٹھویں صدی عیسوی میں مسلمان سپین میں پہنچے اور سو سال بعد
 سبلی میں وارد ہوئے۔ یہ اپنے ساتھ تاریخ، فلسفہ، طبیعیات، طب، ریاضی
 ۱ شعر و ادب، تاریخ، علم الکلام اور دیگر درجنوں علوم لے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ
 یہ علوم، اٹلی، جرمنی، فرانس اور دیگر ممالک میں پہنچے۔ اور بارہویں صدی میں یورپ
 مائل یہ علم ہو گیا۔ یہ سو ق بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ سولہویں صدی میں ایک عام
 بیداری پیدا ہو گئی۔ جسے یورپ کی حیاتِ ثانیہ کہا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ڈریسز (۱۸۸۲ء) لکھتا ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں یورپ کا بیشتر حصہ
 لقا و دق بیابان یا بے راہ جنگل تھا۔ کہیں کہیں راہوں کی خانقاہیں اور چھوٹی چھوٹی
 بستیاں آباد تھیں۔ جا بجا زلدیں اور غلیظ جوہڑ تھے۔ لنڈن اور پیرس جیسے شہروں
 میں لکڑی کے ایسے مکانات تھے۔ جن کی چھتیں گھاس کی تھیں۔ چھتیاں، روشندان
 اور کھڑکیاں مفقود، آسودہ حال اُمرانز پر گھاس بچھاتے اور بھینس کے سینک
 میں شراب ڈال کر پیتے تھے۔ صفائی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ نہ گندے پانی کو نکالنے
 کے لیے نالیوں اور بدریڈوں کا رواج تھا۔ گلیوں میں فضلے کے ڈھیر لگے رہتے تھے
 چونکہ سڑکوں پر بے اندازہ کچھڑ ہوتا تھا اور روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس
 لیے رات کے وقت جو شخص گھر سے نکلتا۔ وہ کچھڑ میں لت پت ہو جاتا۔ تنگی
 رہائش کا یہ عالم کہ گھر کے تمام آدمی اپنے مویشیوں سمیت ایک ہی کمرے میں سوتے

۱۰ یورپ میں پہلی علمی لہر اندازاً ۵۰۰ ق م میں اٹھی تھی۔ جب یونان میں نیشا غوث۔ سقراط
 افلاطون۔ ارسطو۔ بقراط۔ جالینوس جیسے سینکڑوں فلسفی۔ مورخ۔ ادیب۔ طبیب
 منجم اور منطقی پیدا ہوئے تھے۔

۱۱ مکرز مذہب وراثت ۲۶۱۔ ۲۲۵ء یہ کتاب ڈریسز کی کتاب کا ترجمہ ہے جو مولانا ظفر علی خان نے کیا تھا۔

تھے۔ عوام ایک ہی لباس سا ہا ساں تک پہنتے تھے جسے دھوتے نہیں تھے۔ نتیجہً وہ چرکین۔ میلا اور بدبو دار ہو جاتا تھا۔ نہانا اتنا بڑا گناہ تھا کہ جب پاپائے روم نے سبیلی اور جرمنی کے بادشاہ فریڈرک ثانی (۱۲۱۲ - ۱۲۵۰) پر کفر کا فتوے لگایا۔ تو بہرست الزامات میں یہ بھی درج تھا کہ وہ ہر روز مسلمانوں کی طرح غسل کرتا ہے۔

جب سپین^{۱۵} میں اسلامی سلطنت کو زوال آیا تو فلپ دوم (۱۵۵۶ - ۱۵۹۸) نے تمام عوام حکماً بند کر دیئے۔ کیونکہ اُن سے اسلام کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ اسی بادشاہ نے اشبیلیہ کے گورنر کو محض اس لیے معزول کر دیا تھا کہ وہ روزانہ ہاتھ منہ دھوتا تھا۔

خلیظ جسم اور میلے لباس کی وجہ سے جھوٹوں کی یہ کثرت تھی۔ کہ جب گینڈو بی (برطانیہ) کالاٹ پادری باہر نکلتا تھا۔ تو اُس کی تباہی پر سینکڑوں بوئیں چلتی پھرتی نظر آتی تھیں۔ فقر و فاقہ کا یہ عالم کہ عام لوگ سبزیاں رستے اور درختوں کی چھال اُبال کر کھاتے تھے۔ متوسط طبقہ کے ہاں بھٹے میں ایک مرتبہ گوشت عیاشی سمجھا جاتا تھا۔ ^{۱۶}۳۰ کے قحط میں لنڈن کے بازاروں میں انسانی گوشت بھی بیٹا خا۔ اور فرانس کے ایک دریا ساؤن کے کنارے انسانی گوشت کی کیتی ہی دکانیں تھیں۔ اُسرا محدودے چند تھے۔ جن کا کام زنا۔ شراب نوشی اور جوا تھا۔ جاگیرداروں کے قلعے ڈاکوؤں کے اڈے تھے جو مسافروں پر چھاپے مارتے اور زبردستی وصول کرنے کے لیے انہیں پکڑ لاتے تھے۔ حصول زر کے لیے وہ مختلف طریقے استعمال

^{۱۵} تہذیب اسلام از مارٹین لاک بیکھال ص ۲۷

^{۱۶} معرکہ مذہب و سائنس ص ۲۶۱ تا ۲۲۵

^{۱۷} یہ جلد "اور فرانس کے" .. بریٹانک کی کتب تشکیل انسانیت۔ ترجمہ مولانا عبد المجید سلک ص ۳۰۹ سے لیا گیا ہے۔

کرتے تھے۔ مثلاً پاؤں کے انگوٹھوں کو رسی سے باندھ کر اٹا لٹکا دیتے۔ یا گرم سلاخوں سے جسم کو داغتے یا گرہ دار رسی کو سر کے گرد لپیٹ کر پوری طاقت سے مروڑتے تھے۔

یورپ میں سڑکیں نہ تھیں۔ ذرائع حمل و نقل بیل گاڑیاں، بچر اور گدھے تھے۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں ایسے ڈاکو رہتے تھے، جو آدم خور بھی تھے۔ وہابی عام تھیں۔ صرف دسویں صدی میں دس تباہ کن قحط اور تیرہ وہابی بھڑوٹیں، اور لوگ کھیسوں کی طرح ہلاک ہوئے۔ شہر سنڈاس سے بدتر تھے۔ سوزاک اور آتشک جیسے امراض عام تھے۔ یہاں تک کہ روم کا ایک تقدس مآب پوپ لیونیم بھی آتشک کا شکار تھا۔

ان کے پادری فریب اور جعل سازی سے کام لیتے تھے۔ پوپ جنت کی بادباریاں اور گناہ کرنے کے پڑھنے (اجازت نامے) فروخت کیا کرتا تھا۔ لیٹر (۱۵۴۶) اسی لیے تو باغی ہو ا تھا۔ کہ جبرسنی میں پڑھنے اور بادباریاں فروخت کرنے کا ٹھیکہ کسی اور کو مل گیا تھا۔ اور گوتھر کی درخواست مسترد کر دی گئی تھی۔ حضرت مسیح کو سولی دینے سے پہلے کانٹوں کا تاج پہنا یا گیا تھا۔ اور وہ صرف ایک تھا۔ لیکن ایسے کئی تاج متعدد گرجوں میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ بچا

۱۔ ۲۴۰ - ۲۶۱ (۱) ۶۸۲ - ۶۸۳ (۲) ۶۸۳ - ۶۸۴ (۳)

۲۔ ۷۹۵ - ۸۱۶ (۴) ۸۱۶ - ۸۱۷ (۵) ۸۱۷ - ۸۱۸ (۶) ۸۱۸ - ۸۱۹ (۷)

۳۔ ۹۲۹ - ۹۳۰ (۸) ۹۳۰ - ۹۳۱ (۹) ۹۳۱ - ۹۳۲ (۱۰) ۹۳۲ - ۹۳۳ (۱۱)

۴۔ ۱۸۲۹ - ۱۸۳۰ (۱۲) ۱۸۳۰ - ۱۸۳۱ (۱۳)

- ۱۹۰۳

کے قتل، زہر خوردانی، جلدازی، اغوا، فحش کاری اور رہزنی کے مقدمات آگے تھے۔ لیکن لکھتا ہے:

”اسنے طویل تاریخی دانے میں بدی کی یہ کثرت اور نیکی کی یہ قلت کہیں اور نظر نہیں آتی۔“

گاتھ قوم کا ایک مورخ، پرنسز کوپٹن (۱۸۶۷ء) لکھتا ہے:

”میں ان وحشیوں کے ہر ناک انفعال کے ذکر سے صفحات تاریخ کو اکڑہ نہیں کرتا پتا ہوتا تاکہ آئندہ نسلوں کے لیے خلافت انسانیت انفعال کی مثال زندہ رکھنے کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہ ہو۔“

صلیبیوں نے ۱۰۹۹ء میں بیت المقدس پر قبضہ کیا تھا جو ۱۱۸۷ء تک جاری رہا۔ یہ حکومت کس قسم کی تھی۔ بریٹانٹ سے سنیٹ:

”صرف بیس سال کے عرصے میں ان عیسائیوں نے سارے ملک کو برباد کر دیا۔ یہاں جاگیر دارانہ نظام جاری کر دیا۔ ملک کو ٹکڑوں میں بانٹ کر مختلف یورپی سرداروں کے حوالے کر دیا جو ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ ان ظالموں کا مقصد دولت سمیٹنا تھا۔ انھوں نے ایک ایسے ملک کو جو عربوں کا تدبرانہ حکومت کی وجہ سے شاداب و آباد تھا۔ بالکل تباہ کر دیا۔“

۱۔ ایک انگریز مورخ (۱۸۲۷ء - ۱۸۹۳ء) نے روم کی مفصل تاریخ لکھی۔

۲۔ تنقید انسانیت ص ۱۷۷

۳۔ ص ۱۷۷

موسیو ٹراک ڈی وٹری ہجو اسی زمانے میں فلسطین کے ایک شہر عکہ کا پادری تھا اپنی کتاب تاریخ ہیئت المقدس میں لکھتا ہے۔

”پہلے صلیبیوں سے جو باخدا لوگ تھے۔ شریر۔ بد وضع اور ذلیل انسان یوں نکلے۔ جیسے شراب سے دُرو، زیتون سے چھال، گیہوں سے جھوسہ یا میتل سے زنگ۔۔۔۔۔ اب اس ارحن مقدس میں بد چلن، لاف زب، چوروں، زانیوں، باپ کے قاتلوں، جھوٹوں، مسخروں، بیٹا شوں اور بے حیا پادریوں کے سوا اور کوئی موجود نہیں۔۔۔۔۔ یہ صلیبی فی الحقیقت شیطان کے بچے ہیں۔“

کیا پہلے صلیبی باخدا اور نیک تھے؟ اس کا جواب موسیو لیان سے سنئے:

”جب صلیبیوں کی پہلی مہم لجنار سے گزری تو تمام دیہات و قصبات میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ یہاں تک کہ جو انسان نظر آتا۔ اُسے مار ڈالتے۔ ان کا ایک شغل یہ بھی تھا کہ جو بچہ ہاتھ آتا اُس کی ریکا بوٹی کر کے آگ میں پھینک دیتے۔ چنانچہ راہ میں ترک سرداروں نے ان پر جا بجا حملے کیئے اور ہزاروں کو ہلاک کر ڈالا۔ اب صلیبیوں نے بھاگنا شروع کیا۔ جب ان مفوروں میں سے کوئی پکڑا جاتا۔ تو صلیبی سپہ سالار اسے ذبح کر کے اُس کا گوشت فوج کو کھلا دیتا۔ یہ لوگ مرد و زن، طفل و پیر، یہود، عیسائی اور مسلم سب کو مارتے اور ٹوٹتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے۔ یہ بار بار کئی آدمیوں کو ایک ہی رستی میں باندھ کر پھانسی دیتے۔ یہ جہاں جہاں سے گزرتے بستیاں قبرستان بن جاتیں۔ جب یہ فوج، جو دس لاکھ صلیبیوں پر مشتمل

۱۔ قدح عرب ترجمہ از سید علی ہجواری ص ۲۹۱

کرتے تھے۔ مثلاً پاؤں کے انگوٹھوں کو رسی سے باندھ کر اٹا لٹکا دیتے۔ یا گرم
سلاخوں سے جسم کو داغنے یا گرہ دار رسی کو سر کے گرد لپیٹ کر پوری طاقت
سے مردھتے تھے۔

یورپ میں سڑکیں نہ تھیں۔ ذرائع حمل و نقل بیل گاڑیاں، بچر اور گدھے
تھے۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں ایسے ڈاکو رہتے تھے، جو آدم خور بھی تھے۔ وہاں
عام تھیں۔ صرف دسویں صدی میں دس تباہ کن قحط اور تیرہ وبائیں پھوٹیں، اور
لوگ کھیتوں کی طرح ہلاک ہوئے۔ شہر سنڈاس سے بدتر تھے۔ سوزاک اور
آتشک جیسے امراض عام تھے۔ یہاں تک کہ روم کا ایک تقدس مآب پوپ لیونیم
بھی آتشک کا شکار تھا۔

ان کے پادری فریب اور مجلسازی سے کام لیتے تھے۔ پوپ جنت کی
راہداریاں اور گناہ کرنے کے پڑھنے (اجازت نامے) فروخت کیا کرتا تھا۔
لکچر (۱۵۴۶ء) اسی لیے تو باغی ہو ا تھا۔ کہ جبرسنی میں پڑھنے اور راہداریاں
فروخت کرنے کا ٹھیکہ کسی آدم کو مل گیا تھا۔ اور گو تھنر کی درخواست مسترد کر دی
گئی تھی۔ حضرت مسیح کو سولی دینے سے پہلے کانٹوں کا تاج پہنا یا گیا تھا۔ اور وہ
مرن ایک تھا۔ لیکن ایسے کئی تاج متعدد گرجوں میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ برہما

یونانم کے تیرہ پوپ تھے۔ (۱) ۴۴۰ - ۴۶۱ (۲) ۶۸۲ - ۶۸۳

(۳) ۷۹۵ - ۸۱۶ (۴) ۷۴۷ - ۷۵۵ (۵) ۹۰۳ - (۶) ۹۲۸ (۷)

۹۲۹ - ۹۶۴ (۸) ۹۶۵ - ۱۰۲۹ (۹) ۱۰۵۴ - ۱۵۱۳ (۱۰)

(۱۱) ۱۸۲۹ - ۱۸۴۳ (۱۲)

۱۹۰۳

جس سے مسیح علیہ السلام کی پسلی کو چھیدا گیا تھا۔ ایک تھا۔ لیکن گرجوں میں ان کی تعداد گیارہ تھی۔ عوام کے لیے سود لینا حرام تھا۔ لیکن پوپ کا بینک لوگوں کو بھاری شرح سود پر قرض دیتا تھا۔ عوام گورپرست و عیسائی ساز تھے اور علماء عسائی رتانی۔ کرامت ادلیا، رہبانیت اور تصرفات روح کی بحثوں میں اُلجھے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر ڈیرسپر لکھتا ہے کہ وہ ۱۸۷۷ء میں رومہ گیا۔ وہاں بابا غلاظت کے ڈھیر اور گندے پانی کے جوہر دیکھے۔

سترھویں صدی میں برلن کی یہ حالت تھی۔ کہ بازاروں میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پڑے رہتے تھے۔ وہاں ایک عجیب قانون نافذ تھا کہ جو دیہاتی چھٹرا لے کر کسی عرصہ کے لیے برلن میں آئے۔ وہ کوڑے سے چھکڑا بھر کر ساتھ لے جاتے۔

رابرٹ بریفلت لکھتا ہے کہ رومیوں نے دریائے رائن کے کنارے جتنے شہر آباد کیے تھے۔ وہ رفتہ رفتہ سب اُجڑ گئے۔ نویں صدی میں اُن میں سے ایک بھی باقی نہیں تھا۔ اُن کے کھنڈروں میں بھیڑیوں، ریچھوں اور خنزیروں کے گلے گھومتے نظر آتے تھے۔ لوگوں کی بے حیائی کا یہ عالم تھا۔ کہ ڈنٹ کرکھاتے، تیز شراب پی کر بکارتے، غل مچاتے، فساد کرتے اور ہر روز حرام کاری کے نئے ریکارڈ قائم کرتے تھے۔ ان وحشیوں کی عدالتوں میں عموماً باپ بیٹے

۱۔ معرکہ مذہب و سائنس ص ۲۲۵

۲۔ " " " "

۳۔ تشکیل انسانیت ص ۲۰۹ - ص ۲۱۲

بھی فلسطین میں پونجی۔ تو صرف بیس ہزار رہ گئی تھی۔ باقی یا تو راہ میں وبا پھٹنے سے مر گئے تھے۔ اور یا ترک سرداروں نے مار ڈالے تھے۔

ان کا برتاؤ اس شہر مقدس کے مسلم باشندوں کے ساتھ اُس سلوک سے قطعاً مختلف تھا۔ جو ساڑھے چار سو سال پیشتر حضرت عمرؓ نے یہاں کے عیسائی باشندوں سے کیا تھا۔ صلیبیوں کے قبضہ کے بعد مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ ہر طرف اُن کے ہاتھوں اور پاؤں کے انبار لگ گئے کچھ آگ میں زندہ پھینکے جا رہے تھے۔ کچھ فصیل سے گود کر ہلاک ہو رہے تھے اور گلیوں میں ہر طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ . . . حضرت سلیمان کے ہیکل میں دس ہزار مسلمانوں نے پناہ لی تھی۔ عیسائیوں نے اس مقام کے تقدس کا کوئی خیال نہ کیا۔ اور سب کو قتل کر ڈالا۔ (ملخص)

یہی حال "مذہب" رومیوں کا تھا۔ آنکھیں نکالتا، زبان کاٹنا، خستہ کرنا۔ جسم میں نہیں تھوکتا، کھال کھینچنا اور زندہ جلا دینا۔ رومیوں کی عام سزائیں تھیں۔ ایک مرتبہ ہسپرومیوں نے رومیوں کو شکست دی۔ تو قیدیوں کے ہاتھ کاٹ کر ان کے ہار بنائے اور ان ہاروں سے قسطنطنیہ کی فصیل کو سجایا۔ ایک اور موقع پر جب اسلامی فوج کو شکست ہوئی۔ تو رومیوں نے مسلم اسیران جنگ کو سمندر کے کنارے ٹٹا کر اُن کے پیٹ میں لوہے کے بڑے بڑے کیل ٹھونک دیئے تاکہ بچے کھٹھے مسلمان جب جہازوں پر واپس جائیں۔ تو اس منظر کو دیکھیں۔ اسی طرح جب قیصر باسیل دوم (۹۶۳-۱۰۲۵) نے بلغاریہ پر فتح حاصل کی۔ تو پندرہ ہزار اسیران جنگ کی آنکھیں نکال ڈالیں۔ اور ہر سو قیدیوں کے بعد ایک کی ایک آنکھ رہنے دی۔ تاکہ وہ ان اندھوں کو

گھروں تک پہنچا سکیں۔

تیسری صلیبی جنگ میں برطانیہ کے شیردل "ریچرڈ" اول (۱۱۸۹ - ۱۱۹۹ء) نے اسلامی فوج کے ایک دستے کو جو تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ وعدہ معافی دے کر اس سے ہتھیار رکھوا لیے۔ لیکن فوراً بعد اسلامی لشکر گاہ کے سامنے انہیں قتل کر ڈالا۔ دوسری طرف جب ایک دفعہ ہی ریچرڈ بیمار ہوا تو صلاح الدین ایوبی (۱۱۶۹ - ۱۱۹۲ء) جو ریچرڈ کے خلاف لڑ رہا تھا۔ ایام غلامت میں اسے کھانا۔ پیل اور دیگر نعمات بھیجنا رہا۔ جب ۱۱۹۲ء میں صلاح الدین نے بیت المقدس کو فتح کیا۔ تو کسی عیسائی کو کوئی تکلیف نہ دی۔ اور ہلکا سا ٹیکس لگانے کے بعد سب کو مذہبی آزادی دے دی۔ مسلمانوں نے ہر ملک میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ اسی طرح کا عادلانہ اور فیاضانہ سلوک روا رکھا۔ لیکن جب ہم پر کسی قوم نے غلبہ پایا۔ تو وہاں سے ہمارا نشان تک مٹا دیا۔ ہم سب سبلی پر دو سو چونسٹھ اور سپین پر سات سو اسی برس تک حکمران رہے لیکن آج وہاں ایک بھی مسلمان باقی نہیں ہے۔ ہندوستان پر ہمارا غلہ ایک ہزار برس تک لہراتا رہا۔ لیکن اب وہاں نسل کشی کی ایک خوفناک مہم سترہ برس سے جاری ہے۔ چوتھی صلیبی جنگ (۱۲۰۲ء) میں یورپی فوج کا سپہ سالار عجیم کا ایک کاؤنٹ میڈوائن تھا۔ یہ جب صلیبیوں کو لے کر قسطنطنیہ میں پہنچا۔ (صلیبی اس راہ سے فلسطین آیا کرتے تھے) تو اس نے سوچا کہ جنگ کا مقصد تو ٹوٹ ہی ہے۔ کیوں نہ قسطنطنیہ جیسے آباد و خوشحال شہر ہی کو لوٹا جائے۔ چنانچہ اس نے شہر کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک لوٹ لیا۔ اور کتابیں جلا دیں۔

۱۱۹۹ء تمدن عرب ص ۳۱۲

۱۱۹۹ء " ص ۳۱۲

جب گیارہویں صدی میں نارمن سبسل کے بڑے حلقے پہنچے تو انہوں نے ایک خط میں قیصر روم کو لکھا: (۱۰۴۹ - ۱۰۵۴) "نارمنوں کی خود سری، شرارت اور فسق و فجور کو جو کفار کے لیے ہرگز ہے۔ دیکھ کر میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اٹلی کو ان کے ظلم و ستم دلائوں نارمن کسی چیز کو نہیں مانتے۔ یہ عیسائیوں کو قتل کے سوا ہر طرح کے ظلم کرتے ہیں۔ انہیں نہ عمر کا پاس ہے۔ نہ مرد و عورت کا۔ ان کے کلیسوں کو اجاڑتے، لوٹتے اور آگ لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ برداشت غیر ممکن کے خلاف لڑنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ یہ لڑائی ہار اور مُقتدرس ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد عوام و مذہب کی حفاظت ہے۔ نارمنوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی خانقاہ میں داخل ہوتے تو اسے ٹوٹ لیتے۔ اور راجہوں کے پیٹ چیر ڈالتے۔ ایک دن نارمنوں کا ایک سردار پندرہ ساتھیوں کے ساتھ گرے میں عبادت کے لیے گیا۔ جب مذہب کو غم میں گئے۔ تو ان پر راجہوں نے حملہ کر دیا۔ اور سردار کے سوا باقی سب کو مار ڈالا۔ سترہویں صدی کے یورپ کے متعلق بریفنگ لکھتا ہے کہ لوگ اپنی ہر ہدی کو نیکی کا رنگ دیتے تھے۔ سفیروں کا کام یہ تھا کہ اپنے دشمن سرداروں کی نفس پرستیوں اور بد معاشریوں کو ایسے حسین انداز میں پیش کرے کہ وہ غم میں نہ جائیں۔ منافقت۔ جھوٹ۔ دھوکہ اور دیا کاری ایک فن لطیف بن گیا تھا جس میں ہر

۱۰ نقد عرب ص ۲۴

100 100 100 100

۵۴ تشکیل انجمنیت ص ۲۲۲

شخص باہر تھا اور کیا وہ لی (۱۵۲۷) اس فن کا امام سمجھا جاتا تھا۔ معاملہ اس حد تک پہنچ گیا تھا۔ کہ بعض ہشیار لوگ دھوکہ دینے کے لیے مسیح سے بھی کام لیتے تھے۔ زرخدا تھا۔ اور یورپ اس کا پہلے سی۔ اسے حاصل کرنے کے لئے فریب۔ دھوکہ جھوٹ۔ کینہ پن۔ جبر و تشدد۔ چوری۔ قزاقی اور قتل کو نیکی سمجھا جاتا تھا۔

اٹھارویں صدی میں برطانیہ کی حالت | برطانیہ کی حالت بالکل دوسری تھی۔ جو باقی یورپ کی غلاموں

کی تجارت زوروں پر تھی۔ غلاموں سے بھرے ہوئے جہاز برطانیہ میں آتے اور وہاں سے یورپ میں جاتے تھے۔ یہ غلام عموماً پانچ شدنگ فی کس کے حساب سے فروخت کیے جاتے تھے۔ جو اہل قلم ایسی کتابیں لکھتے۔ جو ارباب کلیسا کو ناپسند ہوتی تھیں تو انہیں چیئرنگ کر اس اور ٹیل بار پر کاٹ مار کر سنگسار کر دیا جاتا تھا۔ بیگار میں پکڑنے والے ہر جگہ گھومتے پھرتے تھے۔ اور لوگوں کو گلیوں۔ گھروں اور غم و شادی کی مجالس تک سے پکڑے جاتے تھے۔ برطانیہ کے مشہور وزیر اعظم وینیم پیٹ (۱۷۵۹-۱۸۰۶) نے برطانوی غلاموں کو اجازت دے دی تھی۔ کہ وہ ہالینڈ کے جہازوں کو جہاں پائس ٹوٹ لیں۔

فرانس کی حالت | فرانس میں لوئیس چہارم (۱۶۴۳-۱۷۱۵) کے بعد پرے درجے کی ابتری پھیل گئی۔ ایک طرف محط اور دوسری طرف بھاری ٹیکس۔ سارا ملک دیکھ میں مبتلا ہو گیا۔ عوام کو غلاموں

۱۵. اٹلی کا سیاست دان میں نے جھوٹ اور فریب کو سیاست بنا دیا تھا۔ یورپ چار سو برس سے اس کی تقلید کر رہا ہے۔

۱۶. تشکیل انسانیت ص ۲۵۳

۱۷. " " ص ۲۷۰

سے بھی ذیل تر سمجھا جاتا تھا۔ جب کوئی ٹیکس لینے والا کسی بستی میں داخل ہوتا۔ تو ساری آبادی بھاگ جاتی۔ اور سرکاری ملازم الہ کا سارا سامان اٹھا لے جاتے۔ بھوکوں کے مسلح انبوه نانبائیوں پر ہتھ بولتے اور ان کی روٹیاں اٹھا کر بھاگ جاتے۔ الغرض یورپ کے عوام نے اپنے ظالم سرداروں اور شاہیوں کے ہاتھوں وہ دیکھ اٹھائے ہیں۔ کہ اگر آج وہی سلوک کتوں سے کیا جائے۔ تو دنیا میں غیظ و غضب کا طوفان بپا ہو جائے۔ اُس زمانے میں ہزار ہا انسانوں کی کھال کھینچی جاتی۔ اُن کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھوکی جاتیں اور انہیں کھولتے ہوئے پانی میں اُبالا جاتا تھا۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ لندن پھانسیوں کا شہر کہلاتا تھا۔

ظالم پیٹر قسطنطینہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے

۱۲۶۹ء سے ۱۲۹۱ء تک سلطنت

سپین میں مسلمانوں سے سلوک

کی۔ اس نے ایک مرتبہ غرناطہ کے بادشاہ محمد ششم ابوسعید (۱۳۶۰-۱۳۶۲) کو ایک خوشامد گبر بڑ خط لکھ کر دعوت پہ بلایا۔ اُس کے پیش بہا جو اہرات دیکھ کر اُس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ چنانچہ اُسے قتل کر دیا اور جو اہر اُتار بیٹھے۔

قسطنطینہ کے ایک اور حکمران کا نام آلفونسو ہشتم (۱۱۵۸-۱۲۱۳) تھا۔ یہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار رہتا تھا۔ ایک جنگ (۱۲۱۲ء) میں فرانسیسی فوج نے بھی حصہ لیا۔ ایک مقام پر کچھ مسلمان قیدی ان کے ہاتھ لگے۔ جنہیں آلفونسو نے بعد

۱۰ تشکیل انسانیت ص ۲۹

۱۱ کتوں سے بدتر سلوک آج جنوبی افریقہ میں وہاں کے اصلی باشندوں امرکیہ میں سرخ جشیوں اور ہندوستان میں پانچ کروڑ مسلمانوں سے کیا جا رہا ہے اور یورپ کی تمام طاقتیں ان ظالموں کو چھکی دے رہی ہیں۔ ۱۲ تشکیل انسانیت ص ۲۹۔ ۱۳ میراث اسلام۔ آرغٹ ص ۱۷۷

میں چھوڑ دیا۔ اور تمام مزارعہ سیسی اس بنا پر واپس چلے گئے۔ کہ قیدیوں کو قتل کیوں نہیں کیا۔ یا زندہ کیوں نہ جلا دیا۔

تاریخ کا قطعی فیصلہ ہے کہ اگر مسلمان سپین اور سسلی میں نہ جاتے تو یورپ بربریت، ظلم اور انسانی بد اخلاقی کی دلدلوں سے کبھی نہ نکل سکتا۔ مسلمانوں نے یورپ کو ایک بار تمدن، عظیم الشان تہذیب، شمار درس گاہ اور ہر قسم کے علوم دیئے انھیں کپڑے پہنا، ہانا، کھانا اور انسانوں کی طرح رہنا سہنا سکھایا۔ اخلاق و آداب کا درس دیا۔ اُن سے اٹھ سو برس تک نہایت عادلانہ و فیاضانہ سلوک کیا۔ اپنے درباروں میں بڑے بڑے منصب دیئے۔ سب کچھ کیا۔ لیکن جونہی انہیں زوال آیا۔ عیسائیوں نے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے شروع کر دیئے۔ ۱۴۹۲ء میں اسلامی سلطنت کا خاتمہ ہوا تھا۔ صرف آٹھ برس ہی گزرے تھے۔ کہ فردینان نے مسلمانوں سے اسلام چھڑانے کی مہم شروع کر دی۔ وہ اس طرح کہ تمام سرکردہ مسلمانوں کو جن کی تعداد ساڑھے تین لاکھ تھی، پکڑ کر مذہبی عداوت کے سامنے پیش کر دیا۔ ان میں سے اٹھائیس ہزار پانسو چالیس کو موت کی سزا ملی اور بارہ ہزار کو زندہ جلا دیا گیا۔ ان کی سینکڑوں ڈائبریریاں جن میں لاکھوں کتابیں تھیں سپرد آتش کر دی گئیں۔ ۱۵۵۶ء میں فلپ دوم نے سارے حمام بند کر دیئے۔ ۱۶۱۱ء میں تمام مسلمانوں کو ترک ملک کا حکم مل گیا۔ ڈیڑھ لاکھ عربوں کا ایک قافلہ بندرگاہ کی طرف جا رہا تھا کہ بلیڈانا نامی ایک پادری نے عنڈوں کو ساتھ ملا کر اس قافلے پر حملہ کر دیا۔ اور ایک لاکھ نفوس قتل کر ڈالے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے گھروں، گلیوں اور بازاروں میں قاتلانہ حملے شروع ہو گئے۔ اور

۱۷ ان انگریزوں نے برطانیہ سپین۔

۱۸ تشکیل انسانیت ۲۵۳

۱۶۳ء میں ایک بھی مسلمان سپین میں باقی نہ رہا۔

اس ہجرت کا اثر یہ ہوا کہ وہ اندلس جو سارے یورپ کو علم و تہذیب کا درس دے رہا تھا۔ دفعۃً جمالت میں ڈوب گیا۔ مدارس بند ہو گئے۔ اساتذہ بھاگ گئے۔ نہ نعت و حرمت ختم ہو گئی اور شہر اُجڑ گئے۔ اسلامی عہد میں ظلیطہ (ٹولیدو) کی آبادی دو لاکھ تھی۔ اور آج صرف بیس ہزار ہے۔ غرناطہ کی آبادی بیس لاکھ تھی۔ اور اب پچاس ہزار ہے۔

مسلمان ۲۶۴ برس تک سبیلی پہ
سبیلی میں مسلمانوں پر مظالم

نے عیسائی رعایا سے بہترین سلوک کیا۔ ایس۔ پی۔ سکاٹ لکھتا ہے۔
”سبیلی کے عیسائی مذہبی و قومی تعصب کے باوجود مسلمانوں کی عادات و حکومت کو اچھی نظر سے دیکھتے تھے۔ خصوصاً قسطنطنیہ کے حریص و جاہل حکومت کے مقابلے میں۔۔۔۔۔ جب بازنطینی رعایا اپنی حالت کا موازنہ مسلمانوں کی عیسائی رعایا سے کرتے۔ تو ان پر رشک کرتے۔“
لیکن جب عیسائیوں کی باری آئی تو راجہ اول نے تبلیغ اسلام کو حکماً روک دیا اور پھر یہ قدم اٹھائے۔

- ۱۔ تمام مسلمانوں کو ملازمتوں سے نکال دیا۔
- ۲۔ ان سے زمینیں اور دکانیں چھین کر عیسائیوں میں بانٹ دیں۔
- ۳۔ مسلم امرا سے دولت چھین لی۔

۱۔ ہسٹری آف انڈیا، موریش، امپائرک انڈیا، ترجمہ۔ ۲۔ انجیل الاندلس، از منشی خلیل الرحمان ج ۲ ص ۲۲

۳۔ عیسائی غنڈوں کو اکسایا۔ کہ وہ مسلمانوں کے گھر جلائیں اور ان پر قاتلانہ حملے کریں۔

۵۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہر جگہ اور سہر محفل میں گالیاں دیں۔

۶۔ اذان اور نماز جمعہ بند کر دی۔

۷۔ فریڈرک دوم (۱۲۱۲ - ۱۲۵۰) نے اندازاً اسی ہزار مسلمان سبیلی سے نکال کر اٹلی کے جنوب میں جابساٹے۔ جنہیں چارلس دوم (۱۲۸۵) نے جبراً عیسائی بنالیا۔

جب سپین کا ایک عالم ابن جُبَیْر (۱۱۵۵ء) میں سبیلی پہنچا۔ تو وہاں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ یہ لوگ سبیلی کی ایک بندرگاہ پر جہاز کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ ان کے پاس سبیلی کا ایک مُسلم اپنی جوان لڑکی کے ساتھ آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میری اس لڑکی سے یا تو خود نکاح کر لو۔ اور یا اسے ساتھ لے جاؤ۔ یہاں رہی تو عیسائی غنڈوں سے اس کی آبرو محفوظ نہیں رہے گی۔ زوالِ سبیلی کے بعد دیم اول (۱۱۵۱ - ۱۱۶۶) کے زمانے میں اُس کے ایک امیر البحر نے بوند (سبیلی کا شہر) پر حملہ کیا۔ وہاں چند ایک مُسلم علما و مشائخ بھی موجود تھے۔ امیر البحر نے ان کا احترام کیا۔ اور انہیں کوئی ڈکھ نہ دیا۔ جب یہ خبر پوپ تک پہنچی۔ تو اُس نے امیر البحر کو اس مجرم میں، کہ اُس نے ان علما کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا۔ آگ میں پھینک دیا۔

(تاریخ مقلیہ۔ از ریاست علی۔ ج۔ ۱۔ ص ۴۷۳)

جب یورپ میں ٹوٹھر کے پیر بڑھ گئے۔ تو

پاپائے روم نے حکومتِ فرانسیس کو گانتھا ۱۱۱۱

پیروان ٹوٹھر کا قتل عام

دیا۔ اور پچاس ہزار پروٹسٹنٹس کیلئے ہونے والے
 پاپا شے روم کے ہاں ہر وہ عیسائی کافر تھا۔ جو کلیسائی زمین سے
 مذہبی عدالت

مسلمانوں کی تہذیب یا کسی اور بات کو اچھا سمجھنا یا ہر روز ہانا تھا۔ ایسے کاموں کو سزا دینے کے لئے پاپائے شاہد میں ایک مذہبی عدالت (انگوائزیشن) قائم کی۔ اس نے پہلے سال دو ہزار اشخاص کو زندہ جلایا۔ اور سترہ ہزار کو قید و جرماندگی سزا دی۔ دس برس میں اس نے سترہ ہزار کو آگ میں پھینکا۔ ستانوے ہزار تین سو اکیس دی۔ دس ہزار کو آگ میں جلادیں۔

کو قید و بند کی سزا دی اور ساتھ ہی حکومتِ برطانوی نے پانچ سو روپے میں تین
پا پا کی مرکزی مذہبی عدالت نے ۱۳۸۱ء اور ۱۸۷۸ء کے درمیانی عرصے میں تین
لاکھ چالیس ہزار نفوس کو نہایت المناک سزائیں دیں۔ ان میں سے بتیس ہزار کو
زندہ چلا دیا۔

زندہ جلا دیا۔
 شاربیان نے جرمنی کے سیکسنز کو بزورِ شمشیر عیسائی بنانے کے لیے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ایک جنگ میں چار
 مذہب بزورِ شمشیر
 ہزار قیدی پکڑ لیا۔ ان کے سامنے عیسائیت پیش کی۔ انہوں نے انکار کیا۔ تو سب
 کو قتل کر ڈالا۔

جوں آف آرک کا انجام

۱۵. معرکہ مذہب و مائتس صفحہ ۲۵

PAY 4 0 0 0

۱۲۸ سے مارچ ۱۹۷۱ء ہجری۔ از آئینہ پنجین مہر تک ص ۱۲۸

مخاتون جون آف آرک جو اپنے ملک کی خاطر انگریزوں کے خلاف لڑ رہی تھی انگریزوں کے ہاتھ پڑ گئی۔ تو ان ظالموں نے ۱۲۲۱ء میں اُسے سرِ بازار زندہ جلا دیا۔

ظالم پوپ | پوپ کی ظالمانہ حکومت کے خلاف پہلی آواز برسرِ شیا (اٹلی) کے ایک پادری آرنلڈ نے بلند کی تھی۔ پوپ نے ۱۵۵۷ء میں اسے موت

بدر چلین پوپ تمام پوپ بلا استثنائاً تنگ نظر، عیلم دشمن اور لالچی تھے۔ ان میں سے بعض اس قید بدر چلین تھے۔ کہ پاپائے لیوڈ ہم (۱۵۱۳-۱۵۲۱ء)

تاج محل شاہجہان نے ۱۶۳۲ء میں تعمیر کیا تھا۔ یہ دنیا کی حسین ترین عمارت ہے۔ جس کی مثال مغربی
تاج محل گرانے کی تجویز پر کہیں موجود نہیں۔ انگریز کی بددلتی اور اسلام دشمنی دیکھئے کہ ہندوستان کے ایک
 انگریز گورنر جنرل لارڈ ہینگ (۱۸۳۳-۱۸۳۸ء) نے حکومت برطانیہ کے پاس یہ
 تجویز بھیجی تھی۔ کہ تاج محل کو گرا کر اس کا سالہ فروخت کر دیا جائے۔ لیکن پارلیمنٹ
 نے محض اس بنا پر اتفاق نہ کیا۔ کہ گرانے کی محنت زیادہ اور وصولی کم تھی۔

آج کل یورپ میں عورت جنس بازار بن چکی
عیسائیت میں مقام عورت ہے۔ ہر جوان لڑکی جس مرد سے چاہے
 جنسی تعلقات قائم کر لیتی ہے اور اسے "بوائے فرینڈ" کے نام سے یاد کرتی ہے
 ان "بوائے فرینڈز" کی تعداد بیک وقت دو تین بھی ہو سکتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ
 شام کو شراب پیتی، فلم دیکھتی، رقص کرتی اور چاندنی راتوں میں سمندر کے ساحل پر
 چٹک مٹاتی ہے۔ مغربی تہذیب کا یہ وہ شرمناک پہلو ہے۔ جسے مشرق اور خصوصاً
 اسلام انتہائی نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مشرق میں عورت ایک دیوی ہے جس
 کا احترام پرستش کی حد تک کیا جاتا ہے۔ ہم لوگ اتنا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ
 کوئی ناپاک نگاہ ہماری محترم خواتین کے سُن و جمال پر پڑے۔ لیکن یورپ میں عورت
 گرتے گرتے عیسوا کے مقام تک پہنچ چکی ہے۔ اور لطف یہ کہ وہاں کے پراپیگنڈسٹ
 اس آوارگی و عصمت فروشی کو تہذیب اور ہماری خواتین کے حیا و حجاب کو قید و غلامی
 کا نام دیتے ہیں۔

یورپ میں عورت سے یہ غیر انسانی سلوک ابتداء سے ہو رہا ہے۔ موسیویاں

عظیم درس گاہ، دارالکتب اور شفا خانے کی بنا ڈالی۔ جب ۱۵۲۹ء میں قیصر جینیئن اول (۱۵۲۷ - ۱۵۶۵ء) نے یونان و مصر کی تمام درس گاہیں بند کر دیں۔ تو وہاں کے علما بھی جینڈیشا پور میں جمع ہو گئے۔

دوم - فلورنس میں ایک اکاڈمی تدریس و تصنیف کے فرائض سرانجام دیا کرتی تھی۔ لیکن کلیسا نے اُس کی مخالفت کی۔ اور وہ بند ہو گئی۔
سوم - زوالِ روم کے بعد حمد اور اقوام یعنی گاتھ۔ ہنز۔ وینڈل وغیرہ نے غریب و وسطی یورپ کے تمام مدارس بند کر دیئے۔ اور صدیوں تک تعلیم و تدریس کا سلسلہ منقطع رہا۔

یہاں یہ ذکر نامناسب نہ ہو گا۔ کہ فلورنس کے شہنشاہ شاریمیان (۱۶۸۰ - ۱۸۱۴ء) نے اپنی قلمرو میں چند مدارس جاری کئے تھے۔ لیکن ان کی حالت یہ تھی۔ کہ ریاضی صرف تین کے پھاڑے اور جمع و تفریق تک پڑھائی جاتی تھی اور تعلیم کا مقصد صرف پادری تیار کرنا تھا۔

(۱) ڈاکٹر ڈیریر لکھتے ہیں کہ اسکندریہ کا کتب خانہ جس میں کتابیں جلانا اندازاً سات لاکھ کتابیں تھیں، بجولیس سیزر (۵۰ - ۴۴ ق م) کے حکم سے برباد کر دیا گیا اور اس کی نصف کتابیں جلادی گئیں۔ پھر قیصر تھیوڈوسیوس دوم

۱۔ میراث اسلام۔ آرنلڈ۔ ص ۲۱۳ نیز مرکز مذہب و سائنس ص ۷۷

۲۔ مرکز مذہب و سائنس ص ۱۶

۳۔ تمدن عرب ص ۵۱

۴۔ تشکیل انسانیت ص ۱۵

۵۔ مرکز مذہب و سائنس ص ۱۶

(۲۰۰۸-۲۰۵۰) نے بھیا نلسن کو حکم دیا۔ کہ باقی ماندہ کتابیں جلا دو۔ جب پیرسین کی موزخ اور زینش ۱۲۳۱ء میں اسکندر یہ پہنچا۔ تو وہاں ایک بھی کتاب موجود نہ تھی۔
۱۰۔ زردن وسطیٰ میں راہبوں کی علمی سرگرمیاں یہ تھیں۔ کہ وہ یونان و روم کی کتابیں جلا کر ان کی جگہ مسیحی ادویا کی داستانیں رکھ دیتے تھے۔ چونکہ اس زمانے میں کھانا پاب تھا۔ اور اس کی جگہ چرمی پھلتی داستانیں ہوتی تھیں۔ جس کی قیمت کافی زیادہ ہوتی۔ اس لیے یہ راہب جھٹی پے لکھتی ہوئی کتابیں کھرچ ڈالتے۔ اور ان پر دعائیں اور ادویا کی داستانیں لکھ دیتے تھے۔

۱۱۔ پاپائے اعظم گریگوری ۱۲ (۵۴۰ - ۶۰۴) سائنس۔ تاریخ۔ ادب۔ شعر اور دیگر علوم کا شدید دشمن تھا۔ اور دنیاویات یا دعاؤں کے سوا کسی اور صنف کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اُن نے رومی سیاست دان و خطیب سسرو (۲۲۴ ق م) اور موزخ لیوی (۱۰۴ ق م) کی سب کتابیں تلف کر ڈالیں۔ ایک مرتبہ اسے خبر پہنچی کہ دی آناڈ آشریا کے دار الحکومت کے لائبریری نے کسی ادبی موضوع پر ایک مقالہ پڑھا ہے۔ تو اسے لکھا:
”میں ایک خبر مل ہے جس کے ذکر سے ہمیں شرم آتی ہے کہ تم نے کوئی ادبی مقالہ پڑھا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ تم مجھے لکھو گے کہ تمہیں ان لغویات سے کوئی سروکار نہیں ہے۔“

۱۲۔ (۱۱۷۱ء) کے ایک پادری سینٹ برنارڈ (۱۱۷۱ء) کی تنگ نظری کا یہ عالم تھا

۱۲۱۱ء تشکیل انسانیت

۱۲۱۱ء انسان کے سورپ پتے۔ یہ پہلا تھا اور کئی کتابوں کا مستند تھا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے انسائیکلو

۱۲۱۱ء تشکیل انسانیت

پیٹریا برطانیکا)

۱۲۱۱ء

لگادی۔ تمام کتب جلا ڈالیں۔ اور مسلمانوں کی چھ سو سالہ محنت کو تباہ کر دیا۔
۱۰۔ اس برطانویہ نے ایک فلسفی جان اریجینا سین کے مشہور مسلم فلسفی ابن رشد (۱۱۹۸ء)
کا شارح تھا۔ اس نے اپنی تصانیف میں فلسفہ مذہب میں اتحاد کی کوششیں کی تھی
پادریوں نے اس کی بیشتر کتابیں جلا دیں۔

۱۱۔ پشین کی مذہبی عدالت نے، جو ۱۴۷۷ء میں قائم ہوئی تھی، عربی علوم پر سیوری
علماء کے لکھی ہوئی چھ سزار کتابیں سپرد آتش کر دیں۔

۱۲۔ ۱۵۰۱ء میں پاپائے الیکزینڈر ششم (۱۴۹۲ - ۱۵۰۳ء) نے ایک نگران کے
رُوسے تمام پریس والوں کو ہدایت کی۔ کہ وہ باطل عقائد (سامنس وغیرہ) پر کوئی کتاب
طبع نہ کریں۔

قرن وسطیٰ کے یورپ میں نہ کوئی درس گاہ تھی۔ نہ معلم نہ مصنف جب مسلمان
سین۔ فرائس اور سسلی میں پہنچے۔ تو انہوں نے نہ صرف سکول اور کالج کھولے۔ بلکہ
یونیورسٹیاں قائم کیں۔ جن میں دنیا کے ہر حصے سے طلبہ حصول علم کے لیے آتے تھے۔
ساتھ ہی دارالکتب قائم کئے۔ جن میں یونان۔ ایران۔ روم۔ ہند اور عرب کی لاکھوں کتابیں
جمع کیں۔ نسل انسان پر اس سے بڑا سبتم کیا ہو سکتا ہے۔ کہ جابل اور وحشی جیسا
بادشاہوں اور پادریوں نے، اس زمانے میں کہ اہل علم و قلم کا شدید قحط تھا، ساٹھ لاکھ
سے زیادہ کتابیں جلا دیں۔ سات لاکھ اسکندریہ میں، پندرہ لاکھ سین میں، تیس لاکھ
ہراکلس میں، تین لاکھ سسلی میں اور کئی لاکھ قسطنطنیہ، ایشیائے خورد، فلسطین، دمشق

۱۷۔ معرکہ مذہب و سائنس ص ۱۷۹

۱۸۔ " " " " ص ۱۷۹

۱۹۔ " " " " ص ۱۷۹

اور یورپ کے مختلف حصوں میں اگر کوئی کسر رہ گئی تھی۔ تو وہ تیرھویں صدی میں تباہ ہو گئی۔ انہوں نے بغداد۔ کوفہ۔ بصرہ۔ حلب۔ دمشق۔ نیشاپور۔ خراسان۔ خوارزم اور شیراز کی سینکڑوں لائبریریوں، جن میں کتب کی مجموعی تعداد تین کروڑ سے زیادہ تھی۔ بھسم کر ڈالیں۔ بے شمار علماء مار ڈالے، مدارس جلا دیے۔ اور مسلمان جو ساری دنیا کو تجلیاتِ علم سے منور کر رہا تھا۔ جاہل ہو کر رہ گیا۔

یہ ساٹھ لاکھ کتابیں تو وہ ہیں۔ جن کا ذکر تاریخ میں آ گیا ہے۔ نہ جانے ان تباہ شدہ کتابوں کی تعداد کیا ہوگی، جو مودِ رح کے علم میں نہیں آئیں۔ یورپ میں طاقت دو گرد ہوں گے پاس تھی۔ بادشاہ اور پادری۔ اور یہ دونوں علم کے دشمن تھے۔ ان حالات میں اگر کوئی کتاب بچ گئی ہے۔ تو اسے مجزہ سمجھیے۔

آگے چلنے سے پہلے ذرا یہ بھی سنتے جائیے۔ ساٹھ لاکھ کتابیں جلانے والے عیسائیوں نے خود کتنی کتابیں لکھیں۔

تیرھویں صدی تک
یورپ کے اہل قلم

روم کی سلطنت...، قم میں قائم ہوئی تھی۔ پہلی پانچ صدیوں میں کسی کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔ نیناس

روم کے اہل قلم

(۲۰۰ ق م) غالباً پہلا رومی مصنف ہے۔ جس نے کچھ یونانی کتابوں کو لاطینی میں منتقل کیا اور چند ایک ڈرامے لکھے تھے۔ دوسرا صاحبِ قلم ڈرامہ نویس

پلاؤس (Plautus) (۱۸۴ ق م) تیسرا ایک شاعر انیس (Ennius)

(۱۶۹ ق م) اور چوتھا ایک ادیب کیٹو (Cato) (۱۴۹ ق م) تھا۔ ابتداء سے ولادت سے ہی صرف ہیں اہل قلم کے نام ملتے ہیں۔ جن میں سے اکثر شاعر، ڈرامہ نگار اور افسانہ نویس تھے۔ مودِ رح صرف ایک تھا، یعنی لیوی (۱۷۱ ق م) شعرا و ادبا میں مشہور یہ تھے۔ سینرو (۴۳ ق م) گیتس (۲۰ ق م) ورجیل (۱۹ ق م) ہورس (۸ ق م) اور لوقن

(۶۵۰ ق م) یہ تمام غیر عیسائی رومی تھے۔

پہلی صدی عیسوی میں روم نے تقریباً تیس مصنعت پیدا کیے۔ اور بعد کی نو صدیوں میں صرف بیس نام ملتے ہیں۔ درست کہا تھا۔ رابرٹ بریفاٹ نے اس میں شبہ نہیں کیا کہ قسطنطنیہ کا دربار اس کے بازار، محل، رقص گاہیں کھیل کے میدان اور اکھاڑے بہت شاندار تھے۔ لیکن اس نے ایک ہزار سال کی زندگی میں ترقی تو درکنار ترقی کا ایک شرارہ تک پیدا نہ کیا وہ ایسی بستیوں میں گھری ہوئی تھی۔ جو تاریکی سے نکلنے کے لیے بے تاب تھیں۔ لیکن بازنطینی (رومی) تہذیب نے ان کے لیے کچھ نہ کیا۔ نتیجہ یہ کہ عربوں نے آکر ان کے بیڑے ڈبو دیے۔ اور ان کی تجارت پر قبضہ کر لیا۔ رومرومیوں کا ادب۔ تو وہ بالکل بے مغز۔ بے حقیقت جعلی۔ ضمیاتی اور اداہام پرستی سے لبریز تھا۔ یہ ادب آج بھی پڑھنے کے قابل نہیں۔ گو بازنطینی سلطنت کو بے شمار مواقع حاصل تھے۔ لیکن اس نے کچھ نہ کیا۔ کیونکہ اصلی اقتدار جاہل راہبوں کے ہاتھ میں تھا۔ جو علم کے دشمن تھے۔ نیز رومیوں کو یونان اور اس کے ادب سے چڑھتی۔ اس لیے وہ قائم نہ اٹھا سکے۔

(لمحض)

جرمنی کا ادب | جرمنی میں ششہ سے پہلے کسی کتاب کا شروع نہیں ملتا۔ البتہ

یہ یاد رہے کہ ششہ سے پہلے کے کتابیں غیر عیسائی رومیوں نے لکھی تھیں۔ قسطنطین ششہ میں

عیسائی ہوا تھا۔ اور رومی مصنفین کی تعداد ششہ سے ششہ تک میں تھی۔

تاریخ السائیت

شاریمان (۱۷۲۲ - ۱۸۱۴) کی وجہ سے جرمنی میں کچھ ذہنی حرکت پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے تبلیغ عیسائیت کی خاطر پادریوں سے کچھ دعائیں، مذہبی گیت اور دینی رسائل لکھوائے۔ سب سے پہلا رسالہ سنہ ۱۷۷۱ء میں لکھا گیا، نوے برس بعد ایک تاریخی نظم شائع ہوئی۔ اور اس کے بعد اڑھائی سو برس میں صرف ایک درجن شعرا وادبا پیدا ہوئے۔
 ۱۷۵۰ء اور ۱۸۵۰ء کے درمیان عرصے میں صرف تیس اہل قلم کے نام ملتے ہیں۔
 فرانسیسی زبان میں سنہ ۱۷۵۰ء تک چند ایک مذہبی گیتوں

کچھ جنگی نظموں اور دو پادریوں سینٹ لیجر اور سینٹ الیکٹر

فرانس کا ادب

کے سوانح حیات کا سراغ ملتا ہے۔ وہیں۔

بارہویں صدی کے وسط تک انگریزی ادب صرف چند گیتوں
 نظموں اور کوئی دیرینہ درجن کتابوں پر مشتمل تھا۔ لکھنے والوں

انگریزی ادب

کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہ تھی۔ ان میں قابل ذکر ایلدھم (۶۵۰ - ۷۲۵) ایگبرٹ
 (۶۷۸ - ۷۶۶) بیڈ (۶۷۱ - ۷۳۵) ولفریڈ (۶۸۰ - ۷۵۵) اور کنگ الفریڈ
 (۸۷۱ - ۹۰۱) ہیں۔

بارہویں صدی عیسوی تک عیسائی یورپ میں کتابیں لکھنے کی رفتار یہ تھی:

ملک	زمانہ	تعداد مصنفین	تعداد و کتب
۱۔ روم شرقی و غربی	سنہ ۵۵۵ء	تقریباً بیس	زیادہ سے زیادہ پچاس
۲۔ جرمنی	سنہ ۱۲۵۰ء	پچاس	سو
۳۔ فرانس	سنہ ۱۵۰۰ء	دس	پندرہ
۴۔ برطانیہ	سنہ ۱۶۰۰ء	پندرہ	پچیس

تو گویا سارے یورپ کے اہل قلم نے اندازاً ہزار برس میں تقریباً دو سو کتابیں لکھیں۔ چلیے، پانچ سو کہہ لیجیے۔ اور ساٹھ لاکھ سے زیادہ جلدیں۔

زوالِ روم (۳۳۶ء) کے بعد پاپائیت برسرِ اقتدار آگئی۔ اور ٹوئٹر (۱۵۴۶ء) کے خروج تک سیاہ و سفید کی مالک رہی۔ پوپ مذہبی یا فلسفی یا

عالمِ کُشی

ادب کے بغیر باقی تمام اصنافِ علم کا دشمن تھا۔ اور جہاں کہیں کوئی عالم، فلسفی یا مفکر سر اٹھاتا تھا۔ اُسے کچل دیتا تھا۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے :-

۱۔ یونان کی ایک لڑکی ہائے پیشیا (۴۱۴ء) اسکندریہ میں تحصیلِ علوم کے لئے آئی۔ اور برسوں کی محنت کے بعد وہ ایک ممتاز فلسفی بن گئی، اسے فلاطون د

ارسطو کے فلسفہ اور ریاضی و ہندسہ میں بڑا ورک حاصل تھا۔ اسکندریہ کے بشپ ساثرل (۴۱۴ء) میں بشپ مقرر ہوا تھا۔ انے اس لڑکی کو کانفرہ قرار دیا۔ اور ایک روز جب وہ فرائضِ تدریس سرانجام دینے کے لیے اپنی درس گاہ کی طرف جارہی تھی۔ ساثرل کے بھیجے ہوئے چند سنگدل راہبوں نے اُسے پکڑ لیا۔ پہلے ننگا کر کے بازار میں گھسیٹا۔ پھر اسے گرجے میں لے گئے۔ وہاں تیز پیپوں سے اس کی

کھال کھرچی، پھر اسے اس کا سر توڑا۔ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور انہیں آگ میں پھینک دیا۔

۲۔ گلیلیو (۱۶۴۲ء) فلازنس (اٹلی) کا فوج مشورہ بیت دان ہے۔ جس نے دورِ بین ایجاد کی تھی۔ جب اس نے کاپرنیکی (۱۵۴۳ء) کے نظامِ شمس کی تائید کی۔

تو پوپ نے اسے گرفتار کر کے مذہبی عدالت کے سامنے پیش کر دیا۔ اس نے وہاں

۱۔ مرکزِ مذہب و سائنس ص ۶۷ و تمدنِ عرب ص ۶۷
۲۳۶

ڈر سے توبہ کر لی۔ لیکن ۱۶۳۲ء میں اپنی کتاب "نظام عالم" شائع کر دی۔ جس پر اُسے جیل میں پھینک دیا گیا۔ جہاں وہ دس سال تک انتہائی دکھ اٹھانے کے بعد ۱۶۴۲ء میں فوت ہو گیا۔

۳۔ اٹلی کے مشہور فلسفی برہنہ کو جو کاپرنیکی (۱۵۴۲ء) کی موت سے سات سال بعد پیدا ہوا تھا اور فلسفہ میں ابن رشد (۱۱۹۸ء) اور اسپینوزا (ڈچ فلسفی - ۱۶۷۷ء) کا پیرو تھا! مذہبی عدالت نے سنہ ۱۶۰۰ء میں زندہ جلا دیا۔

۴۔ پولینڈ کے ممتاز ہیت داں کاپرنیکی (۱۵۴۲ء) نے سنہ ۱۵۴۳ء میں ایک کتاب لکھی۔ جس میں بطلیموس (سنہ ۱۵۱۰ء میں زندہ تھا) اور فیثا غورث کے نظام مائے شمسی پر بحث کرنے کے بعد آخر الذکر کی تائید کی تھی۔ لیکن پوپ کے ڈر سے سینتیس برس تک کتاب کو چھپائے رکھا۔ آخر موت سے چند ماہ پہلے اسے شائع کیا۔ پوپ کو معلوم ہوا۔ تو اس نے فوراً اُسے کافر و ملحد قرار دیا۔ لیکن اس فتوے کے وقت کاپرنیکی فوت ہو چکا تھا۔ ورنہ انتہائی اذیت کا شکار ہوتا۔ یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہو گا۔ کہ بطلیموس کے ہاں زمین مرکز کائنات ہے۔ اور تمام سیارے شمس و قمر سمیت اس کے گرد گھومتے ہیں۔ لیکن فیثا غورث سورج کو مرکز قرار دیتا ہے۔ جس کے گرد زمین اور سیارے چکر کاٹتے ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر ڈریسپر نے دو اور علماء دشمنی (۱۶۲۹ء) اور سرو میٹس کا ذکر کیا ہے جنہیں کلیسا نے زندہ جلا دیا تھا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ کس فن کے فاضل اور

۱۔ مرکز مذہب و مائتس ۲۲۸

۲۔ " " " ۲۳۲

۳۔ " " " ۲۹۸

کیا ہے۔ اس کے بارے میں دیکھئے۔
 ۱۔ سائنس اور فلسفہ (۱۶۳۰ء) جرمنی کا مشہور مہیت دان تھا۔ سب سے پہلے اس نے
 سائنس اور فلسفہ کے نظریات پیش کیے تھے۔ نیوٹن
 کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۲۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۳۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۴۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۵۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز
 میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۶۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۷۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۸۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

۹۔ (۱۶۴۰ء) میں ایک شاعر ہے۔ کپلر کا پرنسپل (۱۵۴۳ء) کی طرح آفتاب کو مرکز

کی منظوری و اجازت سے روزانہ ہوا تھا۔ وہ بوٹا ماسے واپس آیا۔ مزدینان کو
 ایک نئے ملک کی خبر دی۔ مزدینان نے اسے وہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ چنانچہ
 یہ دوبارہ وہاں پہنچا۔ نظم و نسق قائم کیا۔ سات سال بعد اس کی گرفتاری کے احکام
 جاری کر دیئے۔ دنیا کا یہ عظیم ملاح اس حال میں واپس آیا کہ ہاتھ پاؤں زنجیروں
 میں جکڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے اسے جیل میں پھینک دیا۔ گو کچھ عرصے کے بعد
 اسے رہا کر دیا۔ لیکن بھوک۔ ناداری اور بیماری نے آخر تک اس کا پیچھا کیا
 اور چھ برس کے بعد ایک سرائے میں اس کی وفات ہو گئی۔ سال وفات ۱۵۰۷ء۔

۱۱۔ جب ۹۹۹ء میں پوپ سٹیفن ستر دوم (۹۹۹ - ۱۰۰۲) نے یورپ میں
 کچھ درسگاہیں کھولنا چاہیں۔ تو عام آبادی کو یہ اقدام سخت ناگوار گزرا۔ اور مشہور
 کر دیا کہ پوپ پر شیطان مسلط ہو گیا ہے۔

۱۲۔ فریڈرک سٹیفانی (۱۴۱۲ - ۱۴۵۰) نے اٹلی کے مختلف شہروں مثلاً فیلیز
 مسینا اور پٹو امیں یونیورسٹیاں قائم کیں۔ ستر نو میں طب کا ایک مدرسہ جاری کیا۔
 اپنے ایک درباری مائیکل سکاٹ کو ابن رشد کی تصانیف جمع کرنے کے لیے قرطبہ بھیجا
 اور یہ نسخے ہر مدرسہ میں رکھوا دیئے۔ پادریوں نے اس کی سخت مخالفت کی، اس
 کی رعایا کو بغاوت پر اکسایا اور پوپ گریگوری نہم (۱۲۲۷ - ۱۲۴۱) نے اسے
 دہمال قرار دیا۔

۱۵۔ تمدن عرب ۵۱۵

۱۶۔ اس کا نام دوہی پوپ تھے۔ اول ۳۱۴ - ۳۲۶

دوم ۹۹۹ - ۱۰۰۲

۱۷۔ تشکیل انسانیت ۲۷۹

۱۳۔ قیصر زینو (۱۸۷۳ - ۱۸۹۱) اور قیصر جیٹین اول (۱۸۷۴ - ۱۸۹۵) نے تمام
اہل علم کو اپنی سلطنت سے نکال دیا تھا اور مدارس بند کر دیئے تھے۔
الغرض عیسائیت نے پورے ہزار برس تک گناہ کو ترقی دی۔ رشوت برصغیر
علوم و فنون کو کچلا، کتابیں جلایں، اہل علم کو آگ اور جیل میں پھینکا، مسلمانوں
کے خلاف زہر اگلا، عیسائی جنگوں کا آغاز کیا اور دنیا کو گناہ و جہالت سے بھر دیا۔

قرون وسطیٰ میں اسلام کی سیاسی تہیّث

آپ نے صفحات گزشتہ میں دیکھ لیا۔ کہ قرون وسطیٰ میں یورپ کی حالت کیا تھی۔ اس کے مقابل اسی زمانے میں اسلام تہذیب و تمدن کے انتہائی منازل طے کر رہا تھا۔ ان تفصیل میں جانے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ اُس وقت اسلام کا سیاسی خاکہ کیا تھا۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت (۶۳۲ء) کے وقت اسلام کی حکومت صرف جزیرہ نمائے عرب پر تھی۔ ایک سال بعد عراق عرب اور حیرہ فتح ہوئے۔ ۶۳۲ء میں اسلامی مہاجر شام میں داخل ہو گئے۔ ۶۳۵ء میں دمشق، ۶۳۶ء میں حمص انطاکیہ اور بیت المقدس کا الحاق ہوا اور ۶۳۸ء میں پورے شام پر ہلال پرچم لہرانے لگا۔

ایران میں فتوحات کا آغاز ۶۳۵ء میں ہوا تھا۔ ۶۴۲ء میں جنگ نہاوند کے بعد ساسانی خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اسلامی افواج افغانستان پر چھا گئیں۔ ۶۴۷ء میں بخارا فتح ہوا اور ایک سال بعد سمرقند۔ ۶۵۱ء میں محمد بن قاسم نے کراچی سے ملتان تک کا علاقہ زیر نگین کر لیا۔ ۶۴۱ء میں مصر ۶۴۷ء میں طرابلس ۶۴۸ء میں قیروان (تونس) کا شہر اور ۶۹۳ء میں ساحلِ اطلس (الجزائر) اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

۱۱۸۰ء میں جنرل طارق سپین میں داخل ہوئے۔ اور سپین کو فتح کرنے کے بعد آدھے ہزار اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ ۱۱۸۲ء میں پارس مارشل نے تور (Tura) جبرالٹر سے پندرہ سو میل شمال میں اس کے مقام پر اسلامی طغار کو روکا۔ ۱۱۸۳ء میں ایشیائے خود پہ قبضہ ہوا۔ ۱۱۸۵ء میں جزائر یونان و قبرص ۱۱۸۶ء میں کارمیکا۔ ۱۱۸۷ء میں جزیرہ ساردینیا ۱۱۸۸ء میں کریٹ ۱۱۸۹ء میں سبیلی ۱۱۹۰ء میں جنوبی اٹلی اور ۱۱۹۱ء میں مالٹا مستقر ہوا تو یہ قطعی اسلامی سلطنت جو شمال میں بحیرہ ائوٹو جنوب میں لبنان مشرق میں سمرقند اور مغرب میں جزیرہ فرانس و ساحل اوقیانوس تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کا رقبہ اندازاً نوے لاکھ مربع میل تھا۔

اس زمانے میں تہذیب کے بڑے بڑے مرکز بغداد۔ ایران۔ مصر۔ سپین اور سبیلی تھے۔ ان ممالک پر مختلف سلسلے حکمران رہے۔ تفصیل بعد ازاں ذیل میں دیکھیے۔ چونکہ ان سلسلوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ اس لیے یہاں صرف ان خاندانوں کا ذکر کیا جائے گا۔ جن کا ذکر اس کتاب میں بار بار آتا ہے۔

۱۔ خلفائے راشدین

سال خلافت یا تخت نشینی

نام

۶۳۲	۱۔ حضرت ابو بکرؓ
۶۳۴	۲۔ " عمرؓ
۶۴۴	۳۔ " عثمانؓ
۶۵۶ - ۶۶۱	۴۔ " علیؓ

۲۔ خلفائے اموی

۶۶۱	۱ معاویہ - اول
۶۸۰	۲ یزید - اول
۶۸۲	۳ معاویہ دوم
۶۸۲	۴ مروان - اول
۶۸۵	۵ عبدالملک
۷۰۵	۶ ولید - اول
۷۱۵	۷ سلیمان
۷۱۷	۸ عمر بن عبدالعزیز
۷۲۰	۹ یزید - دوم
۷۲۳	۱۰ ہشام
۷۲۳	۱۱ ولید - دوم
۷۳۳	۱۲ یزید - سوم
۷۳۳	۱۳ - ابراہیم
۷۳۳ - ۷۵۰	۱۴ مروان - دوم

(انہیں خاندان عباسیہ نے ختم کیا)

۳۔ خلفائے عباسی

۷۵۰	۱ سفاح
۷۵۳	۲ منصور

۷۷۵	جدی	۳
۷۸۵	جدی	۴
۷۸۶	دارون الرشید	۵
۸۰۹	آمین	۶
۸۱۳	مامون	۷
۸۲۲	مُعْتَصِم	۸
۸۲۲	والثین	۹
۸۲۷	مُتَوَكِّل	۱۰
۸۶۱	مُنْصَر	۱۱
۸۶۲	مُسْتَعِین	۱۲
۸۶۶	مُعْتَز	۱۳
۸۶۹	مُسْتَدِی	۱۴
۸۷۰	مُعْتَدِ	۱۵
۸۹۲	مُعْتَقِد	۱۶
۹۰۲	مُکْتَفِی	۱۷
۹۰۸	مُعْتَدِر	۱۸
۹۳۲	قاهر	۱۹
۹۳۲	راضی	۲۰
۹۳۵	مُسْقِی	۲۱
۹۳۳	مُسْتَفِی	۲۲
۹۳۶	مُطِیع	۲۳

۹۷۴	۲۴	طایح
۹۹۱	۲۵	قادر
۱۰۳۱	۲۶	قائم
۱۰۷۵	۲۷	مقتدی
۱۰۹۴	۲۸	مستظہر
۱۱۱۸	۲۹	مشرشد
۱۱۳۵	۳۰	راشد
۱۱۳۶	۳۱	مقتدی
۱۱۶۰	۳۲	مستفید
۱۱۷۰	۳۳	مستغنی
۱۱۸۰	۳۴	ناصر
۱۲۲۵	۳۵	ظاہر
۱۲۲۶	۳۶	مستفہر
۱۲۵۸ — ۱۲۴۲	۳۷	مستغنی

(اس سلسلے کو تاتاریوں نے ختم کیا)

مصر اور افریقہ کے شمالی ساحل پر پندرہ سلسلے بر
 سراقندار رہے۔ یعنی :

سلسلہ	پایہ تخت	از — تا
۱ ادریسہ	مراکش	۹۸۵ — ۷۸۸
۲ بنو اقلب	تونس وغیرہ	۹۰۹ — ۸۰۰
۳ بنو حماد	الجیریا	۱۱۵۲ — ۱۰۰۷

کو اٹلہ میں صلاح الدین ایوبی نے ختم کیا۔
 انویان اُنڈلس کے بعد یہ دوسرا سلسلہ تھا۔ جو خلفائے عباسی کی اطاعت سے
 آزاد ہو گیا تھا۔

جدولِ خلفا

۹۰۹	ابو محمد عبید اللہ	مدی	۱۰
۹۳۴	ابو القاسم محمد	قائم	۲
۹۴۵	ابو طاهر اسماعیل	منصور	۳
۹۵۲	ابو تقیم	مُعِز	۴
۹۷۵	ابو منصور	عزیز	۵
۹۹۶	ابو علی منصور	حاکم	۶
۱۰۲۰	ابو الحسن علی	ظاہر	۷
۱۰۲۵	ابو تقیم	مُسْتَقْبِر	۸
۱۰۹۴	ابو القاسم احمد	مستغنی	۹
۱۱۰۱	ابو علی عامر	منصور	۱۰
۱۱۲۰	ابو المکیون	حافظ	۱۱
۱۱۴۹	ابو المنصور اسماعیل	ظاہر	۱۲
۱۱۵۴	ابو القاسم علی	فائز	۱۳
۱۱۷۰ - ۱۱۷۱	ابو محمد عبداللہ	عاضد	۱۴



اسلامی سلطنت سپین میں

طارق نے ۷۱۱ء میں سپین پر حملہ کیا تھا یہ ملک ۷۵۶ء تک خلفائے اموی (دمشق) اور پھر ۷۵۶ء تک خلفائے عباسیہ کے تحت رہا۔ لیکن زوالِ امویہ کے بعد حالات نے ایک نئی کروٹ لی جب عباسیوں نے دمشق پر قابض ہوئے کے بعد خاندانِ امویہ کا صفایا شروع کیا۔ تو خلیفہ ہشام (۷۴۲ - ۷۴۳ء) کا پوتا عبدالرحمن بچ کر مراکش پہنچ گیا۔ اور وہاں سے امرائے اندلس کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی۔ جب اسے ان امرائے حمایت کا یقین ہو گیا۔ تو ۷۵۵ء میں وہاں جا پہنچا۔ اور ۷۵۶ء میں ملک کی سیادت سنبھال لی۔ ابتدا میں یہ خلفا سلاطین کہلاتے تھے۔ ۹۲۹ء میں عبدالرحمن ثالث نے خلیفہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ۱۰۳۱ء میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور جابجا چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن گئیں۔ کچھ ریاستیں ان خلفائے امویہ کی تشکیل پانچکی تھیں۔ اشبیلیہ کے بنو عبّاد نے کسی حد تک اس طوائف الملوک کو ختم کیا۔ اور پھر عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے افریقہ کے مراہطین سے مدد مانگی۔ انہوں نے مدد تو کی۔ لیکن بنو عبّاد کا تخت خود سنبھال لیا۔ حالات یوں ہی چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۴۹۲ء میں فرڈینان نے اسلامی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

جداول سلاطین

۱۔ خلفائے اموی (ترطیب میں)

۷۵۶

عبدالرحمان اول

۱

۷۸۸

ہشام

۲

۷۹۶	حکم - اول	۳
۸۲۲	عبدالرحمن - دوم	۴
۸۵۲	محمد - اول	۵
۸۸۶	منذ	۶
۸۸۸	عبداللہ	۷
۹۱۲	عبدالرحمان - سوم - الناصر	۸
۹۶۱	حکم - دوم - المستنصر	۹
۹۷۶	بشام - " - التوید	۱۰
۱۰۰۹	محمد - " - المدی	۱۱
۱۰۰۹	سلیمان - المستعین	۱۲
۱۰۱۰	محمد - دوم (دوبارہ)	۱۳
۱۰۱۰	بشام - دوم (دوبارہ)	۱۴
۱۰۱۳	سلیمان - "	۱۵
۱۰۱۶	علی بن حمود (بنو حمود میں سے)	۱۶
۱۰۱۸	عبدالرحمن - چہارم	۱۷
۱۰۱۸	قاسم بن حمود	۱۸
۱۰۲۱	یحییٰ بن علی (امراء حمود میں سے)	۱۹
۱۰۲۲	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۲۰
۱۰۲۲	عبدالرحمان - پنجم - المستنصر	۲۱
۱۰۲۲	محمد - سوم	۲۲
۱۰۲۵	یحییٰ بن علی	۲۳

۲۳۔ بشام ثالث
 اس سلسلے کے بعد ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا
 ۲۔ بنو حمود
 (مالقہ میں)

۱۰۱۶		
۱۰۱۸	علی بن حمود	۱
۱۰۲۱	قاسم بن حمود	۲
۱۰۲۲	یحییٰ بن علی	۳
۱۰۲۵	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۴
۱۰۳۵	یحییٰ بن علی "	۵
۱۰۳۹	ادریس - اول	۶
۱۰۴۲	حسن	۷
۱۰۴۶	ادریس - دوم	۸
۱۰۵۲	محمد - اول	۹
۱۰۵۳	ادریس - سوم	۱۰
۱۰۵۴ - ۱۰۵۶	محمد - دوم (دوبارہ)	۱۱
	محمد - دوم	۱۲

اس خاندان کو مرابطین نے ختم کیا -
 ۳۔ بنو حمود
 (الجزیرہ میں)

۱۔ محمد - المدی ۱۰۳۹

۱۔ جیرالڈ سے چرمیل مغرب کی طرف ایک ساحل شہر ارد بندرگاہ

۱۰۵۸ - ۱۰۴۸ جاسم - الاثن
(اس سلسلے کو بنو عباد نے ختم کیا)

۴ - امرائے عبادی

(اشبیلیہ میں)

۱۰۲۳ محمد - اول بن اسماعیل

۱۰۴۲ عباد بن معتقد بن محمد

۱۰۶۸ - ۱۰۹۱ محمد - دوم بن معتقد بن عباد

ان امرائے عباد کا خاتمہ مرابطین کے ہاتھوں ہوا

۵ - بنو زیری

(غرناطہ میں)

۱۰۱۲ زادی

۱۰۱۹ جیوس بن ماکن صنهاجی

۱۰۲۸ بادیس بن جوس

۱۰۴۲ عبداللہ بن سیف الدولہ بن بادیس

۱۰۹۰ تقسیم بن سیف الدولہ

(انہیں مرابطین نے ختم کیا)

۶ - بنو جہور

(قرطبہ میں)

۱۰۲۱

یحیٰی بن محمد

۹۔ امراء تجیبی و ہودی

(سرقسطہ میں)

۱۰۱۹	منذر بن یحییٰ - التجیبی، المنصور	۱
۱۰۲۳	یحییٰ بن منذر - المنظر	۲
۱۰۲۹	منذر بن یحییٰ	۳
۱۰۳۹	سلیمان بن احمد بن محمد بن ہود - المستعین	۴
۱۰۴۶	احمد بن سلیمان - المقتدر	۵
۱۰۸۱	یوسف بن احمد - الموترن	۶
۱۰۸۵	احمد بن یوسف - المستعین	۷
۱۱۰۹	عبد الملک بن احمد - عماد الدولہ	۸
۱۱۱۹ - ۱۱۳۱	احمد بن عبد الملک - سیف الدولہ	۹

(انہیں عیسائیوں نے ختم کیا)

۱۰۔ امراء دانیہ

(دانیہ میں)

۱۰۱۷	مجاہد بن یوسف	۱
۱۰۴۴ - ۱۰۴۵	علی بن مجاہد	۲

(انہیں امراء ہودی نے ختم کیا)

۱۔ مشرق سپین میں دانیہ سے چالیس میل جنوب کی طرف ایک ساحلی شہر۔

۱۱۔ بنو نصر (بائیان الحمراء) (غناطہ میں)

۱۲۳۲	محمد۔ اول	۱
۱۲۴۳	محمد۔ دوم	۲
۱۳۰۲	محمد۔ سوم	۳
۱۳۰۹	نصر	۴
۱۳۱۴	اسماعیل۔ اول	۵
۱۳۲۵	محمد۔ چہارم	۶
۱۳۳۲	یوسف۔ اول	۷
۱۳۵۲	محمد۔ پنجم	۸
۱۳۵۹	اسماعیل۔ دوم	۹
۱۳۶۰	محمد۔ ششم	۱۰
۱۳۶۲	محمد۔ پنجم (دوبارہ)	۱۱
۱۳۹۱	یوسف۔ دوم	۱۲
۱۳۹۲	محمد۔ ہفتم	۱۳
۱۴۰۷	یوسف۔ سوم	۱۴
۱۴۱۷	محمد۔ ہشتم	۱۵
۱۴۲۷	محمد۔ نهم	۱۶
۱۴۲۹	محمد۔ ہشتم (دوبارہ)	۱۷
۱۴۳۲	یوسف۔ چہارم	۱۸
۱۴۳۲	محمد۔ ہشتم (دوبارہ)	۱۹

۱۳۲۲	محمد - دہم	۲۰
۱۳۲۵	سعد	۲۱
۱۳۲۶	محمد - دہم (دوبارہ)	۲۲
۱۳۵۲	سعد	۲۳
۱۳۶۱	علی	۲۴
۱۳۸۲	محمد یازدہم	۲۵
۱۳۸۳	علی (دوبارہ)	۲۶
۱۳۸۵	محمد دوازدہم	۲۷
۱۳۸۶ - ۱۳۹۲	محمد یازدہم (دوبارہ)	۲۸
(اس سلسلے کو فرزینان نے ختم کیا۔ اور سپین میں یہ آخری اسلامی سلطنت تھی)		

چوتھا باب

قرون وسطیٰ میں اسلامی تہذیب و تمدن

قرون وسطیٰ میں یورپ وحشت، بربریت اور جہالت میں تا بفرق ڈوبا ہوا تھا۔ لوگ گارے اور گھاس کی جھونپڑوں میں رہتے پیتے کھاتے اور کھالیں پہنتے تھے۔ ان کی گلیاں غلیظ جا بجا گندے جوہڑ اور کوڑے کے ڈھیر، سڑکنیں، تدار، ہر طرف بے راہ جنگل جن میں ڈاکوؤں اور آدم خوروں کا بسیرا تھا۔ سیاست، حکومت، تمدن، تہذیب اور علوم و فنون کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ عین اس عالم میں عرب سے ایک قوم اٹھی، جو صرف نوے برس میں عمان سے بحیرہ اسود اور سرقند سے ساحل اطلس اور وسط فرانس تک چھا گئی۔ اس قوم نے جا بجا مساجد بنائیں۔ علم و فن کے بڑے بڑے مرکز قائم کئے دنیا بھر کے علماء حکما کو اپنے درباروں میں جمع کیا۔ تمام یونانی درومی علوم کو عربی میں منتقل کیا۔ جا بجا دارالکتب اور دارالعلوم قائم کیے۔ شہا خانے بنوائے سڑکنیں نکالیں۔ نہریں کھودیں۔ باغات لگائے۔ گلیوں کو منجھتے کیا۔ رات کو روشنی کا انتظام کیا۔ پل اور تالاب بنائے اور دنیا کو حسین تعمیرات سے بھر دیا۔

اسلامی تعمیرات کے قیادی اوصاف چمک، روشنی، صفائی، کشادگی،

حسین نقش و نگار، رنگین پتھر کا باریک کام، سنگ مرمر کی جالیاں، بلند مینار
 چمکے ہوئے گنبد، چمکتے ہوئے تالاب، سرسراتے ہوئے چشمے، ٹپکتے ہوئے
 باغ، اور ناپختہ ہوئے فوارے ہیں۔ الحرامین کا نسی کے شیر، سونے کے مور
 اور ایسے فوارے بنے ہوئے تھے۔ جن سے پانی کے ساتھ ساتھ نہایت مٹھی تائیں
 نکلتی اور سارے بجتے تھے۔ المقتدر عباسی (۹۰۸ - ۹۳۲) کے محل میں ایک
 وسیع حوض تھا، جس کے وسط میں سونے کا درخت تھا۔ اس کی شاخیں سو
 سے زیادہ تھیں، اس کے پتے، پھل اور ٹھووق یا قوت و زبرد وغیرہ سے
 بنائے گئے تھے۔ شاخوں پر رنگ رنگ کے پرندے تھے۔ جو سونے، چاندی
 اور محل و مراجاں سے تیار کیے گئے تھے۔ جب ہوا چلتی تو یہ پرندے مختلف
 بولیاں بولتے اور گاتے تھے۔ تالاب کے دونوں جانب ایسے مصنوعی سوار
 تھے۔ جو خوبصورت لباس پہنے اور مرتع تلواریں ہاتھوں میں لیے یوں بڑھتے
 تھے جیسے وہ ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہوں۔ ان خلفاء کی شان و سبت
 کا یہ عالم تھا کہ جب قسطنطین ہفتم (۹۱۲ - ۹۵۸) کا سفیر مقتدر عباسی (۹۰۸ -
 ۹۳۲) کے دربار میں پہنچا۔ تو اس نے محل کے باہر ایک لاکھ ساٹھ ہزار سوار
 اور پیادہ، سات ہزار خواجہ سرا، سات سو حاجب اور محل کے اندر اٹھتیس
 ہزار پردے اور بائیس ہزار قالین دیکھے۔ جب فوج کے ایک دستے نے پرٹ
 کی۔ تو اس کے ساتھ ایک سو شیر بھی مارچ کر رہے تھے۔ اس کا محل نو مروجہ
 میں پھیلا ہوا تھا۔ اور اس میں نو ہزار گھوڑوں کا ایک اصطبل بھی تھا۔

۱۵ تمدن عرب مشرق

۱۶ الامون از شبلی

عبدالامون (۸۱۳ - ۸۳۳) میں بغداد کی آبادی دس لاکھ تھی جس میں تیس ہزار مساجد، دس ہزار حمام ایک ہزار محل اور آٹھ سو ساٹھ اطباء تھے۔ نیز ایک دار الحکمت تھا۔ جس میں ایران، عراق، شام، مصر اور ہندوستان کے سینکڑوں حکما دنیا بھر کے علوم و فنون کو عربی میں منتقل کر رہے تھے۔ سڑکیں پر بہر روز گلاب اور کیوڑے کا عرق چھڑکا جاتا تھا۔ جب خلیفہ کی سواری سڑکوں پر نکلتی تھی۔ تو اس کے آگے پیچھے دس ہزار سوار ہوتے تھے۔ ان کے گھوڑے زیوروں سے آراستہ اور سب کا رنگ نیلگوں مائل برسیا ہوتے۔ محلات میں چاندی اور سونے کے شمعدان، مُرُصع فانوس اور ان میں عنبری شمعیں ذات بھر نور و خوشبو کا عالم رچائے رکھتی تھیں۔ امرا میں سمورو سنباب اور حریر و پر نیاں کا استعمال عام تھا۔ بغداد کے عیالہ یافتہ اس قدر بالکالی تھے۔ کہ ایک عمر تبہ امین (۸۰۹ - ۸۱۳) کی والدہ زبیدہ کو کپڑے کا ایک تھان پچاس ہزار دینار (بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے) میں خریدنا پڑا۔ جب امون کی شادی حسن بن سہل وزیر کی بیٹی بُوران سے ہوئی۔ تو حسن بن سہل نے ایک قالین سونے کے تاروں سے بنوایا۔ جس کی جھالر میں قیمتی جواہر پیسے ہوئے تھے۔ جب امون اس قالین پر بیٹھا۔ تو اس پر موتی پھوٹ کر کیے گئے۔

دل دیوران لکھتا ہے۔ کہ دمشق میں سو حمام۔ سو فوارے۔ پونے چھ سو مساجد اور بے شمار باغات تھے۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تھی۔ شہر کا طول بارہ میل اور عرض تین میل تھا۔ یہاں ولید اول (۷۰۵ - ۷۱۵) نے ایک مسجد

تیار کرائی تھی۔ جس پر بارہ ہزار مزدور آٹھ سال تک کام کرتے رہے۔

(ایچ آف نیٹھ ص ۲۳۱-۲۳۲)

رابرٹ بریگنٹ لکھتا ہے۔ کہ عربوں کے نفیس کتانی، سوتی، اونی اور ریشمی لباس، بغداد کے حریر و پرنیاں، دمشق مشجر، موسل کی مہل، غارہ کی جالی، غرناطہ کے اونی کپڑے، ایرانی تافہ اور طرابلس کے شیٹون نے یورپ کی نیم برہنہ آبادی کو اعلیٰ لباس کا شوقین بنا دیا۔ اس مہم کے مناظر اکثر دیکھنے میں آئے۔ کہ ایک بشلپ گرجے میں عبادت کر رہا ہے اور اس کی عبا پر قرآنی آیات کاڑھی ہوئی ہیں۔ مرد تو رہے ایک طرف عورتیں بھی عزنی قمیص اور جبتہ بڑے فخر سے پہنتی تھیں۔ سپین اور سبسیل میں بے شمار کرگھے تھے۔ صرف ایشیلیہ میں سولہ ہزار تھے۔ قرطبہ میں ریشم باؤں کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ سبسیل کے پایہ تخت میں تین ہزار سے زیادہ جامہ باف تھے۔ ان کی تیار کردہ عباؤں، قباؤں اور چادروں پر قرآنی آیات بھی ہوتی تھیں جنہیں عیسائی بادشاہ اور پادری فخر سے پہنتے تھے۔ سبسیل میں عیسائی عورتیں نقاب اوڑھتی تھیں۔

عبدالرحمن سوم (۹۱۲ - ۹۶۱) کے زمانے میں قرطبہ کی آبادی پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس میں ثلث سو مساجد، تین سو حمام، ایک لاکھ تیرہ ہزار مکانات، اکیس مضافاتی بستیاں اور ستر لاکھ ریایاں تھیں۔ اس میں شیشہ سازی اور چمڑا

۱۔ تشکیل انانیٹ ص ۲۶۸

۲۔ ۲۶۹

۳۔

رنگنے کے کارخانے بھی تھے۔ ۹۳۶ھ میں عبدالرحمن سوم نے ایک شاندار محل کی بنیاد ڈالی۔ دور دراز ممالک سے سنگ پر مرمر سرخ نیز سنگ موسیٰ منگوایا اور دس ہزار مزدور پندرہ سو گدھوں کے ساتھ بیس سال تک کام کرتے رہے۔ الحجر اسو سال میں تیار ہوا تھا۔ اور تاج محل میں ہزار مزدوروں نے بائیس برس میں بنایا تھا اور اس کا سالہ چھ کروڑ روپے میں خریدا گیا تھا۔

سہلی کا پایہ تخت پکڑ مو مسلمانوں کے عہد میں نہایت خوبصورت شہر تھا کشادہ بازار۔ پختہ سڑکیں۔ سیدھی گلیاں، جابجا پارکیں اور فوارے۔ اندر پانچ ہنریں بہتی تھیں۔ وہاں ایک بہت بڑا کارخانہ بھی تھا۔ جس میں جہاز، تلواریں نیزے، تیر، خنجر، زره، خود، ڈھالیں، منجیق، بارود اور چنیدہ دیگر چیزیں بنتی تھیں۔ عظیم شاہی محلات، چھ سو مساجد اور دیگر عمارات کی وجہ سے شہر ڈھن نظر آتا تھا۔ وہاں تانبے، پتیل، کاغذ، تیل اور عطر کے بھی بیسیوں کارخانے تھے۔ مسلمانوں نے سہلی میں نہریں کاٹیں۔ دور دورے شفا کو، لیموں وغیرہ کے درخت منگا کر لگائے۔ کپاس اور نیشکر کو عام کیا۔ ریشم کو رواج دیا تعمیرات میں سرخ و سفید پتھر کا استعمال کیا۔ نوکدار محرابوں، آرائشی طاقوں، جالیوں اور میناروں کو مقبول بنایا۔ محلات و مساجد پر خط طغرائی میں آیات نویسی کا سلسلہ شروع کیا۔ جابجا درگاہیں اور کتب خانے قائم کیے۔ ایک سو تیرہ بندر گاہیں بنائیں اور وہاں کے لوگ سماری تہذیب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کا لباس تمدن، نظام تعلیم اور رہن سہن سب کچھ اسلامی سانچے میں ڈھل گیا۔

پوپ اور قیصر ہمارے باجگزار تھے

اُس دور میں عیسائیوں کے طاقتور حکمران دو ہی تھے۔

دور میں پوپ اور قسطنطنیہ میں قیصر ۱۲۵۹ء میں مسلمان اٹلی پر حملہ آور ہوئے۔

اور ۸۷۲ء میں روم تک جا پہنچے۔ اُس وقت پوپ جان ہشتم (۸۴۶-۸۸۲ء) مسندِ پاپائیت پر فائز تھا۔ اُس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ جزیہ دینا منظور کر لیا۔ اور مسلمان واپس آ گئے۔

اسی طرح قیصر بھی ۸۷۶ء سے ہمارا باجگذار تھا۔ لیکن جب قیصر ناسیورس اول (۸۰۲-۸۱۱ء) مسند نشین ہوا۔ تو اُس نے ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کو لکھا۔ کہ میں آئندہ خراج ادا نہیں کروں گا۔ ہارون الرشید نے اس کا وہ جواب دیا۔ کہ یورپ کے مورخین آج تک نعل در آتش ہیں۔ لکھا :
”امیر المؤمنین ہارون الرشید کی طرف سے
دُعا کی گئی کہ نام

اے فاحشہ ماں کے بچے ! میں نے تمہارا خط پڑھا۔ اس کا جواب
تو عنقریب اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔“

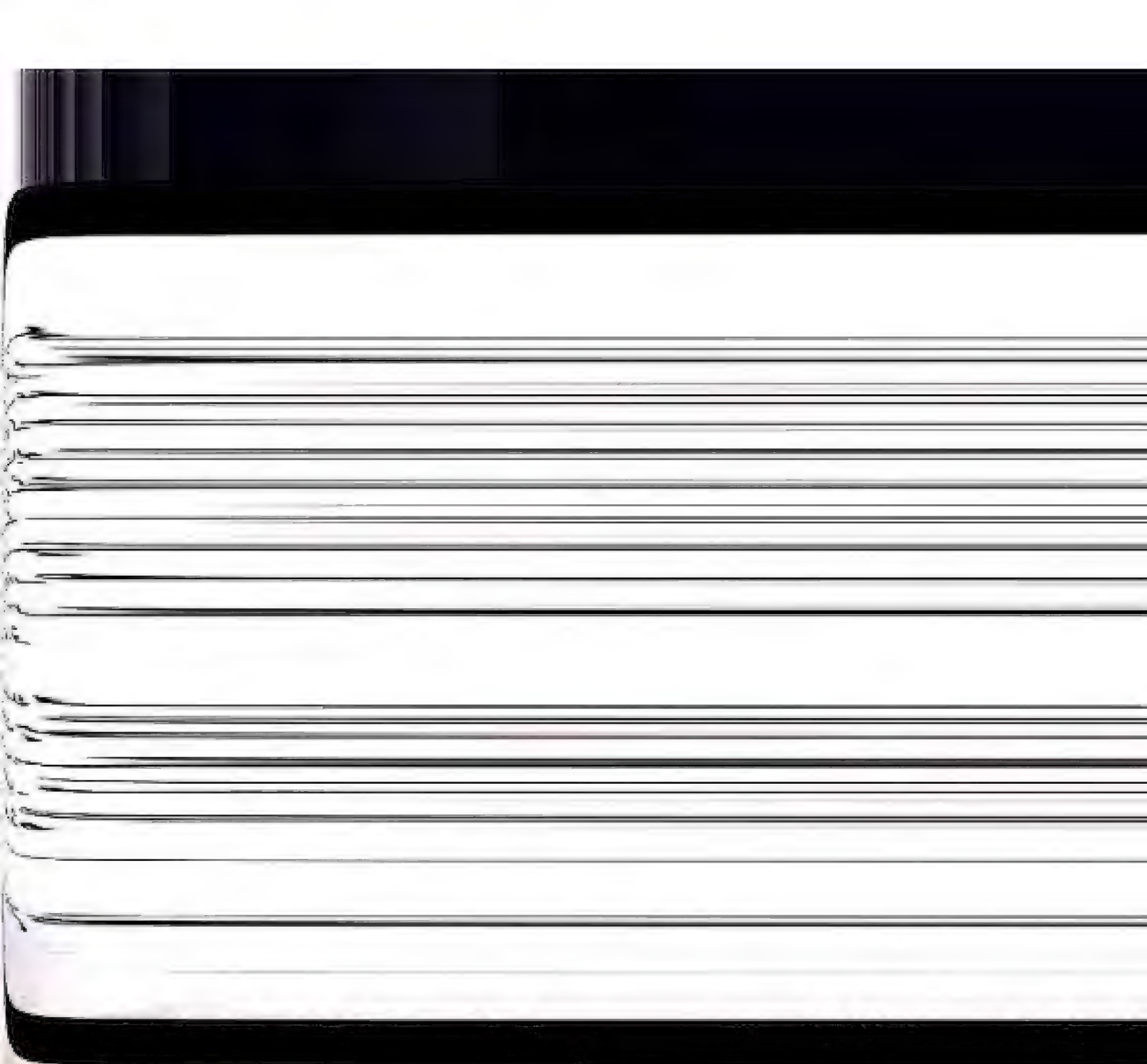
چند روز بعد قیصر پر حملہ کیا۔ اور اُسے سخت شکست دے کر دوبارہ باجگزار
پر مجبور کر دیا۔ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ مائیکل ہفتم (۱۰۶۷-۱۰۷۸ء) سلجوقی بادشاہوں
کو خراج دیتا تھا۔

الغرض دنیا کی قیادت و سیادت ہزار برس تک ہمارے پاس رہی۔
سیاہ و سفید کے مالک ہم تھے۔ خشک و تر پہ ہمارا سکہ چلتا تھا۔ کوئی گردن کش
ہم سے سر تابی کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ دنیا ہماری تہذیب۔ ہمارے تمدن
اور ہمارے علوم و فنون پہ جان دیتی تھی۔ ملک کے ملک ہمارا مذہب قبول کر

۱۔ تہذیب عرب ۲۷۵

۲۔ محرک مذہب و دانش ۱۲۷

۳۔ ایچ آف نیٹر ۲۷۵



ہو گیا۔ جب ارسلان کے سامنے پیش ہوا۔ تو اُس نے پوچھا "اگر میں گرفتار ہو کر تمہارے سامنے پیش ہوتا۔ تو تم مجھ سے کیا سلوک کرتے؟" کہا۔ میں کوڑوں سے تمہاری کھال کھینچ لیتا۔ فرمایا: "مسلم اور عیسائی میں یہی فرق ہے۔ اس کے بعد قیصر کی خدمت میں بیش بہا تحائف پیش کیے۔ اُسے اس کی سلطنت واپس دے دی۔ اور بڑے شان و احترام سے رخصت کیا۔

رچرڈ شیرڈل (۱۱۸۹-۱۱۹۹) فلسطین میں صلاح الدین ایوبی **بلند اخلاقی** (۱۱۶۹-۱۱۹۳) کے خلاف لڑ رہا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہو گیا۔ تو ایام علالت میں صلاح الدین اُسے کھانا۔ پھل اور مُغیرجات بھیجتا رہا۔ جرمنی کا شہنشاہ فریڈرک دوم (۱۲۱۲-۱۲۵۰) عربی کا عالم اور اسلامی تہذیب کا ازبس گرویدہ تھا۔ جب پوپ نے اسے صلیبی جنگوں میں شمولیت پر مجبور کیا۔ اور وہ فلسطین میں پہنچا۔ تو مصر و شام کے بادشاہ محمد الکامل (۱۱۹۹-۱۲۱۳) نے آگے بڑھ کر اُس کا استقبال کیا۔ اور بڑی خاطر و مدارات کی۔ عموماً یہ دونوں مسجدِ عمر میں بیٹھ کر علمی مسائل پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ انہی ملاقاتوں میں ایک بار فریڈرک نے کہا تھا:-

"سلطان کتنا خوش قسمت ہے۔ جس کا کوئی پوپ نہیں۔"

جب فریڈرک نے واپسی کی تیاری کی۔ تو سلطان نے اسے نہایت قیمتی تحائف دیئے۔ جن میں ایک کلاک بھی شامل تھا۔ یہ آسمان کی طرح گنبد نما تھا۔ اس میں ایک چاند اور ایک سورج بنا ہوا تھا۔ یہ آسمانی چاند سورج کی حرکت

کے عین مطابق گھومتے تھے۔ جب آسمان کا سورج ڈوبتا۔ تو کلاک کا آفتاب بھی چھپ جاتا تھا۔ اور صبح کے وقت سورج کے ساتھ نیکل آتا تھا۔ پُر لطف بات یہ کہ سرما ہو یا گرما۔ ان دونوں آفتابوں کی حرکت میں سرسٹو فرق نہیں آتا تھا۔

گورنڈرک نے سسلی سے تمام باقی ماندہ مسلمانوں کو نکال دیا تھا۔ لیکن جب اس کی وفات ہوئی۔ تو تمام دنیا نے اسلام نے اس کا ماتم کیا۔ موسیٰ لیسان لکھتے ہیں :

عربوں نے چند صدیوں میں اندلس کو مالی اور علمی لحاظ سے یورپ کا سرتاج بنا دیا۔ یہ انقلاب صرف علمی و اقتصادی نہ تھا۔ اخلاقی بھی تھا۔ انہوں نے نصارے کو انسانی خصائل سکھائے۔ ان کا سلوک یہود و نصارے کے ساتھ وہی تھا۔ جو مسلمانوں کے ساتھ۔ انہیں سلطنت کا ہر عہدہ مل سکتا تھا۔ مذہبی مجالس کی کھلی اجازت تھی ان کے زمانے میں لاتعداد گرجوں کی تعمیر اس امر کی مزید شہادت ہے جب ۱۱۹۳ء میں والی قرطبہ (ابو یوسف یعقوب بن المنصور) نے موحدین افریقہ (۱۱۸۴ - ۱۱۹۹ء) نے ظلیطلہ کا محاصرہ کیا۔ جو اس وقت ایک عیسائی شہزادی بیرن ڈیر کے قبضے میں تھا۔ تو شہزادی نے ابو یوسف کو پیغام بھیجا کہ عورتوں پر حملہ کرنا بہادروں کا شیوہ نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ شہزادی پر میرا سلام ہو۔ اور

مسلمانوں کو عیسائی اور یہودی لڑکیوں سے نکاح کرنے کی مذہباً اجازت ہے لیکن انہیں لڑکیاں دینے کی اجازت نہیں۔ اس ^{۱۱۰۹}مذہبی رکاوٹ کے باوجود اشبیلیہ کے بادشاہ ابوالقاسم محمد ثانی (۱۰۶۸ - ۱۰۹۱) نے اپنی بیٹی زابدہ بیویوں کے فرمانروا الفونسو ششم (۱۰۶۵ - ۱۱۰۹) کے نکاح میں دی اور الفونسو پنجم (۹۹۹ - ۱۰۲۸) نے اپنی بہن کی شادی طلیطلہ کے بادشاہ محمد سے کی۔ اسی طرح ایک عیسائی سرور برموڈ کی لڑکی ٹریشیہ نامی ستر قسطہ کے فرماں روا المنصور (۱۰۱۹ - ۱۰۲۳) کے نکاح میں تھی۔

تو یہ تھا وہ سلوک جس سے متاثر ہو کر صرف غرناطہ میں انیس لاکھ سے زیادہ عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہم نے اُس ملک پر نہایت عادلانہ و عاقلانہ حکومت کی، ملک کو آباد کیا۔ ہزاروں درسگاہیں قائم کیں۔

۱۴ تشکیل انجمنیت و ۲۴۲

PCP * / 2

۱۰۳۲ھ طلیطل کے بادشاہوں میں اس کا نام کا کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ غالباً اس سے مراد اشبیلیہ کا بادشاہ ابوالقاسم محمد اول ہے۔ جس نے ۱۰۳۳ھ سے ۱۰۵۲ھ تک حکومت کی۔

بہرین نکالیں، سینکڑوں کارخانے لگائے۔ اور ساری آبادی کو بہالی و آسودہ حال کر دیا۔ دل ڈیوران لکھتا ہے:-

”اندلس پر عربوں کی حکومت اس قدر عادلانہ، عاقلانہ اور مشفقانہ تھی کہ اُس کی مثال اس کی تاریخ میں موجود نہیں۔ اُن کا نظم و نسق اُس دور میں بے مثال تھا۔ اُن کے قوانین سے معقولیت انسانیت ٹپکتی تھی۔ اور ان کے حج نہایت قابل تھے۔ عیسائیوں کے معاملات ان کے اپنے ہم مذہب حکام کے سپرد تھے۔ جو عیسوی قانون کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ پولیس کا انتظام اعلیٰ تھا۔ بازار میں وزن اور ماپ کی کڑی نگرانی کی جاتی تھی۔ رومہ کے مقابلے میں ٹیکس کم تھا۔ کسانوں کے لیے عربوں کی حکومت ایک نعمت ثابت ہوئی۔ کہ انہوں نے بڑے بڑے زمینداروں کی زمینیں مزارعین میں تقسیم کر دی تھیں۔“

اسلامی اثرات یورپ میں

آدمی آدمی سے ملے تو کچھ سیکھتا اور کچھ سکھاتا ہے۔ ہم سپین میں آٹھ سو جنوبی فرانسیسیں دو سو سبیل میں دو سو ترسٹھ اور جنوبی اٹلی میں ڈیڑھ سو برس تک حاکم رہے۔

حکوم پر حاکم کا اثر اتنا شدید ہوتا ہے۔ کہ تہذیب و تمدن تو رہے ایک

طرف، بعض اوقات اس کا مذہب تک بدل جاتا ہے۔ ہندوستان پر انگریزوں نے صرف ڈیڑھ سو برس حکومت کی۔ اور پچاس کروڑ انسانوں کا تمدن، لباس، طرز حیات اور نقطہ نگاہ تک بدل گئے۔ اس معاملے میں مسلمانوں کا جواب نہیں۔ یہ مشرقی و وسطی افریقہ، بحر الکاہلی جزائر، ملایا اور چین میں تجارت کی غرض سے گئے تھے اور وہاں کا نقشہ بول آئے۔ یہاں تک کہ چین کے مشہور ہیئت دان کو شوچنگ نے ۱۲۸ء میں علی ابن یونس مصری (۹۰۰ء) کی کتاب الہیئت کو چینی زبان میں منتقل کیا۔

(تمدن عرب ص ۵۱۲)

یہ انڈونیشیا کے ساڑھے سات کروڑ ملایا کے نوے لاکھ چین کے پانچ کروڑ اور مشرقی وسطی افریقہ کے آٹھ کروڑ مسلمان ان تاجروں کی یاد دلاتے ہیں۔ سچے آج سے تیرہ سو سال پہلے ان علاقوں میں بغرض تجارت گئے تھے۔ کتب، ہی ایسی سڈیاں ہیں۔ جہاں عیسائی اور مسلمان صدیوں ملتے رہے۔ مثلاً مصر۔ تونس۔ کریش قبرص۔ جزائر یونان و اندلس۔ شام۔ انطاکیہ۔ آرمینیا۔ عراق وغیرہ۔ موسیو لیبیاں لکھتے ہیں کہ عرب تاجر دریائے والگا کے راستے فن لینڈ تک جلتے تھے۔ نیز بحیرہ بالٹک کے جزائر مثلاً گارٹ لینڈ (Gotland) بارن ہوم (Bornholm) اور آلفینڈ (Aland) سے ہو کر سویڈن، ڈنمارک اور پرشیا کو نکل جاتے تھے۔ اراکز اس سے کئی سو عرب سکتے تھے۔ اور یہ اس امر کی واضح شہادت ہے کہ عرب وہاں تجارت کرے گئے تھے۔ یہ سکتے پولینڈ میں بھی دستیاب ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر ڈیر سپر لکھتا ہے :-
 ”بارسلونا کی بندرگاہ خلفائے اندلس کی بحری تجارت کا مرکز تھی
 یہاں سے سینکڑوں جہاز مال تجارت سے لدے ہوئے اکتافِ عالم
 میں جاتے تھے۔ مسلمانوں نے یہودی تاجروں کی مدد سے تجارت
 کے بہت سے اصول اختراع کیے۔ جو رفتہ رفتہ یورپ کی تاجر
 جماعتوں تک پہنچے۔ حساب میں ڈبل انٹری سسٹم مسلمانوں کی
 ایجاد ہے۔“

رابرٹ بریفائلٹ لکھتا ہے :-
 ”عربوں کے سپن اور سبیل کی تجارتی و صنعتی سرگرمیوں نے
 یورپ کی تجارت و صنعت کو جنم دیا۔“
 ایک اور مقام پر لکھتا ہے :-

”یورپ کے افلاس کی یہ حالت تھی۔ کہ اٹلی کے تاجروں کے پاس
 عربوں کا مال خریدنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ عموماً
 ارد گرد کے دیہات سے بچے چرا لاتے۔ انہیں غلام بنا کر بیچتے
 اور اس طرح رقم ادا کرتے تھے۔ عربوں نے ہند،
 چین، ملاکا اور بمبکنو تک خشکی کے راستے کھول دیئے۔ اور
 سوڈان و سقوطرہ سے کڈفائنگز تک تجارتی منڈیوں کا ایک سلسلہ

۱۰ معرکہ مذہب و سائنس ص ۲۲۴

۱۱ تشکیل انسانیت ص ۲۶۵

۱۲ ” ” ” ” ص ۲۶۶

کے شعرا نے بھی رجز خوانی شروع کر دی۔ اور نطفہ یہ کہ سحر، روایت و قافیہ کے علاوہ تیشات و استعارات تک عربوں سے لے لیے۔ وہی اونسٹ، آہو ریت اور خار مغیلاں کا تذکرہ وصل و فراق کے قصے اور حسب و نسب پر ناز۔ عربی ساز مثلاً بنسی، عود، رباب، طنبورہ اور گیار بھی یورپ میں جا پہنچے۔ یوں عربوں کی شائستگی کا نور آہستہ آہستہ یورپ میں پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ جاہل اور وحشی لوگ ذہنی مشاغل میں حصہ لینے لگے۔ ان کے لباس چمک اٹھے، اور وہ دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم بن گئے۔

مسلمانوں کا شوقِ علم

یوں تو آغاز اسلام میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا شاعرِ رسالت حضرت حسان بن ثابت اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کے دیوان حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر، حضرت کعب بن زہیر کا قصیدہ (بائت شعاد) حضرت علیؑ کے خطبات و خطوط کا مجموعہ (نسخ البلاغۃ) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مجموعہ احادیث، ابن العرام کا جغرافیہ عرب (اس کی ایک نقل پروفیسر عبدالعزیز میمن، علی گڑھ یونیورسٹی، کراچی کے پاس موجود ہے) درقہ بن نوفل کا ترجمہ تورات و انجیل اور درجنوں شعرا کا کلام اس پر شاہد ہیں لیکن جب ہمارے سلاطین و خلفا جہاں گیری سے فارغ ہوئے۔ تو انہوں نے علوم و فنون کی طرف خاص توجہ دی۔ دارالکتب قائم ہوئے۔ تصنیف و ترجمہ

کے ادارے بنے۔ اور دنیا بھر سے علما اور کتابیں پائے تخت میں آنے لگیں۔ یہ کام دور اٹمیہ میں شروع ہوا تھا۔

یزید اول (۶۸۰ء) کے بیٹے خالد نے ایک دار الترجمہ قائم کیا تھا۔ جس میں ایک پادری آہرن نامی نگرانی پر مامور تھا۔ خود خالد بھی مصنف تھا۔ ابن الندیم نے الفہرست (ص ۴۹) میں اس کی چار کتابوں کے نام دیئے ہیں۔

۱۔ کتاب الحرات

۲۔ کتاب الصحیفۃ الکبیر

۳۔ کتاب الصحیفۃ الصغیر

۴۔ وصیتہ الی ابنہ فی الصنۃ

امیر معاویہ (۶۶۱ - ۶۸۰ء) کی خواہش پر ایک عیسائی عالم ابن آثال نے طب کی کچھ کتابیں عربی میں ترجمہ کیں۔ مرزان بن حکم (۶۸۲ - ۶۸۵ء) کے حکم سے ماسرجیس یہودی نے آہرن کی قرابادین کو عربی میں منتقل کیا۔ ہشام بن عبد اللک (۶۲۳ - ۶۲۴ء) کے میرمنشی سالم نے ارسطو کے بعض رسائل کا ترجمہ کیا۔ اسی خلیفہ نے فارسی کا ایک شاہ نامہ بھی عربی میں منتقل کرایا تھا۔ عباسی خلفائے دنیا کے ہر حصے میں اپنے آدمی بھیجے جو کتابوں کے انبار

لے کر واپس آتے۔ جہاں بھر کے حکماء و علماء دربار خلافت میں طلب ہوئے۔ اور تصنیف و ترجمہ پر مامور ہوئے۔ ان لوگوں نے تھیلز (پ ۶۴۰ ق م) سے لے کر بطلیموس (۱۵۰ء ق م) تک کی تصانیف عربی میں منتقل کر ڈالیں، جالینوس و ارسطو کی شرحیں لکھیں۔ یونانیوں کی غلطیاں نکالیں، بطلیموس کے بعض مشاہدات پر تنقید کی۔ اور نہایت محنت سے ستاروں کے مقام و حرکت کی فہرستیں بنائیں۔ خسوف و کسوف کے اسباب بتائے۔ زمین کی جسامت معلوم

کی کئی قسم کے اصطلاح بنائے۔ علماء کے ساتھ بعض وزرا، امرا اور سلاطین
 بھی کتب خانوں اور رصد گاہوں میں جا بیٹھے۔ حکمت یونان کو جسے دنیا بھول چکا
 تھی، پھر زندہ کیا۔ قریب سے سمرقند تک ہزاروں درس گاہیں قائم کیں۔
 طلبہ کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ بقول سول ڈیور ان "جغرافیہ دانوں، مورخین،
 منجموں، فقیہوں، محدثوں، طبیبوں اور حکیموں کے ہجوم سے سڑکوں پر چلیا
 شکل تھا۔"

سلاطین کی علم فوازی | علم و ادب کی تخلیق کوئی آسان کام نہیں۔ اس
 کے لیے برسوں کا مطالعہ، دیدہ ریزی، ایثار
 اور کسوٹی چاہیے۔ جب تک ادیب فکر معاش سے آزاد نہ ہو۔ وہ لکھ نہیں
 سکتا۔ تخلیق ادب کے لیے یا تو حکومت کی سرپرستی چاہیے۔ اور یا امرا و طا
 کی طرف سے حوصلہ افزائی۔ یورپ میں ایک آدمی صرف ایک کتاب لکھ کر فکر نہیں
 سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ انگلستان کی مشہور شخصیت
 سٹروچیل (۱۹۶۲ء) میں زندہ۔ عمر ۸۶ برس) کی کتاب "دوسری جنگ عالمگیر
 کی تاریخ" کو ایک پبلشر نے ایک پونڈ فی لفظ کے حساب سے خریدا تھا۔ لیکن
 ایشیا میں یہ صورت نہیں۔ یہاں ادیب کو روزی کا بھی دھندنا کرنا پڑتا ہے۔ جس
 کا نتیجہ یہ کہ احمد شاہ بخاری (۱۹۵۸ء) جیسا فاضل اجل صرف ایک مجموعہ زمین
 (مناہین پطرس) لکھ سکا۔ منا ہے کہ ایک یا دو انگریزی کتابوں کا بھی ترجمہ کیا
 تھا۔ لیکن کہیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور ڈاکٹر محمد دین تاثیر (۱۹۵۱-۱۹۰۲ء)
 کو کش روزگار نے لکھنے کی فرصت ہی نہ دی۔ اُن کی صرف چند نظمیں کتابی
 صورت میں نکلیں۔ اور وہ بھی بعد از مرگ۔ اس وقت پاکستان میں لاتعداد
 اہل قلم موجود ہیں۔ لیکن حکومت کی سرپرستی سے محروم۔ نتیجہ یہ کہ اُن میں

سے کوئی فلمی گیت لکھ رہا ہے۔ کوئی کلر کی کر رہا ہے۔ اور کوئی ادارہ گردی۔
 آج سے ہزار سال پہلے صورتِ حالات مختلف تھی۔ اس دور کے سلاطین اہل علم
 کا شکار کھیلتے تھے اور جس طرح بھی بن پڑتا، انہیں اپنے ہاں بلا لیتے تھے۔
 جب سلطان محمود غزنوی کو معلوم ہوا کہ خوارزم شاہی دربار میں ابیرونی
 اور ابن سینا (۱۰۳۷ء) جیسے فضلا موجود ہیں۔ تو اس نے خاص مقاصد بھیج کر انہیں
 طلب کیا۔ اور ساتھ ہی شاہ خوارزم کو دھکی دی کہ اگر انہیں نہ بھیجا تو سلطنت
 کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ محمود غزنوی کے دربار میں چار سو
 علما و شعرا تھے۔ یہی حال سلجوقیوں، عباسیوں، سامانیوں، خوارزمیوں اور
 دلیویوں کا تھا۔ پروفیسر براؤن (تاریخ ادب فارسی کا مصنف) محمود کے متعلق
 لکھتا ہے۔ کہ وہ اہل علم کو اغوا کیا کرتا تھا۔ ہمارے تذکرے ایسے علماء کے
 ذکر سے لبریز ہیں جو سلاطین و امرا سے قصائد و تصانیف پر بے اندازہ انعام
 پاتے تھے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں :-

۱۔ جبرئیل بن نجف یثروع۔ ہارون الرشید کا بطیب خاص اور چند کتابوں
 کا مصنف تھا۔ اس کی سالانہ آمدنی یہ تھی۔

- | | |
|--|-------------------------------|
| ۱۔ سرکاری مشاہرہ | ایک لاکھ بیس ہزار درہم سالانہ |
| ۲۔ یحییٰ بن خالد (۸۰۵ء) وزیر ہارون سے۔ | چھ لاکھ |
| ۳۔ جائداد سے آمدنی | پندرہ لاکھ |
| ۴۔ عطیات | ایک لاکھ |
| ۵۔ جعفر بن یحییٰ (۸۰۳ء) سے | بارہ لاکھ |

۱۔ تاریخ الحکما۔ القفطی۔ باب الحیم

۶۔ فضل بن یحییٰ (۸۰۸ء) سے
 ۷۔ دیگر امرا سے
 چھ لاکھ
 دو لاکھ

میزان : تینتالیس لاکھ بیس ہزار

- ۲۔ ہارون نے ایک شاعر مروان بن ابی حفصہ کو صرف ایک نظم سن کر پانچ ہزار دینار دے کر پچیس ہزار ڈالر عطا کیے تھے۔
- ۳۔ ایک روز نصر بن شیبہ (۸۱۹ء) جو مشہور موجد و عرصہ خلیل بصری کا شاگرد تھا، مامون کو سلام کرنے آیا۔ اور دوران گفتگو میں ایک ایسا ادبی چٹکڑ پیش کیا۔ کہ مامون پھر ک اٹھا اور اُسے پچاس ہزار درم بطور انعام دیئے۔
- ۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ مامون ایک ادیب، کلثوم عتابی کے چند جملوں سے اس قدر محظوظ ہوا۔ کہ اُسے ایک ہزار دینار عنایت کیے۔
- ۵۔ ایک مرتبہ مامون نے قیصر روم کو لکھا۔ کہ وہاں کے ایک حکیم یونانی کو دربار خلافت میں بھیج دیجئے۔ اس کے عوض پچالیس من سونا دیا۔ نیز دائمی صلح کا وعدہ کیا۔
- ۶۔ مامون علمائے دارالحکومت کی تصانیف کو سونے میں تولتا۔ اور یہ سونا مصنف کو دے دیتا تھا۔

۱۔ الامون۔ شہل ص ۱۶۳

۲۔ ص ۱۶۸

۳۔ ص ۱۱۸

۴۔ ص ۱۱۵

- ۷۔ ماموں کے سامنے ایک شاعر محمد بن دُہیب نے ایک قصیدہ پڑھا اور ہر شعر پر ایک ہزار دینار انعام پایا۔
- ۸۔ جب ماموں نے اپنے والد باریک سے محل کی ایک خاص کنیز طلبہ کی۔ تو باریک نے کہا کہ قیمت ادا کرو۔ پوچھا کتنی؟ فرمایا کہ ایک نظم لکھ کے لاؤ۔
- ۹۔ ایک دفعہ خلیفہ ہشام (۷۴۳-۷۴۴ء) کو ایک قصیدہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بڑی تلاش کی۔ لیکن نہ ملا۔ آخر حماد الراوی نے اسے سنایا۔ جس پر ہشام نے اُسے دو کنیزیں اور پچاس ہزار دینار صلہ دیا۔
- خلفاء ملوک کی بھی وہ قدر افزائی تھی کہ اُس دور کے ایک ایک عالم نے کئی کئی سوکتا ہیں لکھیں۔ ان علماء کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ حنین بن اسحاق (۸۷۷ء) نے جالینوس (۲۰۰ء) کی ایک کتاب تلاش کرنے کے لیے بغداد سے شام۔ فلسطین اور اسکندریہ تک پیدل سفر کیا۔ اور واپسی پر اُسے دمشق میں اس کتاب کا صرف ایک مقالہ ملا۔
- ہمارے اسلاف کی بھی وہ محنت، تلاش اور محنت تھی جس نے ایشیا و یورپ ہر دو کو علوم و فنون سے بھر دیا۔ اور کائنات ارضی کے در و دیوار نورِ علم سے چمک اٹھے۔

۱۔ الامون ص ۱۳۷

۲۔ ایچ آف فیث ص ۱۹۸

۳۔ الامون ص ۱۱۵

عربوں کی درس گاہیں

دنیا نے اسلام میں ہزار ہا مساجد تھیں اور ہر مسجد سے درس گاہ کا کام لیا جاتا تھا۔ ان مساجد کے علاوہ ہر بڑے شہر میں بڑے بڑے دارالعلوم موجود تھے۔ مثلاً بغداد میں نظامیہ اور قیس دیگر کالج شیراز میں عسکریہ وغیرہ۔ جن میں ہزار ہا طلبہ بیک وقت تعلیم پاتے تھے۔ جب سعدی (۱۲۹۱ء) نظامیہ میں داخل ہوئے۔ تو اس وقت وہاں سات ہزار طلبہ زیر تعلیم تھے۔ اور مزید تین ہزار کی ابھی گنجائش تھی۔ مرزا حیرت دہلوی اپنی کتاب (حالات سعدی ص ۶) میں لکھتے ہیں۔ کہ دارالعلوم نظامیہ پورا ایک شہر تھا۔ لا تعداد کمرے اور ایک وسیع ہال جس میں دس ہزار انسان سما سکتے تھے۔ کالج میں قرآن، حدیث، فقہ، فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دیگر علوم کی تدریس کا پورا انتظام تھا۔ ایک شعبہ اجنبی زبانوں کا تھا۔ جہاں یونانی، عبرانی، لاطینی، سنسکرت اور فارسی پڑھائی جاتی تھی۔ تیراندازی، تیغ بازی اور گھڑ سواری کی بھی مشق کرائی جاتی تھی۔ جب گیارہویں صدی میں ملکی کا ایک پادری پیٹر نامی حصول علم کے لیے سپین گیا۔ تو اس نے قرطبہ و غرناطہ میں ہر خطے کے طلبہ دیکھے۔ جن میں چند ایک انگریز بھی تھے۔ اساتذہ کا سلوک بیرونی ممالک کے طلبہ سے بڑا ہی فیاضانہ اور مشفقانہ تھا۔ خلیفہ کے محل میں ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ جس میں کتب کی تعداد چار لاکھ تھی۔ وہاں کتابوں، جلد سازوں اور نقاشوں کا بھی ایک بہت

بڑا گروہ تھا۔ جن کا نام کتابوں کو نقل کرنا اور جلد باندھنا تھا۔ خلیفہ کے درجنوں قاصد دنیا بھر سے کتابیں جمع کرنے پہ مامور تھے۔

قرطبہ کا ایک پادری الوارو لکھتا ہے کہ تمام تعلیم یافتہ عیسائی نوجوان عربی مدارس کے تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ عربی زبان و ادب سے آشنا ہیں۔ عربوں کی کتابیں ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں۔ مطالعہ کے لیے عربوں کے کتب خانوں میں جاتے ہیں۔ اور شب و روز عربی ادب کے گن گاتے رہتے ہیں۔ جب آری نکت (فرانس) کا ایک معلم جینیئرٹ نامی (۱۰۱۰) سپین سے ریاضی و ہیت سیکھ کر واپس گیا۔ تو اس کے رفقا و طلبا اس کی معلومات سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔

جامعہ قرطبہ عربوں کی قدیم ترین یونیورسٹی تھی۔ جس کی بنیاد عبدالرحمان سوم (۹۱۲ - ۹۶۱) نے ڈالی تھی۔ اس میں یورپ، افریقہ اور ایشیا تک سے طلبہ آتے تھے۔ اس کی لائبریری میں چھ لاکھ کتابیں تھیں۔ اس کی فہرست چوالیس جلدوں میں تیار ہوئی تھی۔ جب مسلمانوں کو سپین سے نکال دیا گیا اور ان کی کتابیں جلادی گئیں تو سپین کے بادشاہ فلپ دوم (۱۵۵۶ - ۱۵۹۸) کو لائبریری بنانے کا خیال آیا۔ پوری تلاش کے بعد اسے صرف اٹھارہ سو کتابیں ملیں۔ جن میں اسلامی کتب صرف نو سو تھیں۔ اسی لائبریری کا نام اسکوریل لائبریری ہے۔ جو میڈرڈ میں قائم ہوئی تھی۔

۱۰۔ تشکیل انسانیت ۲۵۴

۱۱۔ ولادت ۹۳۰ء۔ پہلے اٹلی اور پھر فرانس میں معلم رہا۔ ۹۹۱ء میں بشپ اور ۹۹۹ء میں

بلو سٹر دوم کے لقب سے پوپ بنا۔

۱۲۔ یہ تعداد صحیح ہے۔ کیونکہ اس کتب خانے کی فہرست اسکوریل لائبریری میں موجود ہے۔

کلونی (فرانس) کا پسٹرائٹ (۱۲۸۰) لکھتا ہے۔
 "میں نے قیام ہسپانیہ کے دوران میں دیکھا کہ فرانس جرمن
 اور برطانیہ کے طلبہ جوق در جوق عربوں کے علمی مراکز میں
 جمع ہو رہے ہیں۔"

عربوں نے ایک درس گاہ طلبہ میں بھی قائم کی تھی۔ جہاں یورپ کے
 ہر حصے سے طلبہ آتے تھے۔ اس کالج سے بڑے بڑے اہل قلم نکلے۔ مثلاً
 رابرٹ (۱۱۴۰) جس نے قرآن اور خوارزمی (۸۴۴) کے الجبرا کو لاطینی میں
 منتقل کیا۔ مائیکل سکاٹ، فریڈرک ثانی کا درباری، ڈینیئل مارے، مائیکل
 سکاٹ کا دوست اور ایڈل ہارڈ۔ یہ تینوں انگلستان کے رہنے والے ہیں۔
 سپین کے علاوہ عربوں نے ماؤنٹ پلیٹر (فرانس) پڈوآ اور پیا۔
 اودن اٹلی کے شہر) میں بھی درس گاہیں قائم کی تھیں۔ جہاں ابو علی سینا (۱۰۳۷)
 ابراہیم القاسم بن عباس اندلسی (۱۱۰۷) کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں، ان
 ہی مدارس سے اٹلی کے دو مشہور سرجن فیلو پیٹن (۱۵۶۲) اور ویسالیوس
 ایک طبیب کارڈن نامی (۱۵۷۶ - اٹلی) اور شہرہ آفاق منجم گلیلیو (۱۶۴۲)

۱۔ تشکیل انسانیت ص ۲۵۵

۲۔ میراث اسلام۔ آرنلڈ ص ۲۵

۳۔ سکاٹ لینڈ کا رہنے والا ہے۔ پیدائش سن ۱۲۸۰ء میں طلبہ کے دارالعلوم میں داخل
 ہوا۔ سات برس بعد روم میں پہنچا۔ ۱۳۳۶ء تک سسلی میں رہا۔ اور ارسطو، ابن رشد
 نیز ریٹ اور اخلاق کی بعض عربی کتابیں لاطینی میں منتقل کیں۔

۴۔ بارہویں صدی کا برطانوی عالم۔ جس نے عربی میں کمال حاصل کرنے کیلئے شام کا سفر کیا تھا
 ۵۔ تشکیل انسانیت ص ۲۶۲

عربوں کے کتب خانے

صفحات گزشتہ میں نمائندہ بات آچکی ہے۔ کہ قرطبہ میں خلفائے اموی نے ستر ہزار المکتب قائم کئے تھے۔ ان میں سے ایک اتنا بڑا تھا۔ کہ اس کی فہرست چوالیس جلدوں میں تیار ہوتی تھی۔ اور اس میں چھ لاکھ کتابیں تھیں۔ طرابلس کی لائبریری کا بھی ذکر آچکا ہے۔ جس میں تیس لاکھ کتابیں تھیں۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ کتابوں کا شوق حد جنوں تک پہنچا ہوا تھا۔ اور ہر لکھا پڑھا آدمی کتابوں کو نشان تہذیب سمجھ کر جمع کیا کرتا تھا۔ ہر مکتب و مسجد کے ساتھ لائبریری ہوتی تھی۔ علماء و وزراء، امرا اور سلاطین کے ذاتی و سرکاری کتب خانے ان کے علاوہ تھے۔ مورخ کا علم و مشاہدہ محدود ہوتا ہے۔ لاہور کے مورخ کو کیا خبر کہ لاہور میں کس کے پاس کتنی کتابیں ہیں، ہمارے مورخین نے بعض کتب خانوں کا حال لکھا ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ فہرست مکمل نہیں ہو سکتی۔ بہر حال جو حالات ہم تک پہنچے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ابن ندیم (۹۸۸ء میں زندہ) لکھتا ہے۔ کہ میں نے بغداد میں محمد بن حسین المعروف بابن ابی بعرہ کا کتب خانہ دیکھا۔ اس میں شعرائے عرب کے قصائد، کتب حکایات، امام حسن و حسین اور امیر المومنین حضرت علیؑ کی تحریرات و دستاویزات و معابدات نیز ابو عمرو و الشیبانی اور ابو عمرو بن العلاء (۲۰۳ء) کی تصانیف تھیں۔ ابن خلیکانؒ کی روایت ہے۔ کہ ابن العلاء نے عربی اشعار

اور خطبات کے اس قدر مجموعے جمع کیے تھے۔ کہ اُن کا مکان چھت تک بھر گیا تھا۔

۲۔ مشہور محدث ابن شہاب الزہری (۲۴۲ھ) کی کتابیں اس قدر تھیں کہ جب وہ ایک کتب خانے میں منتقل کی گئیں تو کئی خرا اور نچر استعمال ہوئے۔
۳۔ سلطان بہار الدولہ دہلی (۹۸۹ - ۱۰۱۲ھ) کے وزیر ابوالنضر سالور بن اردبشیر نے بغداد کے ایک محلے کُرخ میں ایک کتب خانہ قائم کیا تھا۔ جس کے متعلق یاقوت حموی (۱۱۴۹ - ۱۲۲۹ھ) کا بیان ہے:

لَحْدٌ يَكُونُ فِي الدُّنْيَا أَحْسَنَ مِثْلًا

(کہ اس سے بہتر دنیا بھر میں کوئی کتب خانہ نہیں تھا)

۴۔ حمادہ (شام) کے والی ابوالفدا (۱۲۲۱ھ) جو بحیثیت مؤرخ بہت مشہور ہے۔ کے پاس بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ جس میں دو سو علما و کاتبین کتابیں لکھنے اور نقل کرنے پر مقرر تھے۔

۵۔ ۱۲۱۶ھ میں یاقوت (۱۲۲۹ھ) شام کے ایک امیر ابوالفوارس عضد الدین کے ہاں گیا۔ اور اُس کے پاس ایک ایسا کتب خانہ دیکھا۔ جس کی کتابوں کی تعداد خود امیر کو بھی معلوم نہ تھی۔ ایک مرتبہ اُس نے چار ہزار کتابیں بیچ ڈالیں۔ باایں ہمہ کتب خانہ ویسے کا ویسا نظر آتا تھا۔

۶۔ آخری عباسی خلیفہ مستعصم (۱۲۴۲ - ۱۲۵۸ھ) کے وزیر مؤید الدین

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۳۶۔

۲۔ مجمع البدان ج ۲ ص ۲۴۳

۳۔ مجمع الادبا ج ۲ ص ۱۹۶

۴۔ المعجم ج ۲ ص ۲۴۳

ابوطالب محمد بن احمد المعروف بہ ابن العلقمی کی ذاتی لائبریری میں دس ہزار کتب تھیں۔ اسی وزیر کی فرمائش پر علامہ صفائی نے العیاب (لغت) اور عبد الحمید ابن الحمید نے بیس جلدوں میں نہج البلاغۃ کی شرح لکھی تھی۔

۷۔ ابو کثیر افراتیم بن الزقان، ابو بنی سلطان نور الدین علی افضل (۱۱۸۶ء - ۱۱۹۶ء) کا طبیب تھا۔ اس کے پاس ایک عظیم و ناماب کتب خانہ تھا۔

۸۔ بہرام شاہ بن عز الدین سلجوقی (۱۱۶۷ء - ۱۱۸۷ء) کے وزیر امین الدولہ ابو الحسن بن الغزال نے کتابیں نقل کرنے کے لیے کئی کاتب اپنے کتب خانے میں رکھے ہوئے تھے۔

۹۔ اندلس کے ایک وزیر ابو جعفر احمد بن عباس نے کئی لاکھ کتابیں جمع کی تھیں۔ (السُّلُوک - المِیْقَرِی ج ۲ - ص ۳۰۸)

۱۰۔ کوفہ کے مشہور امام اللغز احمد بن یحییٰ ثعلب (۴۳۰ھ - ۴۴۹ھ) کے پاس بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ (معجم الادباء، ج ۲، ص ۱۹۶)

۱۱۔ احمد بن محمد ابو بکر بن الجراح (۶۹۱ھ) کی ذاتی کتابوں کی قیمت دس ہزار درہم تھی۔ (معجم الادباء، ج ۲، ص ۷۵)

۱۲۔ یحییٰ بن معین (۲۸۴ھ) کی وفات پر اس کے گھر سے ایک سو صندوق اور چار ہتھکے کتابوں سے بھرے ہوئے نکلے۔

طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۵۵

۲۳۶

یہاں ابن سعد سے لغزش ہوئی ہے۔ بہرام شاہ
نور شاہ (والی کرمان) کا بیٹا تھا۔ دیکھیے سلسلہ سلاطین اسلام ترجمہ عباس اقبال ص ۳۱۳ پر شجرہ سلا
و قیامت الایمان ج ۲ ص ۲۱۳

۱۳۔ جب نصیر الدین طوسی (ہلاکو خان کا وزیر، وفات ۱۲۶۲ء) نے ایران کے ایک شہر مراغہ میں رصد گاہ قائم کی۔ تو ساتھ ہی ایک لائبریری بھی بنائی جس میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔

۱۴۔ یاقوت حموی (۱۲۲۹ء) نے مرقہ میں بارہ لائبریریاں دیکھیں۔ ایک میں بارہ ہزار کتب تھیں۔

۱۵۔ خلفائے فاطمی کے دارالکتب میں تقریباً چھ لاکھ کتابیں تھیں۔

۱۶۔ جب نوح بن منصور سامانی (۹۶۶-۹۹۷ء) نے صاحب بن عباد (۹۹۶ء) کو وزارت کی دعوت دی۔ تو اس نے چار سو ادنیٰ اپنی کتابیں اٹھانے کے لیے طلب کیے۔

۱۷۔ المقرئ کا بیان ہے۔ کہ ابو جعفر احمد بن عباس کے پاس چار لاکھ کتابیں

تھیں۔

۱۸۔ قطب الدین عبد الکریم بن عبد اللہ النورانی (۱۲۳۵ء) مصنف "قطب الدین" (تاریخی کتاب) لکھتا ہے۔ کہ اہل بغداد نے اس قدر کتابیں جمع کی تھیں۔ کہ جب مغلوں نے ان کتابوں کو دہلی میں پھینکا تو ایک پستہ سا بن گیا۔ جس پر لوگ پیدل چل سکتے تھے اور دریا کا پانی روشنائی گھٹنے سے کالا ہو گیا تھا۔

۱۔ وئیات الامین ۲ ص ۱۴۹

۲۔ ایچ آف نیچے ص ۲۲۹

۳۔ کتاب المخطوطات الآثار - از مقرئ

۴۔ معرکہ مذہب و سائنس ص ۱۶۵

۵۔ نغمۃ البیہ ص ۲ ص ۲۳۵

۶۔ تمدن عرب ص ۱۴۵

- ۱۹۔ ایک مرتبہ مامون (۸۱۳ - ۸۳۳) نے قیصر مائیکل دوم (۸۲۰ - ۸۲۹) سے ایک معاہدہ کیا۔ جس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ قسطنطنیہ کا فلاں کتب خانہ بطیموس (۱۵۱۰ء میں زندہ) کی کتاب اہل سلی سمیت بغداد بھیجا جائے۔
- ۲۰۔ حملہ تاتار کے وقت (۱۲۵۸ء) بغداد میں چھتیس سرکاری لائبریریاں تھیں۔ اور ہر تعلیم یافتہ کے پاس بھی کتب کا خاصہ ذخیرہ تھا۔
- ۲۱۔ اسلام کے مشہور مؤرخ آواقدی (۸۲۲ء) کے گھر سے اس کی وفات پر کتابوں کے چھ سو صندوق نکلے تھے۔

یہ تو تھی مسلمانوں کی حالت۔ رہے عیسائی

عیسائیوں کے کتب خانے | تو ۱۲۰۰ء میں ان کی سب سے بڑی لائبریری کینٹربری میں تھی۔ جس میں صرف پانچ ہزار کتابیں تھیں۔ دوسری گلونی (فرانس) میں جہاں پانچ سو ستر کتابیں تھیں۔ یورپ کی کسی اور لائبریری میں سو سے زیادہ کتابیں نہیں تھیں۔ بارہویں صدی کے ایک پادری عالم برنارڈ (۱۱۵۳ء) کی وفات پر اس کی لائبریری کو کھولا گیا۔ تو اس میں سے صرف چوبیس کتابیں نکلیں۔ کتابوں کی کمیابی کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ عیسائیوں میں لکھنے والے بہت کم تھے۔ اور دوسری یہ کہ ان کے ہاں کاغذ نہیں تھا۔ وہ چمڑے کی چھٹی پہ لکھتے

۱	معركة ذهاب و سائنس	۱۲۲
۲	ایک آف فیتھ	۲۲۴
۳	" " "	"
۴	" " "	۹۰۹
۵	" " "	۹۰۹

تھے جو اس مذہب منگی تھی۔ کہ ایک معمولی کتاب دو سو ڈالر (ہزار روپیہ) میں آتی تھی۔ اسی دور کا واقعہ ہے کہ یورپ کی ایک امیر خاتون کو چند نسخے کی ایک کتاب دو سو بیسٹریں اور پانچ من غلہ دے کر خریدنا پڑی۔ ان تفصیل کا ماحصل یہ کہ عیسائی یورپ نے بارہ سو برس میں اندازاً دو سو کتابیں لکھیں اور ساٹھ لاکھ سے زیادہ جلدیں۔

اسلامی تہذیب کا اثر یورپ پر

اسلامی تہذیب نے حیات مغرب کے ہر پہلو پر اثر ڈالا۔ ان لوگوں کے لباس بدل گئے۔ طور طریقے تبدیل ہو گئے۔ تعمیرات میں مشرقیت آگئی۔ عورتوں کا احترام بڑھ گیا۔ اور انہوں نے سرلیں نگاہوں سے بچنے کے لیے نقاب اوڑھ لیے۔ باقی کیا کچھ ہوا؟ تفصیل ذیل ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ گوسٹیشلی کا پہلا نارمن بادشاہ راجراؤل (۱۰۹۱ - ۱۱۰۱) مسلمانوں کا شدید دشمن تھا۔ لیکن اُس کا لباس اسلامی تھا۔ اس کے دربار میں مسلم علماء حکما بھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے احکام عربی، یونانی اور لاطینی میں نکلتے تھے۔

یورپ میں کاغذ پہلی تحریر راجراؤل کی بیوی کا ایک حکم تھا جو ۱۰۹۰ء

۱۔ ایک آن قیتہ ۹۰۰

۲۔ رخلۃ ابن مجیر ۲۲۲

۳۔ تمدن عرب ۲۸۰

میں عربی اور یونانی میں جاری ہوا تھا۔

۲۔ راجر دوم (۱۱۰۵ - ۱۱۵۴) کے اسلامی لباس پر عربی آیات و امثال لکھی ہوئی تھیں۔ مشہور جغرافیہ دان الإدیریسی (۱۱۶۶) اسی کے دربار میں رہتا تھا۔ مسلم سلاطین کی طرح اس کے ہاں بھی ایک حرم تھا۔ جس میں متعدد بیویاں اور کینز تھیں۔ اس کے سیکے پر یہ عبارت کندہ تھی :

أَلْعَزَّزَ بِاللَّهِ الْمَلِكُ الْمُعْظَمُ رَجَارُ الثَّانِي
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

—

راجر دوم کے بعد ولیم اول (۱۱۵۴ - ۱۱۶۶) تخت نشین ہوا۔ اس کے سیکے پر یہ عبارت لکھی تھی۔

أَنَّهُارُونَ بِأَمْرِ اللَّهِ الْمَلِكِ الْمُعْظَمِ

۳۔ سپین کا مشہور جغرافیہ دان ابن جبیر (۱۲۱۶) ۱۱۸۴ء میں سیسی پہنچا۔ وہاں کے بادشاہ کے متعلق لکھتا ہے۔

سیسی کا بادشاہ (ولیم - دوم) حیرت انگیز انسان ہے۔
اس کے خواجہ سرا، باورچی، تمام خدمت گار، وزیر اور دربان
سب کے سب مسلمان ہیں۔ اس کا سرکاری نشان

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ حَقَّ حَمْدِهِ

ہے۔ اور اس کے باپ (ولیم اول) کا

۴۔ تاریخ ملقبہ ج ۲ ص ۴۱ نیز رحلۃ ابن جبیر ص ۲۲۲

۵۔ رحلۃ ابن جبیر ص ۲۲۲

الْحَمْدُ لِلّٰهِ شُكْرًا لَا نَحْمَدُ

خدائی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے ہم اس کی حمد کرتے ہیں (جتنا اس کے محل کے ذرکار (کپڑے پہ طلائے کام کرنے والا) چلی بن نسیان نے مجھے بتایا۔ کہ جو عیسائی لڑکیاں شاہی محل میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ مسلم کنیزوں کی نیکی، پاکیزگی اور نماز سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتی ہیں۔ (مختص)

۴۔ نمبر ۱۰ (برفانیہ) کے ایک بادشاہ آقا (Offa) (۷۵۷-۷۹۶) کے اسلامی دنیا کی شکل کا تھا۔ جس پر عربی حروف میں ایک عربی مثل کندہ

کا ایک لائسنس میوزیم میں موجود ہے۔
۵۔ اسی میوزیم میں نویں صدی کی ایک صلیب رکھی ہے۔ جس پر کوئی خط نہیں لکھا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۶۔ میلان (اطالی) کے ایک کلیسا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سر کے حیرت عربی حروف کا ایک ہالہ بنا ہوا ہے۔ اور پطرس و پال کی تصاویر کے گرد لباس پر عربی عبارات ہیں۔
۷۔ جرمنی کے ایک شہر نرن برگ میں شاہان سیسی کی ایک ایسی ریشمی چادر موجود ہے۔ جس پر ایک کتبہ کوئی حروف میں درج ہے۔ یہ چادر

میراثہ اسلام ۱۱۲

۱۱۳

تاریخ عرب ۲۸۶

۱۲۶ سالہ میں تیار ہوئی تھی۔ یہ رنگین ہے۔ اور اس حقیقت پر واضح ثبوت ہے کہ مسلمان رنگ بنانا بھی جانتے تھے۔

۷۔ یونانی (فرانس) کے کلیسا کا دروازہ عرض کتبے سے آراستہ تھا۔ اور

نارپون (فرانس) کی فصیل پر عربی تاج بنی ہوا تھا۔ عربوں کے کنگرے جو جھے اور مینار فرانس کے قلعوں، برجوں اور فصیلوں پر آج بھی نظر آتے ہیں۔

۸۔ جرمن اسپرڈ فریڈرک دوم (۱۲۱۲-۱۲۵۰) کا دربار مشرقی طرز کا تھا

وہی حرم و حاجب، خواجہ سرا، عربی لباس، دربار میں عرب علما کا ہجوم منشی ہال، باغات، فوارے، چڑیا گھر، علمی مسائل پر بحثیں، اور عربی راگ عربی سازوں کے ساتھ۔ اگر کسی بادشاہ نے یورپ کو وحشت و بربریت سے نجات دلائی ہے تو وہ شارلیمان نہیں بلکہ فریڈرک تھا۔ اس نے مختلف مقامات پر یونیورسٹیاں قائم کیں۔ سکرنو میں عربی طب کا مدرسہ کھولا۔ اور اپنے ایک دربار، مائیکل سکاٹ کو ابن رشد کی تصانیف جمع کرنے کے لیے قریطہ بھیجا۔ اور ان کی نقول ہر درگاہ میں رکھوائیں۔

۹۔ چودھویں صدی میں آکسفورڈ اور پیرس میں عربی لازمی قرار دی گئی۔

۱۰۔ مسلمانوں کی علمی مہم کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ میں جابجا علمی جہاز قائم ہو گئیں۔ ان میں سے ایک لندن کی رائل سوسائٹی تھی۔ جس کی بنیاد

۱۱۔ تمدن عرب ۵۱۲ء

۱۲۔ تشکیل انسانیت ۲۴۵ء۔ ۲۴۹ء

۱۳۔ معرکہ مذہب و دانش ۳۱۶ء

۱۹۶۲ء کی کتاب پر نیا شائع کی
مقامی کتب خانہ کے

۱۹۶۲ء کے ہیٹ جدیدہ کی

۱۹۶۲ء کے ہیٹ جدیدہ کی

۱۹۶۲ء کے ہیٹ جدیدہ کی

۱۹۶۲ء کے ہیٹ جدیدہ کی

۱۵۹
 اس کا عالم یہ کہ اگر کوئی عوام یا ایک نظام کے نمائندہ بن جائے اور

مادرینِ نوحہ

کوٹھڑی جرمند کے ایک شہر ایڑنہ میں ۱۹۴۲ء کو پیدا ہوا تھا۔ اس
 کس نے کے والدین غریب تھے۔ اس کا باپ سلیس بنانا اور بیچنا تھا۔ تعلیم حاصل
 بن گیا۔ ۱۹۵۱ء میں پوربیت کی تربیت لی۔ اور پھر وہیں بزرگ یونیورسٹی میں پگوار
 برائے فروخت بھیجے۔ تو کوٹھڑی نے یہ عہد اس "تجارت" کا منہ نہ کھلایا۔ بلکہ
 اس پادری کو مباشر کی دعوت بھیجی۔ پادری کے پاس اتنا علم کہاں کہ وہ ایک
 "بانی" کو مطمئن کر سکتا۔ چنانچہ وہ مباشر سے بدلے لگا۔ اس پر کوٹھڑی نے
 پچھانے سے سوالات کا ایک پرسن بنا دیا۔ اور ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو گرجے کے
 دروازے پر چسپاں کر دیا۔ اس پر پوپ گوارا سے کافر و ملحد قرار دیا۔ غیر چند
 ایک۔ غنڈے اس کی جان لینے کے لیے بھیجے۔ لیکن سیکسی کے ایک سردار
 نے اسے اپنے قلعہ میں رکھ لیا اور یوں اس کی جان بچ گئی۔

نوحہ کے عقاید یہ تھے:

- ۱۔ کہ بدایت کے لئے مرث بائبل کافی ہے۔ اور روایت و پاپائی
- تفسیرات بیکار و گمراہ کن ہیں۔
- ۲۔ کہ بائبل سے ہر شخص براہ راست ہدایت حاصل کر سکتا ہے۔ اور
- ۳۔ کہ بائبل کی وساطت سے ہر شخص تہمت ہے۔

- ۳۔ کہ پوپ کا منصب الحاد و لادینی ہے۔ اسے ختم کرنا چاہیئے۔
 ۴۔ کہ پردائے جنت اور اسی قسم کے دیگر عقائد محض اباطیلی و خرافات ہیں۔
 ۵۔ کہ مخالفوں، ارسطو اور ابن رشد گمراہوں کے امام تھے۔
 ۶۔ کہ پادریوں کا شادی نہ کرنا، منبت انبیا (ابراہیم - اسحاق - داؤد وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے خلاف ہے۔
 ۷۔ کہ دُہبائیت (یعنی ایذا سے نفس، فاقہ کشی، کانٹوں اور میخوں پہ سونا، برف پہ مہینوں چلے کشی) خلاف مذہب ہے۔

نوٹنبرگ کی یہ سیدھی سادی باتیں لوگوں کو پسند آئیں اور وہ فوج در فوج اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگے۔ جب پوپ نے اپنے اقتدار کو خطرے میں دیکھا۔ تو اُس نے حکومت فرانس کو گاناٹھا۔ اور ۲۴ اگست ۱۵۷۲ء کو فرانس میں پچاس ہزار سپروان نوٹنبرگ قتل کر دیئے گئے۔ یا ایں سجدہ یہ تحریک بڑھتی گئی۔ آج یورپ میں پروٹسٹنٹس کی تعداد پچیس کروڑ کے لگ بھگ ہے اور پوپ کی حیثیت محض ایک نمائندگی پر دست کی ہے دیں۔

نوٹنبرگ ۱۸ فروری ۱۵۷۲ء کو فوت ہوا۔ اور اُسی گرجے میں دفن ہوا۔ جس کے دروازے پر اُس نے پوسٹر لگایا تھا۔ وہ سوالات اس گرجے کے آہنی ردائے پر مستقلاً کندہ کر دیئے گئے ہیں۔ اور جس مقام پر نوٹنبرگ نے پوپ کا فرماں پھاڑ کر بھینکا تھا۔ وہاں آج شاہ بلوٹ کا ایک درخت ہے نوٹنبرگ کے علمی کارنامے پر یادگار۔

۱۔ بائبل کا ترجمہ کیا۔

۲۔ چند مذہبی گیب لکھے۔

۳۔ ایک کتاب مساینوں کے فرائض پر لکھی۔

۴۔ ایک کتاب میں، شرفا امر اکو مخاطب کیا۔
 ۵۔ اور ایک میں یہودیوں کی بابل میں اسیری کے حالات قلمبند کیے۔
 سوال یہ ہے کہ ٹوئٹر میں یہ آزاد خیالی اور معفوایت کہاں سے آئی؟
 اس کے دل میں رہبانیت اور پاپائیت کے خلاف کیسے نفرت پیدا ہوئی؟
 اس کا جواب ایک ہی ہے کہ اسلامی اثرات سے۔ اسلام ان تمام
 خرافات کا دشمن ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جرمنی کے تین بادشاہ ہنری ششم
 فریڈرک دوم اور مینفرڈ ۹۲؎ سے ۱۲۶۶ء تک مسلسل حکمران رہے۔ جو
 اسلامی تہذیب کا گوارہ تھا۔ فریڈرک عربی کا عالم اور اسلامی تہذیب کا گرویدہ
 تھا۔ اسی فریڈرک نے ٹوئٹر کی پیدائش سے سو اودو سو سال پہلے سلطان الکامل
 سے کہا تھا :-

”سلطان کتنا خوش قسمت ہے کہ اُس کا کوئی پوپ نہیں۔“
 پھر سات سو برس سے اسلامی علوم و فنون پسین۔ مزانس، اٹلی اور جرمنی
 کی درسگاہوں میں پڑھائے جا رہے تھے۔ ٹوئٹر ان اثرات سے کیونکر بچ سکتا
 تھا۔ اس لیے اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے۔ کہ ٹوئٹر کی اصلاحی تحریک
 اسلامی اثرات کا نتیجہ تھی۔ درست کہا تھا مزانس کے فلسفی و کٹر بیوگو (۱۸۰۲ء
 ۱۸۸۷ء) نے :-

”پہلے تمام دنیا یونانی تھی۔ اور اب عربی ہے۔“

عربی کا اثر یورپی زبانوں پر !

عربی کا اثر جرمنی، اطالوی، یونانی، لاطینی اور فرانسیسی زبانوں پر کیا اور کس حد تک پڑا۔ میں اس سے نا آشنا ہوں۔ کیونکہ ان زبانوں میں سے ناواقف ہوں۔ لیکن جب سپین سے ایک ہزار میل دور کی زبان یعنی انگریزی میں عربی کے سینکڑوں لفظ دیکھتا ہوں۔ تو یہ فیجہ نکالنے پر مجبور ہو جاتا ہوں۔ کہ قریب کی زبانیں یعنی اسپینی، اطالوی، فرانسیسی اور جرمن زیادہ متاثر ہوئی ہوں گی۔ انگریزی کی چند مثالیں دیکھیے :

انگریزی	عربی	اردو
جبرالٹر	جبل الطارق	جبل الطارق
انقلوا نورا	انزال الالف	ٹنگ بنا۔
آبیت	آرمن	زمین
بیس (Base)	بیس	بڑا۔ خراب
کافن	کفن	کفن
سفیران	زعفران	زعفران
شاؤٹ	صوت	آواز
ماکری	مکر	مکر
ایڈ	آبد	مدد۔ ہاتھ
ایڈمرل	امیر البحر	سمندری فوج کا افسر اعلیٰ
ایکسپی	الکیمیا	علم کیمیا

شاہ	شق	مدرہ۔ ناگوار
کنن	جتل	اونٹ
سور	سیف	تکوار
لان	نصال	نیزہ
بارس	فرس	گھوڑا

ہسپانوی زبان میں پہاڑوں۔ دریاؤں اور وادیوں کے نام کے ساتھ عربی کا ال آن آج بھی موجود ہے۔ مثلاً

عربی	ہسپانوی
وادی الرّمہ	Quádal Roma
الْبَحْرَة	Albuera
الْبَرْكَة (خوض)	Alverca
وادی الحجارة	Quádal Ajara
وادی الکبیر	Quádal Quivir

چند دیگر الفاظ

عربی	ہسپانوی	اردو
فندق	Fonda	ہوٹل
طاحونہ	Tahona	چکی
تجارت	Tarifa	تجارت
جبل	Jabalcus	پہاڑ
المنارہ	Almenara	مینار
المرئیۃ	Almeria	مینار روشنی

ہاٹ میں مسلمان سٹیشن میں پہنچے اور دو سو برس تک رہے۔ وہاں
کی زبان میں آج بھی عربی کے ہزاروں الفاظ موجود ہیں۔ چند مثالیں :-

عربی	مالٹی	اُردو
خُبْز	خُبْز	روٹی
نمِیذ	نمِیذ	شراب کی قسم
مار	مار	پانی
زَیْت	زَیْت	تیل
رَیْح	رَیْح	نمک
طِغْل	طِغْل	لڑکا
دَقِیق	تَفِیق	باریک مشکل
نَحِیَاط	حِیَاط	درزی

ڈاکٹر کے ایک نا فضل موسیو ڈوزی (۱۸۸۳ء) نے اُن اندلسی اور پرتگالی
الفاظ کا لغات تیار کیا تھا۔ جو عربی سے مشتق ہیں۔ یہی مصنف لکھتا ہے۔
کہ فرانسیسی اور اطالوی زبانوں میں لا تعداد عربی الفاظ داخل ہیں۔ انگریزی کے
علم ہیئت اور اطالوی علم جہاز رانی کی اکثر اصطلاحات عربی سے ماخوذ ہیں۔

عیسائیوں میں غربی علوم کا شوق

اہل یورپ عربوں کے شاندار علوم اور تابدات تہذیب سے اس حد تک

متاثر ہوئے۔ کہ عربی بولنے اور لکھنے پر فخر کرنے لگے۔ سہیلی کے زمانہ اول
ولیم دوم (۱۱۶۶ - ۱۱۸۹) اور فریڈریک دوم (۱۲۱۲ - ۱۲۵۰) عربی کے عالم
تھے۔ ولیم عموماً عربی میں گفتگو کیا کرتا تھا اور فریڈریک نے طول و عرض
سلطنت میں ایسے مدارس کھول دیئے تھے۔ جہاں عربی لازمی تھی۔ جرمنی کی
دورابسات یعنی ہل ڈی گراڈ (۱۱۷۹) اور ٹیوراس ویٹا نے بڑی تعداد میں
ایسے سکول کھولے۔ جن میں عربی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ ان میں سے دو
مدارس خاصے مشہور رہے۔ اول۔ ٹئبش سکول اور دوسرا نابون (فرانس)
کاپن عذرا سکول۔

ولیم ثانی برطانیہ (۱۰۶۶ - ۱۰۸۷) کے ہمراہ یہودیوں کی ایک خاصی
تعداد فرانس سے برطانیہ میں پہنچی تھی۔ یہ لوگ عربی کے عالم تھے۔ انہوں نے
انگلینڈ میں عربی مدارس کھولے۔ ایک آکسفورڈ میں جاری کیا۔ جہاں دوسو
سال بعد راجر بکن (۱۲۹۴) بحیثیت طالب العلم داخل ہوا تھا۔ راجر بکن
بعد میں آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر مقرر ہوا۔ یہ اپنے طلبہ سے کہا کرتا تھا
کہ حقیقی علم حاصل کرنے کا واحد ذریعہ عربی زبان ہے۔

ابراہیم بن عذرا اٹلی کا ایک یہودی تھا جو ۱۱۵۵ء میں لندن پہنچا۔
اور برسوں وہاں عربی میں درس دیتا رہا۔

۱۰ تشکیل انسانیت ص ۲۶

۱۱ " " "

۱۲ انسانیت یا برطانیہ

۱۲۰۶-۱۲۸۰) اور اٹلی
 عربی مدارس کے فارغ التحصیل
 اور قاریابی (۹۵۱) سینا (۱۰۳)
 یہ سینا ہی تھا۔ جس نے یورپ
 یعنی اُس نے پادری بھی پالے

فو میں مسلمانوں نے گیارہویں صدی میں
 بعد کے تارن سلاطین نے بحال رکھا۔
 کا نام قسطنطین امزیتی (۱۰۶۰) میں زندہ
 راہی اور دیگر عربی اہلبیاء کی تقریباً

شاہ فو میں یازدہم ۱۲۸۰-۱۲۸۳
 پڑھائی جائیں۔ اٹلی کی ایک
 شامل نصاب تھا۔
 اسپین کا ایک فلسفی ٹونی تھا۔ اس کے افسانے

تیران نے عربی میں ایک کتاب
 ملکی تھی۔ جسے بارہویں صدی میں
 تمدن عرب ص ۵۵
 یورپ ص ۵۵

سین میں ہینڈ نام کے دو عالم تھے۔ ایک ریمینڈ کن (۱۲۲۵-۱۲۱۵) جس نے اسلامی علوم کی ایک درسگاہ قائم کی تھی۔ یہ عربی بولتا اور لکھتا تھا۔ اس نے ایک کتاب عربی میں اسمائے الہیہ پر لکھی تھی۔ اس پر عربوں کا اتنا اثر تھا کہ وہ عرب معلوم ہوتا تھا۔ دوسرا ریمینڈ مارٹن، جو ٹیپلہ کے سکول آف آرٹسٹل سٹڈیز کا تعلیم یافتہ تھا۔ یہ قرآن، حدیث، فقہ، فلسفہ وغیرہ کا فاضل تھا۔ اس نے ایام غزالی (رسالہ) کی کتاب تہافت الفلاسفہ کا خلاصہ اپنی کتاب Pugio Fidei میں پیش کیا تھا۔ مارٹن کی اس کتاب اور سینٹ طامس کی کتاب سمرہ (Summa) کے موضوع و دلائل میں اس قدر مشابہت ہے کہ ایک دوسرے کی نقل معلوم ہوتی ہیں۔ خدا رُوح، نظام کائنات اور آخرت کے متعلق طامس کے سارے دلائل غزالی سے ماخوذ ہیں۔

ہسپانوی خلیفہ النکمر۔ دوم (۹۶۱-۹۷۶) کے زمانے میں ہسپ گومبار نے عربی زبان میں تاریخ یورپ لکھی۔ اور پادری ہیریٹ نے ایک عربی تعلیم کا ترجمہ کیا۔ ان دونوں نے اپنی کتابیں خلیفہ النکمر کے نام منسوب کی تھیں۔ سین کا بادشاہ الفونسو۔ دہم (۱۲۵۲-۱۲۸۲) عربی علوم کا بڑا سرپرست تھا۔ یہ خود بھی مصنف تھا۔ اس نے حضورِ صلعم کے سوانح حیات لکھے۔ بعل و گہر کے خواص اور شطرنج پر بھی ایک ایک کتاب لکھی۔ نیز ہسپانوی شاعری کا ایک مجموعہ تیار کرایا جو اسکوریل کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۔ میراث ص ۲۴۲

۲۔ تشکیل انسانیت ص ۲۴۳

۳۔ میراث ص ۲۴۴

ہم عرض کر چکے ہیں۔ کہ ۱۲۲۳ء میں فریڈرک دوم نے نیپلز میں ایک یونیورسٹی بنائی تھی۔ جس میں ابن رشد کا فلسفہ اور ارسطو کے عربی تراجم بطور نصاب پڑھائے جاتے تھے۔ اور اس کے دارالکتب میں عربی کی کتابیں بڑی تعداد میں تھیں۔ اسی طرح کا ایک ادارہ ۱۲۳۳ء میں طلیطلہ کے بشپ ریمینڈ نے قائم کیا۔ اس میں عربی و لاطینی کے بڑے بڑے عالم جمع کیے۔ ان کا کام تدریس کے علاوہ ترجمہ بھی تھا۔ یہ ادارہ تین صدیوں تک جاری رہا۔ ان علماء نے ابن رشد، رازی، سینا، وغیرہ کے علاوہ ارسطو، بقراط، جالینوس، اقلیدس، ارسطیدس اور پطلمیوس کے عربی تراجم لاطینی میں منتقل کیے۔ ان تراجم کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔

پرتگال کے پرنس ہنری (۱۳۹۴ - ۱۴۶۰ء) نے ایک عظیم بحری اکادمی قائم کی تھی۔ جس میں تدریس و تربیت کے لیے عرب اور یہودی علماء مقرر ہوئے تھے۔ اسی درس گاہ سے واسکو ڈی گاما (۱۵۲۴ء) نے تعلیم حاصل کی تھی۔ جو پرتگال سے چل کر ہندوستان میں پہنچا تھا اور غالباً یہ پہلا یورپی ملّاخ ہے۔ جس نے یورپ سے ہندوستان جانے کا راستہ معلوم کیا تھا۔

موسیو لیبان لکھتا ہے۔

”یورپ میں پندرھویں صدی میں کوئی ایسا مصنف نہیں تھا جو عربوں کا نقل نہ ہو۔ راجر بیکن، پادری طامس، البرٹ

۱۔ تمدن عرب ۵۱۴

۲۔ تشکیل انسانیت ۳۶۳

۳۔ تمدن عرب ۵۱۵

بزرگ اور افتخار و ہم وغیرہ یا تو عربوں کے شاگرد تھے۔ یا
 ناقل۔ البرٹ بزرگ نے جو کچھ پایا، ابن سینا سے پایا۔
 اور سینٹ ٹامس نے اپنا فلسفہ ابن رشد سے لیا۔
 (تفصیل)



پانچواں باب

اسلامی علوم و فنون

سیر حید کہ ہمارے باہمت اُسلان نے تصانیف کے اخبار لگا دیئے
تھے۔ کتنے ہی دیے تھے۔ جنہوں نے سو یا سو سے زیادہ کتابیں لکھیں۔
امام غزالی (۱۱۱۱ھ) دو سو ابن العربی (۱۱۴۵ھ) اڑھائی سو ابن تیمیہ (پانچ سو۔
جلال الدین سیفوی (۵۴۰ھ) ساڑھے پانچ سو اور ابن طوہون دمشقی (۵۴۶ھ)
ساڑھے سات سو کتابوں کے مُصنّف تھے۔ لیکن آج ہیں ان کتابوں کے نام
تک معدوم نہیں۔ دوسری طرف یورپ کی لائبریریوں میں ان کتابوں کے اخبار
لگے ہوئے ہیں۔ ہالینڈ کی ایک فرم ای جے۔ بزل کی فہرستوں میں کئی ہزار
عربی کتابوں کا تذکرہ ہے۔ ان میں سے ہزار کے قریب صرف تاریخ پر ہیں۔
پاکستان میں شاید ابن تیمیہ کے نام سے بھی کوئی آشنا نہ ہو۔ لیکن بزل کی
فہرست میں۔ اس کی دس کتابیں درج ہیں۔ مثلاً کتاب المعارف، کتاب التفسیر
عیون الاخبار، کتاب الآثار وغیرہ۔ اسی فرم نے غزالی کی چھ بیس، فارابی
کی بارہ، رازی کی چار، ثعلبی کی چھ، جلال الدین سیوطی کی چودہ، بوعلی سینا
کی سترہ، ابن تیمیہ کی سات، مشہور مدغطری کی تین، ثابت بن قسره کی دو،
شعرانی کی چھ، ابن رشد کی بارہ، القزوينی کی چھ، انقیضی کی دو، ابن ختم
کی گیارہ، البیاض کی دس۔ علامہ ذہبی کی چھ، البیہقی کی سات، البیہقی کی

چار اور ابن العربی کی سات کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ حقیقت کس قدر افسوس ناک ہے۔ کہ وہ مسلمان جو ساری کائنات کے لیے معلم کتاب و حکمت بن کر آیا تھا۔ آج جہالت کی ذل میں تابفرق ٹوٹا ہوا ہے، عراق۔ شام۔ جارجون۔ یمن۔ سوڈان۔ لیبیا۔ تونس۔ الجزائر۔ مراکش، ترکی۔ ملائیا۔ افغانستان اور انڈونیشیا میں آج ایک بھی مفکر اور کام کا مصنف موجود نہیں۔ ایران۔ مصر اور پاکستان میں چند اہل قلم موجود ہیں۔ لیکن انہی زمانہ کی ناقدری اور حکومتوں کی بے اعتنائی کی وجہ سے ان کی حالت بے حد قابلِ رحم ہے۔ اگر صرف اتنا ہی ہو جاتا کہ کوئی اسلامی حکومت اپنے اسلاف کے علمی ذخائر ہی جمع کر لیتی۔ تو پھر ان سے استفادہ کے مواقع بھی نکل سکتے تھے۔ لیکن بڑا ہوا اس مغربی تہذیب کا۔ جس نے نہ صرف ہمیں اپنے بزرگوں کے علوم سے بیگانہ بنا دیا۔ بلکہ مذہب تک سے متنفر کر دیا ہے۔

ہمارے بزرگوں کی کتابیں کتنی تھیں۔ اور کس کس موضوع پر تھیں۔ ہمیں تفصیلاً معلوم نہیں۔ اور معلوم بھی کیسے ہو۔ کہ تاریخی اور عیسائی درندہ نے ہماری کئی کروڑ کتابیں جلا دیں۔ اور جو بچ گئیں۔ وہ آج لندن، پیرس، ہالینڈ۔ جرمنی۔ سپین اور اٹلی میں مقفل ہیں۔ یورپ سو برس تک اسلامی ممالک پر تسلط رہا۔ اس دوران میں وہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہر ملک سے کتابیں نکال کر اپنی لائبریریوں میں بھرتا رہا۔ ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے۔ کہ میں نے ایک ہندو بڑا زاد سے کپڑا خریدا۔ جب قیمت ادا کرنے لگا۔ تو وہ بول اٹھا: برق صاحب! اگر آپ عربی یا فارسی کی قلمی کتابیں چاہیں تو ایک پونڈ کی کتاب کے حساب سے کپڑے کی رقم کم کر دوں گا۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ عربی کتابیں تمہارے کس کام کی ہونے لگیں گی؟ میں انگلستان سے براہ راست کپڑا منگاتا ہوں۔



ایجاد و صنعت

کاغذ : یوسف پر عربوں کا سب سے بڑا احسان کاغذ کا ہے۔ ایسے کاغذ کے اصلی موجد چینی تھے۔ انہوں نے کاغذ کا ایک کارخانہ سرقتند میں جو قائم کیا تھا۔ جب ساتویں صدی عیسوی میں عربوں نے سرقتند کو فتح کیا۔ تو وہاں سے یہ صنعت لے لی۔ ابلی چینی دیشی لڑتے کے غلوں سے کاغذ بناتے تھے۔ جو پہلے کچھ عربوں اور کپاس کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال کرنے لگے۔ کاغذ سازی کا پختہ کارخانہ سلسلہ کو بغداد میں قائم ہوا۔ یہ اردوان الرشید کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد یہ صنعت سلطنت کے دیگر بڑے شہروں مثلاً دمشق، مصر، نیشاپور، شیراز، خراسان، مراکش، قرطبہ، طرابلس، سبیل وغیرہ میں پہنچی۔ یہ صنعت کس ملک میں کب پہنچی۔ جدول ذیل دیکھیے :

کب پہنچی	ملک	کب پہنچی	ملک
۱۰۹۵ء	بغداد	۱۰۵۰ء	چین۔ موجد

۸۔ ہنگ آف نیتھ	۱۲۔ تاریخ مغلیہ
۹۔ الانون	۱۱۔ فلسفہ و تہذیب
۱۰۔ میراث عرب	۱۰۔ مشرقی آئندہ کی گردش اسباب
۱۱۔ چارلس۔ اے۔ ٹورنر	۱۱۔ ایں۔ یٹ۔ ملکٹ
۱۲۔ ایچ فارس	۱۲۔ سید راست علی غازی
۱۳۔ سیشیل	
۱۴۔ ہال انڈیا	

اور وہاں کے ڈیٹریز نقدی کی جگہ ایسی کتابوں کو ترجیح دیتے ہیں۔
 تو یوں ہمازی پچی کچی کتابیں یورپ میں چلی گئیں۔ اور ہم اُن سے یوں محروم
 ہو گئے۔ کہ آج پاکستان جیسی وسیع سلطنت میں ان کتابوں کا ایک فیصد بھی موجود
 نہیں۔ وہ لوگ ہمارے علوم کے اساس بنا کر علم و حکمت کے آفتاب بن گئے۔
 اور ہم اُن سے کٹ کر جہالت کے اندھیروں میں پھنسنے لگے۔ اور ستم یہ کہ ہم اس
 حال پہ قائل ہیں۔

نشانِ راہ دکھاتے تھے جوتاروں کو
 ترس گئے ہیں وہ ایک جلوہ شر کے لیے

(اقبال بہ ترسیم)

ان حالات میں تفصیلاً یہ بتانا ناممکن ہے۔ کہ ہمارے استلات نے کیا کچھ
 لکھا تھا۔ ان کی کتنی تخلیقات یورپ میں پہنچیں۔ اور کس کس زبان میں کتنے تراجم
 ہوئے۔ تاہم مختصراً چند معروف نصوص پیش کرتا ہوں۔

۱۔ تفاسیل ان آخذ سے لی گئی ہیں۔

۱۔ معرکہ مذہب و مائتس - ڈاکٹر ڈی پیر

۲۔ تفسیر ہفتیت - رابرٹ بریٹن

۳۔ تقدیر عرب - موسیو لیوان

۴۔ دی عربیس - فلیپ برٹی

۵۔ تہذیب اسلامی - پکھال

۶۔ تاریخ ادب عربی - پروفسر نکلس

۷۔ میراث اسلام - پروفسر کارلڈ ولفرڈ

(باقی اگلے صفحہ پر)

ایجاد و صنعت

کاغذ : یورپ پر عربوں کا سب سے بڑا احسان کاغذ کا ہے۔ ارج سہے۔ کاغذ کے اصلی موجد چینی تھے۔ انہوں نے کاغذ کا ایک کارخانہ سمرقند میں بھی قائم کیا تھا۔ جب ساتویں صدی عیسوی میں عربوں نے سمرقند کو فتح کیا۔ تو وہاں سے یہ صنعت لے لی۔ اہل چین ریشمی کیڑے کے خول سے کاغذ بناتے تھے۔ عرب پرانے کیڑوں اور کپاس کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال کرنے لگے۔ کاغذ سازی کا پہلا کارخانہ ۷۹۲ء کو بغداد میں قائم ہوا۔ یہ ہارون الرشید کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد یہ صنعت سلطنت کے دیگر بڑے شہروں مثلاً دمشق۔ مصر۔ نیشاپور۔ شیراز۔ خراسان، مراکش۔ قرطبہ۔ غرناطہ۔ سبیل وغیرہ میں پہنچی۔ یہ صنعت رگس ملک میں کب پہنچی۔ جدول ذیل دیکھیے :

ملک	کب پہنچی	ملک	کب پہنچی
۱۔ چین۔ موجد	۱۰۵ء	۲۔ بغداد	۷۹۲ء

۸۔ ایچ آف فیث

۹۔ الامون

۱۰۔ میراث عرب

۱۱۔ فلسفہ تہذیب

۱۲۔ ہسٹری آف دی ٹورس امپائر

۱۳۔ تاریخ عقیدہ

۱۴۔ سید ریاست علی ندوی

۱۱۵۴ھ	۶ - اٹلی	۳ - مصر
۱۲۲۸ھ	۷ - جرمنی	۴ - سپین
۱۳۰۹ھ	۸ - برطانیہ	۵ - قسطنطنیہ

عرب تاجروں کی بدولت مکہ میں کاغذ نسخہ سے بھی پہلے پہنچ گیا تھا۔
یورپ میں کاغذ سے پہلے کتابیں چمڑے کی چھتی پہ لکھی جاتی ہیں۔ اور وہ
اس قدر ہنگی ہوتی تھیں۔ کہ اٹلی کی ایک امیر خاتون کو ایک چھوٹی سی کتاب
کے لیے دو سو بھیریں اور پانچ سو غنہ دینا پڑا تھا۔ اسی طرح جب فرانس
کے بادشاہ ٹوٹس یازدہم (۱۴۶۱ - ۱۴۸۲) کو پیرس کی یونیورسٹی سے رازی کی
چند طبی تصانیف عاریتہ لینا پڑیں۔ تو اس نے ایک امیر کو صابن بنایا۔ نیز ایک
بہت بڑی رقم جمع کرائی۔

یورپ میں کاغذ پہ پہلی تحریر راجرادل کی بیوی کا ایک حکم ہے جو ۱۱۰۹ء
میں جاری ہوا تھا۔ لیکن موسیو لیسان لکھتا ہے کہ کاغذ پہ پہلی تحریر ایک کتاب
تھی جو ۱۱۰۹ء میں لکھی گئی تھی اور جو اسکوریل کے کتب خانے میں محفوظ ہے
یہ کاغذ عربوں سے خرید لیا گیا تھا۔

قطب نما
قطب نما عربوں کی ایجاد ہے۔ یہ آلہ قرونِ اولیٰ کے تمام
تجارتی و جنگی جہازوں میں لگا ہوا تھا۔ یہ اسی کے رہنمائی
کا کرتا تھا کہ جہاز جہاز سے چین تک جاتے تھے۔ جب ہم نے یہ چیز
یورپ کر دی۔ تو اس کا کوئیں بحرِ اطلس کی لہروں کو چیر کر امریکہ جا پہنچا۔ اور
واسکو ڈی گاما ہندوستان تک نکل گیا۔

مسلمان مدیوں سے بارود استعمال کر رہے تھے۔ سبیلی اور سپین
بارود کی صنعت گاہوں میں دیگر اسلحہ جنگ کے ساتھ ایک سالہ بوتلوں
 میں بھرا جاتا تھا۔ جنہیں تنگ انداز مشینوں کی مدد سے دشمن پر پھینکا جاتا تھا
 اہل چین آتش باری کے لیے شورے سے کام لیتے تھے۔ لیکن عرب بارود استعمال
 کرتے تھے۔ یہ توپیں بھی بنا سکتے تھے۔ توپ کو سب سے پہلے افریقہ کے ایک
 سردار یعقوب نے ۱۲۵۹ء میں استعمال کیا تھا۔ ۱۲۸۶ء میں ابو یوسف یعقوب
 سلطان مراکش (۱۲۵۸ - ۱۲۸۶) نے بھی مراکش کے ایک شہر سبخل ماسہ کے
 محاصرے میں توپوں سے کام لیا تھا۔ یورپ کے تاریخ نگار راجر بکین کو بارود
 کا موجد سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ دعوے سراسر بے بنیاد ہے۔ لیکن نے بارود سازی
 ایک کتاب *آلنیوان المخرقة* (جہاں نے دالی آگیاں اسے سیکھی تھی۔ جو
 کسی عرب نے لکھی تھی۔

ہارون الرشید (۷۸۶ء - ۸۰۹ء) اور شاریمان (۷۸۸ء - ۸۱۴ء)

کلاک اور گھڑیاں (۸۱۴ء) کے تعلقات بڑے دوستانہ تھے۔ ایک دفعہ

ہارون نے شاریمان کو چند تحائف بھیجے۔ جن میں ایک کلاک بھی تھا۔

آپ صفحات گزشتہ میں پڑھ چکے ہیں۔ کہ جب فریڈرک - دوم (۱۲۱۲ء - ۱۲۵۰ء)

صلیبی افواج کو لے کر فلسطین پہنچا۔ اور سلطان الکامل (۱۱۹۹ء - ۱۲۱۸ء) کے

خلاف صفت آراء ہوئے۔ تو الکامل نے اس بنا پر کہ فریڈرک اسلامی تہذیب کا

دلدادہ ہے۔ اس کا بڑا احترام کیا۔ اور واپسی پر بیش قیمت تحائف سے

۱۴۱۰ء قمری عرب ۱۲۳۰ء

۱۲۳۰ء قمری ۱۲۳۰ء

نوازا۔ جن میں ایک کلاک بھی تھا۔ اس میں شمس و قمر حرکت کرتے اور طلوع و غروب کا منظر دکھاتے تھے۔ نیز ہر گھنٹے کے بعد ٹن ٹن کی آواز آتی تھی۔

دمشق کی مسجد میں ایک ایسی گھڑی آویزاں تھی جس کے ڈائل پر تانبے کے دو شاہباز بنے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی ایک پیالی میں تانبے کی گولیاں رکھی تھیں۔ جب ایک گھنٹہ ختم ہوتا۔ تو یہ باز حرکت میں آتے۔ ٹھیک کر چوڑی سے گولی اٹھاتے۔ اور باری باری ایک اور پیالی میں ڈالتے جاتے۔ جس سے ٹن ٹن کی آواز پیدا ہوتی۔ غروب آفتاب کے بعد یہ باز سو جاتے اور چند شے پر نہ کام کرنے لگتے۔ اس گھڑی پر نیم دائرہ کی شکل میں بارہ سوراخ تھے۔ جن پر ہمیشہ لگا ہوا تھا۔ اور اوپر ایک سے بارہ تک ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ اند ایک چراغ گھومتا رہتا تھا۔ جب ایک گھنٹہ ختم ہو جاتا۔ تو وہ ایک سوراخ کے سامنے آ کر تھوڑے سے وقت کے لیے رک جاتا۔ کمال کی بات یہ ہے۔ کہ وہ ہمیشہ صحیح سوراخ کے سامنے ٹرکتا۔ اور وقت بتانے میں کبھی غلطی نہ کرتا۔ پھر مولانا سبکیؒ میں مسلمانوں نے ایک چشمے پر ایک ایسا گھڑیاں بنایا تھا۔ جو صرف اوقات نماز پر بجاتا تھا۔ اور اس کی آواز کئی میل تک سنائی دیتی تھی۔

ایران کے ایک فاضل ابن رضوان نے سنہ ۱۲۱۰ھ میں ایک کتاب لکھی جس میں ایک ایسی پن گھڑی کا ذکر کیا ہے جو اس کے والد نے دمشق میں بنائی تھی۔ سنہ ۱۲۱۰ھ میں ایک اور فاضل انجری نے گھڑیوں اور مشینوں پر پوری کتاب لکھی تھی۔

مسلمانوں نے سبکی۔ سپین۔ دمشق اور تونس میں ایسے دار الفنا عتبہ کا رخنے قائم کیے تھے جن میں تیرے توپ بک تمام اسلحہ

بننا اور سمندری جہاز تیار ہوتے تھے۔ امیر معاویہ کا سمندری بیڑہ بارہ سو اور اغالہ کا کئی ہزار جہازوں پر مشتمل تھا۔ اور ان کی اعجازت کے بغیر کسی سلطنت کا کوئی جہاز بحیرہ روم میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

عینک۔ طیارہ اور میزان الوقت | دل دیوران لکھتا ہے۔ کہ
سین کے ایک مسلم سائنس دان

ابن مزناں نے تین چیزیں ایجاد کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اول
عینک کا شیشہ۔ دوم وقت بتانے والی گھڑی جو کھیلوں اور دوڑوں میں استعمال
ہوتی ہے۔ سوم ایک مشین جو ہوا میں اڑ سکتی تھی۔

متفرق ایجادات | خلیفہ المقتدر عباسی کے حوض میں مصنوعی سنہری
درخت پر ایسی چڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جو ہوا چلنے
پہ گاتی تھیں۔ الحمرا میں ایسے فوارے تھے۔ جن سے پانی کے ساتھ گیت بھی نکلتے
تھے۔ سین میں ایک پریس تھا۔ جس پر عبدالرحمان۔ اول (۷۵۶-۷۸۸ء)
کے احکام چھپتے تھے۔ اموی خلفا نے پاڑی چشموں کا پانی دمشق کے ہر گھر
میں پونچا دیا تھا۔ سبلی میں ایسی مشینیں تھیں جو کنوئیں کا پانی بلند ہی پہ
پہنچاتی تھیں۔ وہ لوگ دریاؤں پہ پل بھی باندھ سکتے تھے۔ خلفائے عباسیہ
کے عہد میں دریائے دجلہ پہ جوسات سو پچاس فٹ چوڑا ہے۔ تین پل تھے۔
انہوں نے معاہدین کو گھلانے کے لیے بھٹیاں اور جامہ بانی کے لیے کر گئے

۱۔ ایک آتہ نیمہ ۲۹۵

۲۔ دی عربس ۱۳۷

۳۔ ایک آتہ نیمہ ۲۹۵

لگائے۔ ہر قسم کی مٹھائیاں، مشروبات اور ادویہ بنائیں۔ زمین سے مختلف
 ستاروں کا فاصلہ معلوم کرنے کے لیے خاص آلات ایجاد کیے۔ بھاری چیزوں
 کو جلد ہی تک پہنچانے کے لیے گلیں بنائیں۔ شیشہ سازی، قالین بافی، چمڑا
 رنگنے، پھنی کے رنگین برتن اور فانوس بنانے میں کمال حاصل کیا۔ موسیویاں
 لکھتے ہیں کہ سہیل میں ایک نارسن امیر رابرٹ ڈسکرڈ کو ایک ایسی مورتی ملی۔
 جو سنگ مرمر کے چوتھے پر نصب تھی۔ اس کے سر پر کاسنی کا تاج تھا۔ اور
 اس پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ "یکم مئی کو غروب آفتاب کے وقت میرے سر پر
 سونے کا تاج ہو گا۔" کوئی شخص اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ جب یہ بات ایک
 مسلم قیدی تک پہنچی تو اس نے پیغام بھیجا۔ کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو میں اس مورتی کو
 حل کر دوں گا۔ رابرٹ نے اسے آزاد کر لیا۔ اس نے کہا۔ کہ یکم مئی کو وہ جگہ
 کھودی جائے۔ جہاں وقت غروب اس مورتی کے سر کا سایہ پڑا ہو۔ وہاں سے
 خزانہ نکلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہاں سے زرہ جو اس کے صندوق برآمد
 ہوئے۔

اُس دور میں چند شہر اپنی مصنوعات کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ جو مثل
 کی مثل، دمشق اور غلیطہ کی تلواروں، عدن کے اونی کپڑے، اُحلب کے شیشے
 رے کے رنگین برتنوں، رقعہ کے صابن، ایران کے قالینوں اور نیشاپور کے
 عطر کا دور دور تک چرچا تھا۔ بعض کارگر ایسی اعلیٰ چیزیں بناتے تھے جنہیں
 بڑے بڑے امرا بھی نہیں خرید سکتے تھے۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید کا وزیر اعظم
 یحییٰ بن خالد بزکی (۸۰۵ء) بازار سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک چھوٹے

سے مروج صندوقچے پر پڑی۔ اُسے بے حد پسند آیا اور خریدنے کا ارادہ کیا۔ لیکن قیمت پر اتفاق نہ ہو سکا۔ یہی ستر لاکھ دو سو دینار تھا اور دکاندار نے زیادہ مانگا تھا۔ مسلمانوں نے صنعت و حرفت پر کافی کتابیں لکھی تھیں۔ لیکن آج ان کا نام و نشان تک موجود نہیں۔ صرف چند نام باقی رہ گئے ہیں۔ مثلاً

ابوالفیض اسماعیل بن الرزاق کی الکتاب فی معرفۃ جبل البندقیہ - جو ۱۲۰۶ھ میں لکھی گئی تھی۔ الخازنی (۱۲۰۰ھ) کی میزان الحکمة اور الخوارزمی (۸۴۴ھ) کی کتاب الصنائع جس میں ایک سو صنعتوں کا ذکر ہے۔

ہمارے شعری ادب میں مہرِ نخب کا ذکر بار بار آتا ہے۔ نخب
مہرِ نخب ترکستان میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ جہاں حکم بن ہاشم نے
 دعوائے نبوت کے بعد ڈیرے جمایے تھے۔ اس نے ایک چاند بنایا۔ جو
 غروبِ آفتاب کے بعد نخب کے ایک کنویں سے نکلتا۔ اندازاً سورج
 میلِ رقبہ کو رات بھر منور کرتا اور طلوعِ آفتاب سے عین پہلے ڈوب جاتا۔
 کمالِ صنعت یہ تھا۔ کہ موسم کوئی ہو۔ جو ہنی سورج کا آخری حصہ نہاں ہوتا۔ وہ
 چاند نکل آتا تھا۔ ادھی رات کو عین سر پہ آ جاتا۔ اور پھر رفتہ رفتہ اس رفتار
 سے واپس جاتا۔ کہ آخری کنارہ غائب ہوتے ہی سورج نکل آتا۔ جب تک
 یہ چاند باقی رہا۔ سورج سے کبھی اس کا سامنا نہ ہوا۔ غالب کیا مزے کا شعر
 کہتے ہیں۔

چھوٹا مہرِ نخب کی طرح دستِ قضا نے
 فریڈر منور اُس کے برابر نہ ہوا تھا

۱۷۵ ایک آئینہ فیض

مطلب یہ کہ وصیت قضای یعنی خدا نے سورج کو حکم دے دیا۔ کہ جاؤ۔ میرا خشب
کی طرح نکلو اور ڈوبو اور صورت یہ تھی۔ کہ ابھی وہ حسن و جمال میں میرے محبوب کے
برابر نہ بنوا تھا۔

حکم بن ہاشم کے منہ پر زخم تیغ کا ایک گہرا نشان تھا۔ جسے چھپانے کے لیے
وہ برقع اوڑھتا تھا۔ اور اسی لیے الْمُقَنَّب (برقع پوش) کے نام سے مشہور تھا۔
جب اس کا عقد حد سے بڑھ گیا۔ تو خلیفہ ہمدی عباسی (۷۵۵ - ۷۸۵) نے مُسْتَبِث
بن زُبَیْر کی کمان میں ایک فوج ترکستان کی طرف بھیجی۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ
بچنے کی کوئی راہ باقی نہیں رہی تو اس نے اپنے تمام اہل و عیال کو شراب میں
زہر ملا دیا۔ اور خود تیزاب کے مشکے میں غوطہ لگا کر تحلیل ہو گیا۔ تیزاب آنا تیز
تھا۔ کہ اس کی ہڈیاں بھی گل گئیں اور مشکے میں صرف بال رہ گئے۔ یہ واقعہ مشہور
کا ہے۔

مَقْنَعِ دَعْوَا سے نبوت سے پہلے بغداد میں سرکاری ملازم تھا۔ ظاہر ہے۔ کہ
اس نے بغداد ہی میں سائنس پڑھی ہوگی۔ غور فرمائیے۔ کہ اُس دور میں جب یورپ
دائے کھالیں پہنتے، پتے کھاتے اور جنگلی وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے مسلمان
علم و فن کی کرن بلندیوں پر غائر تھے۔

علومِ طبیعی

(سائنس)

ہم نے علومِ طبیعی پوچھنا انہوں سے لیے تھے۔ اور یونانیوں نے مصر و بابل سے۔
اہلِ بابل فلکیات کے اور مصری تعمیرات کے ماہر تھے۔ مصریوں کے اسرار اُن کے

کمال فن پر زندہ شہادت ہیں۔ رہے بائبل۔ تو فلکیات اور چند دیگر انکشافات میں ان کی شہرت دور دور تک پھیل جاتی تھی۔ اطلیموس کے پاس ایک ایسا بائبل جدول تھا جس میں ۳۷۷ قمریہ کے اس کے اپنے عہد تک کے فلکی مشاہدات درج تھے۔ وہ لوگ کسوف و خسوف کے اسباب سے آگاہ اور وحوب گھڑی۔ پن گھڑی، محد شیشے اور اصطربلاب کے موجد تھے۔ طباعت اور ابتدائی ریاضی سے بھی آشنا تھے۔ ارسطو (۳۸۴-۳۲۲ قمری) کا بھتیجا ایکستھینز (۳۶۰-۳۲۸ قمری) مطالعہ فلکیات کے لیے یونان سے بائبل گیا تھا اور اس نے بائبل ہیئت دانوں کے دو ہزار سالہ مشاہدات ارسطو کو بھیجے تھے۔

یونانی علم کی خامیاں | یہ درست ہے کہ یونانیوں نے ہیئت اور طبیعیات پر چند کتابیں لکھی تھیں۔ لیکن ان میں تلاش و تحقیق، باریک بینی تفصیل مشاہدات اور اس یقینی علم کی کمی تھی، جو تجربات سے حاصل ہوتا ہے۔ ارسطو نے طبیعیات پر کتاب تو لکھ دی۔ لیکن تجربہ ایک بھی نہ کیا۔ اور کئی باتیں غلط کہہ دیں مثلاً کہ مرد کے دانت عورت سے زیادہ تیز ہوتے ہیں۔ اور شیر کی گردن میں ایک ہڈی ہوتی ہے۔ جالینوس کا قول ہے کہ انسان کے نچلے جبڑے میں آٹھ ہڈیاں ہوتی ہیں۔ یونانی صرف ریاضی کے استاد تھے۔ لیکن اس سے کوئی عملی فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس علم سے ان کی طبیعت صرف منطق اور موسیقی کے لیے تھی جبکہ یونان کے ایک عالم آرچی طائس نے ریاضی کے چند پیمانے

۱۵۰ معرکہ مذہب و مائتس ۱۵۰

۲۵۵ تشکیل انسانیت ۲۵۵

۱۸۸ ۱۸۸

اور پرکاریں ایجاد کیں۔ تو افلاطون نے اسے علامت کی وکہ تم نے ریاضی کے حسن کو تباہ کر دیا ہے۔ یونان کا ایک ڈرامہ نگار ارسطوفین (۳۸۵ ق م) فلکیات، طبیعیات اور ریاضی کا مضحکہ اڑایا کرتا تھا۔ اقلیدس (۳۰۰ ق م) یونان میں ریاضی کا امام سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کی حیثیت محض ایک جامع کی ہے جس نے اسلاف کا علم ریاضی یک جا کر دیا تھا۔ ہپاتوس (۱۲۷ ق م) یونان کا منجم اعظم تصور ہوتا ہے لیکن اس کی تصانیف ادیان و خرافات سے بہرہ نہیں۔ یہ چیزیں کانپڑی کی (پ ۱۲۷۳) کے ہاں بھی ملتی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ تاروں کو فرشتے دھکیلتے ہیں۔ جرمنی کا منجم کیپلر (۱۵۷۱-۱۶۳۰) جنم پتیاں بنایا کرتا تھا۔

مسلمانوں کے مطالعہ کائنات کا انداز یونانیوں سے مختلف تھا۔ یہ لوگ ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتے۔ تجربہ کرتے، تجربات کو دہراتے اور پھر پورے ذوق کے بعد نتائج قلم بند کرتے تھے۔ درست کہا تھا رابرٹ بریغلیٹ نے،
 ”سائنس سے مراد تحقیق کی نئی روح، تفتیش کے نئے طریقے اور پیمائش و مشاہدہ کے نئے اسلوب ہیں..... جن سے یونانی بے خبر تھے۔ یورپ میں اس روح اور ان اسالیب کو رائج کرنے کا شہرہ عربوں کے سر پہ ہے“ (ملخص)

یونانیوں کی یہ غیر تجرباتی سائنس ان کے کوئی کام نہ آتی اور وہ اپنے پانچ سو سالہ دور عروج میں ایک مٹرک، ایک پل اور ایک نہریا کا ریزنگ نہ بنا سکے۔

۱۔ تشکیل انسانیت ۲۵۶

۲۔ ۲۴۷

مسلمانوں کے طبیعی کارنامے | مسلمانوں کے طبیعی کارناموں کی فہرست کافی طویل ہے۔ مختصر یہ کہ انہوں نے روشنی، نظر، کسوف و خسوف، زلازل، باد و باران، حیوانات، نباتات اور خواص اشیاء یہ لانا و کتنا ہیں لکھیں، گندھک اور شورے کا تیزاب بنایا معادن پگھلنے کے آلات ایجاد کیے۔ اکمل سے کام لیا۔ جہر اقل کے قوانین پہ روشنی ڈالی، مائع معادن اور سیلاب وغیرہ کا وزن معلوم کیا۔ نیز پہاڑوں اور سمندروں کے ذخائر پہ بحث کی۔

عرب علمائے طبیعی

جابر بن حیان (۶۸۳ء) | کو فنی کارہننے والا۔ علم الکیمیا کا بابا آدم سمجھا جاتا ہے۔ اس نے سو کتابیں لکھیں تھیں۔ لیکن آج ناپید ہیں۔ اس نے یورپ کے علم کیمیا پہ گہرا اثر ڈالا۔ اس کی کتاب الکیمیا کا لاطینی ترجمہ ایک انگریز رابرٹ آف چیشٹر نے ۱۱۴۴ء میں کیا تھا اور اس کی ایک اور کتاب السبعین کو کرمیونہ کے عالم جیہارڈ ۱۱۸۷ء نے لاطینی میں منتقل کیا تھا۔ ۱۶۷۲ء میں اس کی ایک کتاب فرانسیسی میں ترجمہ ہوئی۔ انسائیکلو پیڈیا برطانیکا نے لفظ جابر کے تحت ایک ایسے یورپی جلسہ کا نام لکھا ہے جو جابر کی تصانیف کو لاطینی میں منتقل کرنے کے بعد انھیں اپنی تخلیقات بنالیتا تھا کیمائے جدید میں بعض ایسی اصطلاحات بدستور موجود ہیں جو جابر نے وضع کی تھیں ۱۸۹۷ء میں مشرق و مغرب نے جابر کی نو کتابوں کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا۔

رازی (۹۲۵ء) | پورا نام محمد بن زکریا ابو بکر۔ رے میں پیدا ہوا۔ طب میں لازوال

شہرت کا مالک ہے اور تقریباً دو سو کتابوں کا مصنف جن میں سے نصف سے زیادہ طب پر ہیں۔ بارہ علم الکیمیا پر۔ چند ایک فلسفہ و روحانی علاج، نظر، برف اور غروب شمس و نجوم پر ہیں۔ ایک کتاب میں زمین کی ساخت پر بحث ہے۔ نام ہے۔

رسالة في البحث عن الارض الطبيعية هي الطين امر العجوة اور ایک میں بتایا ہے کہ فضا میں زمین کیسے معلق ہے۔ عنوان ہے۔

کتاب سبب وقوت الارض في وسط السماء

اس کی ایک کتاب چمپک اور خسرو پر تھی۔ جو پہلے لاطینی اور پھر دیگر یورپی زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ۱۲۹۶ء میں ہوا۔ اور ۱۸۶۶ء تک پالیس مرتبہ چھپا۔ اس کی کتاب الحادی بیس جلدوں میں ہے۔ جس کی متفرق جلدیں یورپ کی آٹھ لائبریریوں میں موجود ہیں۔ سب سے پہلے اس کا ترجمہ سلی کے ایک یہودی طبیب قرنج بن سالم نے ۱۲۴۹ء میں کیا تھا۔ ۱۳۸۶ء کے بعد یہ ضخیم کتاب چھپن برس کے عرصے میں (۱۵۴۲ء تک) پانچ مرتبہ شائع ہوئی۔ تیرھویں صدی کے نصف آخر میں قرنج بن سالم نے رازی کی بعض دیگر کتابوں کو لاطینی میں منتقل کیا۔ اور جیہارڈ نے اس کی کتاب الاسرار کا لاطینی ترجمہ پیش کیا۔ رازی نے یورپ کی طب پر گہرا اور پائیدار اثر ڈالا۔ راجر بیکن اپنی تصانیف میں رازی کا بار بار حوالہ دیتا ہے اور پیرس یونیورسٹی میں رازی دسینا کی تصاویر آج بھی آویزاں ہیں۔

ابوریکان محمد بن احمد البیرونی ۶۹۸۳
۶۱۰۴۸ سے مشہور ہے۔ لیکن وہ ایک قابل طبیب، منجم، جغرافیہ دان اور طبیعی بھی تھا۔ طب پر کتاب الصیدلہ، ہیئت پر

تقسیم وقانون اور جواہر و معادن پر الجواہر فی الجواہر لکھی جس میں بیس معادن اور تمام جواہر کے اوزان و خواص پر بحث کی۔ اس کی بیشتر کتابیں ابھی تک طبع نہیں ہوئیں۔ ان میں سے اکثر اسکودیل کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اس سے معدنیاتی نمونے جمع کرنے اور ان کے مطالعہ پر بیس سال لگائے تھے۔

علی بن حسین المسعودی بغدادی ۴۵۶ھ مسعودی مؤرخ و جغرافیہ دان تھا۔ اس کی مشہور تصنیف

مروج الذهب میں ہندو لہروں، دریا کی سانپوں، موتیوں، زبلوں بحیرہ مرداد کے پانی، ہوائی چکی اور نظریہ ارتقاء پر بھی طویل بحثیں ملتی ہیں۔

انخوان الصفا یہ فلسفیوں کی ایک جماعت تھی جس نے دسویں صدی عیسوی میں سپاس رسائل لکھے۔ ان میں سے سترہ طبیعات پر ہیں۔ ان میں معادن کی ٹکڑیوں، زلزلوں، امواج بحر، عناصر اربعہ، باد و باران اور افلاک پر بحث کی گئی ہے۔

ابن الہیثم ۴۶۵ھ بصرے کا رہنے والا۔ پورا نام حسن بن حسن ابن الہیثم دو سو کتابوں کا مصنف تھا۔ ان میں سے بیشتر ریاضی ہیئت، روشنی اور روایت پر ہیں۔ اس نے ایسے شیشوں پر بحث کی ہے۔ جن سے اشیاء صاف اور بڑی نظر آتی ہوں (عینک) اس نے شفق و قوس قزح، ہالہ اور خسوف و کسوف پر بھی کتابیں لکھیں۔ اس نے پہلی دفعہ اعلان کیا کہ روشنی شقائق چیز سے گزر کر ایک طرف کو مڑ جاتی ہے۔ اس نے اقلیدس اور ابطلمیوس کے اس نظریہ کی کہ صورت اس شعاع سے ہوتی ہے جو آنکھ سے نکل کر مڑتی

تک جاتی ہے مٹروید کی۔ اور کہا کہ سرئی کا عکس آنکھ تک آتا ہے۔ اور اسی کا نام دیکھنا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ طلوع وغروب کے وقت سورج کیوں بڑا نظر آتا ہے اور اسشیار کے وزن پہ ہوا کا کیا اثر پڑتا ہے۔ راجریکین نے اسی کے مشاہدات سے کام لے کر دور بین ایجاد کی۔ یہ اپنی تصانیف میں بار بار ابن الہیثم کا حوالہ دیتا ہے۔ کیپلر اور لیونارڈو (تیرھویں صدی) نے بھی اسی کے نظریات پر مطالعہ روشنی کی بنا ڈالی تھی۔ راجریکین طبیعیات میں بڑا مقام رکھتا ہے لیکن بقول ذیل ٹریدان :

“Without Ibn ul Haitham Roger-

Bacon would have never been
heard of”

(ابن الہیثم کے بغیر راجریکین کا نام و نشان تک نہ ہوتا
ابن الہیثم کی چند تصانیف :-

- | | |
|--------------------|---------------|
| ۱۔ ترمیع الدائرہ | ریاضی |
| ۲۔ الماتہ وقوس قزح | موسمیات |
| ۳۔ مسئلہ ہندسیہ | انجینئرنگ |
| ۴۔ اصول الکواکب | نجوم |
| ۵۔ شور القمر | چاند کی روشنی |
| ۶۔ کتاب المناظر | رویت |
| ۷۔ ہیئت العالم | کائنات |

۱۸۲ ایچ آف قیتمہ

ان میں سے ایک کتاب المناظر کا لاطینی اور اطالوی میں ترجمہ ہوا تھا۔
 الکندی یعقوب بن اسحاق ۸۵۰ ^{اسلام کا مشہور فلسفی، منجم}
^{طیب اور طبیعی جس کی ساری}
 زندگی لکھنے میں گزری۔ اتفطی نے اس کی دسویں کتبوں کی فہرست دی ہے،
 تقسیم یہ ہے۔

فلسفہ، منطق، حساب، موسیقی، ہیئت، طب، طبیعیات،
 سیاست، طبیعیات، متفرق۔ میزان ۲۲۵۔
 الکندی کے طبیعی موضوعات یہ تھے۔

عناصر اربعہ کی ماہیت، زمانہ کیا ہے؟ گرمیوں میں فضا کیوں خشک ہوتی ہے؟
 پیری میں سردی لگنے کی وجہ، جواہرات، پتھروں کی اقسام، رنگ، فواید، شہد
 کی اقسام، عطر سازی، الکیمیا، مدوجزر، آئینہ، حشرات، زلزلوں کا سبب، کرک
 چمک، بارش اور اولوں کی حقیقت وغیرہ۔
 چند طبیعی کتابوں کے نام :-

۱۔ کتاب فی ماہیۃ الزمان والحدین والداہر۔ زمانے پر
 ۲۔ کتاب فی الکواکب الذی ینظہر آیا ماد ینضجیل چند روزہ
 ستاروں پر جو غائب ہو جاتے ہیں۔

۳۔ کتاب فی استخراج یعدی مرکز القمر من الارض۔ چاند
 اور زمین کی مسافت پر۔

۴۔ کتاب معرفۃ العاد قلیل الجبال۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کا فاصلہ

معلوم کرنے کا طریقہ۔

۵۔ کتاب فیما یُصِیغُ فِیْعَطِی لَوْنًا۔ رنگوں پر

۶۔ کتاب کیسیلا نعطر۔ عطر سازی پر

۷۔ کتاب فی الخیل۔ گھوڑوں پر۔ وغیرہ وغیرہ

الکندی آج سے سو اکیس سو سال پہلے کا آدمی ہے۔ عربستان کے ایک گوشے میں کارہنہ والا جہاں آج بھی کوئی کالج یا اس سے ملتی جلتی درس گاہ موجود نہیں۔ نہ جانتے اُس تاریک زمانے میں وہاں اتنا بڑا فاضل کیسے پیدا ہو گیا۔ اور اس نے حساب، فلسفہ اور ریاضی جیسے شہسوں مضامین پر درجنوں کتابیں کیسے لکھ لیں؟

فارابی، ابو نصر محمد بن محمد (۹۵۱ء) | فاراب چینی ترکستان میں ایک

ہوا۔ اور بعد میں بغداد چلا گیا۔ یہ اسلام کے عظیم فلسفیوں میں شمار ہوتا ہے ساتھ ہی منجم، طبیب اور طبیعی بھی تھا۔ کشف الظنون میں اس کی ایک سو چودہ تصانیف کے نام درج ہیں۔ چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ کتاب النجوم

ہیت

۲۔ کتاب الرد جالینوس

طب

۳۔ کتاب الاخلاق

اخلاق

۴۔ کتاب فی العلم الالہی

الہیات

۵۔ کتاب الیاسات المدنیہ

سیاست

۶۔ کتاب الموسیقی

موسیقی

۷۔ کتاب فی الجتن

جتنات کی حقیقت پر

۸۔ کتاب التاثير العلویہ ستاروں کا اثر زمین اور اہل زمین پر۔

۹۔ کتاب شرح السمار العالم آسمان وزمین

عبد اللطیف بغدادی ۱۱۶۲-۱۲۳۲ھ | یہ نحو، حدیث، فقہ، کیمیا، طب اور علوم طبیعی کا سب سے

بڑا فاضل تھا۔ اس نے اپنی تصانیف میں قحط اور زلزلوں پر بھی بحث کی ہے۔ اس کی تصانیف اب ناپید ہیں۔ صرف ایک باقی ہے جس میں مصر کے حالات ہیں۔ نام ہے:-

الْإِفَادَةُ وَالْإِعْتِبَارُ

یہ لاطینی، فرانسیسی اور جرمنی میں ترجمہ ہو چکی ہے۔

ابوالعباس شہاب الدین تیفاشی وفات در مصر ۱۲۵۴ھ | یہ جواہر کے

پہچاننے اور پرکھنے میں مددگاری رکھتے تھے۔ اس فن پر ان کی ایک کتاب اظہار الافکار فی جواہر الاسرار والاسرار علمی حلقوں میں بڑی شہرت رکھتی ہے۔

التحازنی ۱۲۰۰ھ | یہ ایک یونانی غلام تھا۔ جو ترو میں آباد ہو گیا تھا۔ اس نے ایک کتاب کشمش ارضی اور پانی کے وزن و حجم پر لکھی۔

شہاب الدین القرافی ۱۲۸۵ھ | قاہرہ کا نقیبہ وقاضی، جس میں فریڈرک دوم کے ان تین سوالات کا جواب

لکھا تھا۔

اول، لاطینی کا وہ حقہ جو پانی میں ڈوبا ہوا ہو۔ کیوں ٹیڑھا نظر آتا ہے؟

۱۰۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام

دوم۔ کبھی کبھی آنکھوں کے سامنے شیطے سے اڑتے نظر آتے ہیں۔
کیوں؟

سوم۔ سورج طلوع و غروب کے وقت کیوں بڑا دکھائی دیتا ہے؟
تیز چشم و نظر پر ایک کتاب لکھی۔ جس میں سپاس مسائل پر بحث تھی۔
ابن العوام ۶۱۱۹۰ | شبیلیہ کا ایک حکیم جس نے بارہویں صدی کے آخر
میں تداعست پر ایک کتاب لکھی۔ اس میں پانچ
سو پچاسی نباتات کا ذکر ہے زمین کی اقسام بتاتیں۔ بیج کو ترقی دینے، فصلوں
کے امراض اور ان کے علاج پر روشنی ڈالی۔ سپاس پھلدار درختوں کو لگانے
اور پالنے کے طریقے بھی لکھے۔

ابن البیطار، ابو محمد عبد اللہ بن احمد ضیاء الدین ۶۸۴۰ | نباتات کا
بڑا عالم تھا۔ اس نے مطالعہ نباتات کے لیے افریقہ، شام اور چین وغیرہ ملک
کا سفر کیا اور پھر اپنی مشہور کتاب الجامع فی الاحادیث المفردات مرتب کی جس
میں چودہ سو بیسیوں کے خواص و کوائف اور ڈیڑھ سو اطباء کے عالم کی آوار و درج
ہیں۔ یورپ کے ایک فاضل میٹر نے اپنی کتاب:

میں الجسام کو محنت و مطالعہ کا ایک یادگاری مینار قرار دیا ہے۔

الجاذبہ عمرو بن بحر، بصری ۶۸۶۹ | یہ علم حیوانات کا امام سمجھا جاتا
ہے۔ اس کی کتاب الحیوان پورے

لے میراث ہے

میں صدیوں بطور نصاب رائج رہی۔ اس کی تصانیف کی فہرست کافی خوب
ہے۔ اہم ترین یہ ہیں۔

- | | |
|--------------------------|--------------------------|
| ۱۔ کتاب الزرع والنخل | نباتات پر |
| ۲۔ کتاب المعادن | معادن پر |
| ۳۔ کتاب السوران والبیضان | سیاہ و سفید نسلوں پر۔ |
| ۴۔ کتاب النساء | عورتوں کی نفسیات پر۔ |
| ۵۔ کتاب الفقیان | نوجوانوں کی نفسیات پر۔ |
| ۶۔ کتاب الجواری والغلمان | غلاموں اور کنیزوں پر |
| ۷۔ کتاب القیان | گھانے والی رکیوں پر |
| ۸۔ کتاب النخل | کنجوشوں پر |
| ۹۔ کتاب اخلاق الملوک | شاہوں کے اخلاق پر |
| ۱۰۔ کتاب البیان والتبیین | شعر وادبائے عرب کا تذکرہ |

چند دیگر علماء | زکریا قزوینی (۹۱۲ھ) بھی حیوانات، نباتات اور جواہرات کا عالم تھا۔ محمد النیرمی کی کتاب الحیوانات بھی خاصی مقبول ہے۔ اشبیلہ کا ایک عالم ابو العباس (۱۱۶۱ھ) مطالعہ نباتات کے لیے اٹلس سے قلمزم تک گیا۔ اور پھر ایک کتاب لکھی۔ مشہور جغرافیہ دان الآفریسی ۱۱۶۹ھ نے تعین سوسائٹ پودوں پر بحث کی۔ کسی عرب نے شہباز داری پر ایک کتاب لکھی تھی، جس کا لاطینی ترجمہ فریڈرک دوم نے کرایا تھا۔ میڈرڈ کے ایک عالم متسلر بنی احمد نے سیلاب سے مرقیہ ایک گھسانڈ بنایا تھا۔

۱۱۔ ایک آن نیرم

کمان تک لکھوں۔ یہ داستان بہت طویل ہے۔ ابن القفطی (۱۲۴۸ء) نے تاریخ الحکماء میں چار سو گیارہ اور ابن ابی اثینہ نے طبقات الاطباء میں چھ سو حکماء کے حالات لکھے ہیں۔ ان میں سے بیشتر طبیعی تھے۔ اگر ان حضرات کی تصانیف یورپ پہنچتیں تو اس کی حیات ثانیہ کئی سو سال پیچھے جا پڑتی ورنہ کما تھا یورپ کے ایک فاضل نے :-

The Arabs must be considered

The real creators of Physical

Science.

(Alexander Von Humboldt)

میڈیکل سائنس یا طب

چونکہ درس نظامی میں تمام علوم شامل ہیں اور ہر طالب العلم کو نحو، منطق، فلسفہ، فقہ، حدیث، ریاضی، ہیئت، تفسیر، طب، بدیع و معانی، عروض، کلام، مناظرہ اور دیگر اصنافِ علم لازماً پڑھنا پڑتی ہیں۔ اس لیے اس درس کا فارغ التحصیل سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن بعد از تحصیل کوئی طبیب بن جاتا ہے۔ کوئی منجم، کوئی محدث اور کوئی فلسفی۔ اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی شہرت کئی پر لگا کر اڑتی ہے۔ عمر خیام شاعر بھی تھا اور محاسب بھی، سینا دوازی طبیب بھی تھے اور فلسفی بھی۔ یاقوت حموی مؤرخ بھی تھا اور جغرافیہ دان بھی، البیرونی طبیعی بھی تھا اور مؤرخ بھی۔ وقس علیٰ هذا۔ اسلام نے ہزار ہا علماء و حکماء پیدا کیے یہ سب کے سب طبیب تھے لیکن ان میں سے اکثر طب کو پیشہ نہ بنا سکے ہم بیان چند

۱۔ فلسفہ و تہذیب مشرق و مغرب میں - از چالس اسے ٹور ملین

ایسے حکماء کا ذکر کریں گے۔ جنہوں نے طب میں نام پیدا کیا۔ اور اس فن پر کتابیں بھی لکھیں۔

دنیا یونانی علوم کو بھول چکی تھی۔ صدیوں بعد ان کے احیاء کی پہلی کوشش ان حکماء نے کی جو چندیشا پور میں جمع ہو گئے تھے اور پھر بعض شاہی علماء اس طرف متوجہ ہوئے۔ سترہویں (۱۶۳۶) پہلا شامی عالم تھا جس نے جالینوس کے بعض تراجم شامی میں کیے۔ اسکندریہ کے ایک پادری آتبرق (ساتویں صدی) نے طب پر ایک کتاب لکھی جسے ذہب امیر میں عمر بن عبدالعزیز (۷۱۷-۶۴۰) کے حکم سے مائسرجیہ یہودی نے عربی میں منتقل کیا تھا۔ اسلامی دور کی یہ پہلی طبی کتاب تھی۔ ۵۵۰ھ میں المنصور عباسی (۷۵۴-۷۷۵) نے چندیشا پور کے ایک طبیب جرجیس کو علاج کے لیے بلایا اور کچھ مدت کے لیے دوبارہ ہی میں رکھ لیا۔ اُس کی کثرت سے جبریل بن نجیحہ یسوع، نجیحہ یسوع بن جبریل اور بسمعیون دیگر بلند پایہ اطباء پیدا ہوئے۔ انہی اطباء کی وجہ سے عباسیوں کو یونانی طب کے ترجمے کا شوق پیدا ہوا۔ ہارون الرشید۔ ماموں و معتصم کا طبیب خاص یوحنا بن ماسویہ (۶۸۵-۶۸۷) اُن طبی کتابوں کے ترجمے پر مامور ہوا جو بلاوروم سے ملی تھیں۔ یہ خود بھی مصنف تھا۔ آلفیظی نے اس کی اشیا کیس طبی کتابوں کے نام دیے ہیں۔

۱۔ کتاب الجذام

۲۔ کتاب الاسہال

۳۔ کتاب علاج الصلح۔

۴۔ ایک روایت یہ ہے کہ مروان بن حکم (۶۸۳-۶۸۵) نے یہ ترجمہ کرایا تھا۔

۴۔ کتاب ماہ الشعر

۵۔ کتاب القوچ

۶۔ کتاب التشریح

۷۔ کتاب الحمام وغیرہ

یوحنا کا ذکر چل پڑا ہے تو ایک لطیفہ بھی سن لیجیے۔ ایک مرتبہ ابن ممدو
النسیم نے خلیفہ متوکل (۸۴۷ - ۶۸۶) کے بھرے دربار میں یوحنا سے مذاق
کیا۔ یوحنا نے جواباً کہا کہ اگر تم میں بجائے جہالت عقل جوتی اور بمقدار جہالت
جوتی اور اس عقل کو ایک سو بھونڈوں (گھاگھوں) میں بھٹتے برابر تقسیم کر دیا
جاتا تو ہر بھونڈا ارسطو سے زیادہ عقلمند بن جاتا۔

حنین بن اسحاق (۸۰۹ - ۶۸۷) نے جالینوس
کی ایک سو تیس کتابیں عربی میں منتقل کی تھیں۔

اس کے بیٹے اسحاق (۶۹۱) اور بھتیجے جنبش نے نوے تراجم کیے۔ حنین کے
نوے شاگرد بیت الحکمتہ میں ترجمہ پر مامور تھے۔ اس کے رفقاء میں سے ثابت
بن قرۃ (۸۲۵ - ۶۹۱) اور قسطا بن نوکا (۶۹۰) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔
القسطی نے قسطا کی باتیں کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے پانچ طب پر ہیں۔
باقی ریاضی، نجوم، سیاست، تاریخ وغیرہ پر۔ ثابت بن قرۃ نے ایک سو چھ
کتابیں لکھی تھیں۔ ان میں سے بارہ طب پر، دس ریاضی پر، نو طبیعت پر، دو
سیاست پر، تین طبیعیات پر اور ایک موسیقی پر ہے۔

حنین نے ایک سو تین تراجم کیے۔ اور تقریباً تین درجن کتابیں لکھیں۔

بیشتر طب پر اور کچھ طبیعیات پر۔ چند نام یہ ہیں :-

۱۔ کتاب الاغذیہ غذا پر

- | | |
|-------------------------|-------------------------------|
| ۲۔ کتاب الاسنان واللثة | دانتوں پر |
| ۳۔ کتاب الحمام | مُغسل پر |
| ۴۔ کتاب بطل العین | امراض چشم پر |
| ۵۔ ادواء المعدة وعلاجها | معدے کی امراض پر |
| ۶۔ کتاب تولد الحصات | گٹری پر |
| ۷۔ کتاب القرخ | سوزاک |
| ۸۔ کتاب المدد الجزر | سمندر کے مدد جزیر پر |
| ۹۔ کتاب السبب الذی صارت | سمندر کا پانی کھاری کیسے ہوا؟ |
| لذیماۃ البحر بالحیۃ | |
| ۱۰۔ کتاب الالوان | رنگوں پر |

الکندی ۶۸۵۰ | الکندی ہر فن مولا تھا۔ اس نے طب پر چوبیس کتابیں لکھیں۔ چند نام یہ ہیں۔

- ۱۔ کتاب الطب الروحانی
- ۲۔ الطب البقراطی
- ۳۔ فی الغذاء والدواء
- ۴۔ الادویۃ المشفیۃ من الروائح الموقتر
- ۵۔ کتاب کیفیۃ الدماغ
- ۶۔ فی اقسام النحیات
- ۷۔ علاج الطحال
- ۸۔ فی دبح المعدة والنقرس
- ۹۔ فی علۃ نفث الدم

۱۰۔ فی علۃ الجنام

رازی دوسو کتابوں کا مصنف تھا۔ اس کی بعض کتابیں ترجمہ

رازی ۶۹۲۵

ہو کر یورپ کی درسگاہوں میں مدتوں بطور نصاب استعمال

ہوتی رہیں۔ راجر بیکن بار بار رازی کا ذکر کرتا ہے۔ اس نے یورپ کی طب پر

گہرا اور پائیدار اثر ڈالا۔ رازی نے ایک کتاب چھپک پر بھی لکھی تھی، جو

یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔ ۵۰۹ء میں رازی کی بعض کتابوں کا لاطینی ترجمہ

ونیس (اٹلی) میں ہوا۔ بعض دیگر کتب کا ترجمہ ۵۲۸ء میں چند فرانسیسی علماء

نے کیا تھا۔ لووان (بلجیم) کا کالج ۱۶۱۴ء میں قائم ہوا تھا۔ وہاں، سینا

رازی کی تصانیف داخل نصاب تھیں۔ اس کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں:-

۱۔ کتاب الشکوہ علی جالینوس

۲۔ کتاب کیفیت الابصار

۳۔ کتاب الباہ

۴۔ کتاب الحاوی فی الطب

۵۔ کتاب الطب الملوکی

۶۔ کتاب الفالج

۷۔ کتاب اللقوۃ

۸۔ کتاب ہیئت القلب

۹۔ کتاب آوجاج المفاصل

۱۰۔ کتاب القوۃ

دنیا کے اسلام

ابو علی حسین بن عبداللہ بن سینا (۹۸۰-۱۰۳۷) کا یہ عظیم فیثوت

اور طبیب جسے مورخ "ایشیخ الرئیس" کے نام سے یاد کرتا ہے تقریباً ایک سو

پندرہ کتابوں کا مصنف تھا۔ کچھ طب پر اور باقی ہیئت ادب، منطق، فلسفہ

و ریاضی پر۔ اس کی چند طبی کتابوں کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ القانون ۱۲ جلدیں
- ۲۔ کتاب الشفاء ۱۸ "
- ۳۔ کتاب القواعد
- ۴۔ کتاب الحواشی علی القانون
- ۵۔ کتاب الادویۃ العقلیۃ
- چند غیر طبی کتابیں
- ۱۔ کتاب الحاصل والحصول ۲۰ جلدیں
- ۲۔ کتاب الانصاف ۲۰ "
- ۳۔ کتاب بیان العرب ۱۰ "
- ۴۔ کتاب النجات ۳۰ " (تیس)
- ۵۔ کتاب البر والاثم ۲ " (دو)
- ۶۔ کتاب المعاد
- ۷۔ رسائل القضاء والقدر
- ۸۔ کتاب عبود الحکمت
- ۹۔ مختصر تلخیص
- ۱۰۔ کتاب الاشارات

سینا کی القانٹون طب کا شاہکار سمجھی جاتی ہے۔ بارہویں صدی میں
جیہارڈ نے اسے لاطینی میں منتقل کیا۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ
پندرہویں صدی کے آخری تیس برس یہ سولہ مرتبہ شائع ہوئی۔ پندرہ ایڈیشن
لاطینی تھے۔ اور ایک عبرانی۔ سولہویں صدی میں اس کے بیس ایڈیشن نکلے
اس کا ایک جزوی ترجمہ انگریزی میں بھی ہوا۔ یورپی علماء نے اس کی اس
قدر شریں لکھیں۔ اور چھوٹے چھوٹے حصوں کے اس تدریسی ایڈیشن نکالے۔
کہ انہیں شمار کرنا مشکل ہے۔ یہ کتاب صدیوں تک یورپ کی درسگاہوں
میں بطور نصاب رائج رہی۔ مائیکل سکاٹ نے (۱۲۲۲-۱۲۲۶ء) کے درمیانی
عرصے میں ارسطو کی وہ کتابیں جو حیوانات و نباتات پر تھیں، سینا کے حواشی
کے ساتھ لاطینی میں منتقل کیں۔ ڈاکٹر وٹیم آسٹر القانٹون کو طب کی بانیل کہا
کرتا تھا۔

یہ فاطمی خلیفہ کا درباری طبیب تھا۔ اس
اسحاق مصری (۸۵۵-۹۵۵ء) کی دو کتابیں قاروہ اور مادی الاطباء
صدیوں یورپ کی درسگاہوں میں رائج ہوں۔ ان کا لاطینی ترجمہ قسطنطین افریقی
نے سترہویں صدی میں کیا تھا۔ رابرٹ برٹن (۱۶۴۰ء) اپنی کتاب

Anatomy of Melancholy

میں اس اسحاق کا بار بار حوالہ دیتا ہے۔

۱۔ میراث ۲۲۹

۲۔ ۳۲۵

ابن الجزار (۱۰۰۹) | یہ اسحاق کا شاگرد تھا۔ اس کی ایک کتاب
 زاد المسافر یونانی۔ عبرانی اور لاطینی میں ترجمہ
 ہوئی۔ لاطینی ترجمہ قسطنطین انریقی نے کیا تھا۔ لیکن بعد یانسی کی انتہادیکھیے
 کہ ترجمہ کو اصل بنا کر اس پر اپنا نام بطور مصنف چڑھ دیا۔

علی عباس (۹۹۴) | ایران کا ایک طبیب جس کی الکتاب الملکی دوسرے
 لاطینی میں ترجمہ ہوئی اور یورپ کی درسگاہوں میں
 بطور زینما استعمال ہوتی رہی۔ جب سینا کی القانون و ہاں پہنچی تو اس کی مدرس
 ختم ہو گئی۔ اس کا پہلا لاطینی ترجمہ آٹینی (انطاکیہ) کارہنے والا نے ۱۲۴۷ء
 میں کیا تھا۔

ابو القاسم بن عباس (۱۰۱۳) | میراث میں اس کی تاریخ وفات ۱۰۱۳ء
 اور تدن عرب میں ۱۰۱۳ء درج ہے۔
 یہ قرطبہ کا درباری طبیب تھا۔ اور شن براجی میں اتنی شہرت رکھتا تھا کہ دور دور
 سے سرین اپریشن کے لیے اس کے ہاں آتے تھے۔ اس کی کتاب التصریف
 ملن عجوز عن التالیف کا لاطینی ترجمہ ۱۳۹۴ء میں ہوا۔ فرانس کے ایک
 سرجن Guy De Chauliac (۱۳۶۸) نے اس ترجمے کو اپنی
 ایک تصنیف کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کیا۔

خندک بن شپروت (۹۹۰) | عبدالرحمان سوم (۹۱۲-۹۶۱) اور
 الحکم دوم (۹۶۱-۹۷۶) کا درباری

۱ میراث ۲۲۶
 ۲ تدن عرب ۲۵۵
 ۳ میراث ۲۳۳

طیب جس نے ایک یونانی طیب ڈیا سکراٹڈ اسٹریٹ کی کتاب تیبیر یا میڈیکا
 عربی ترجمہ کیا تھا۔ اور بعد میں ابن جلیلی اندلسی نے اس کی شرح لکھی۔
 ایشیہ کارہنے والا ابن رشد کا دوست اور کتاب التفسیر

ابن زہر (۱۱۶۲) کا مصنف۔ اس کتاب کا لاطینی ترجمہ ۱۲۷۰ء میں
 پیزاؤتینین نے کیا۔ ول ڈیوران لکھتا ہے کہ ابن زہر جالینوس کے بعد سب
 سے بڑا طیب تھا اور تپ وق، ناسور اور فالج کے علاج میں ماسر تھا۔

اس کی طبی تصانیف کے لاطینی تراجم مدتوں
 داؤد الانطاکی (۱۵۹۹) یورپ میں استعمال ہوتے رہے۔

غراط کا طیب جو ساٹھ کتابوں کا مصنف
 ابن الخطیب (۱۳۱۳-۱۳۷۴) تھا۔ ایک مرتبہ سپین میں طاعون کی وبا

پھوٹ پڑی۔ اور پادریوں نے اسے سزائے گناہ سمجھا۔ تو ابن الخطیب نے
 طاعون پر ایک کتاب لکھی۔ اس میں اسباب طاعون پر بحث کی۔ نیز بتایا کہ یہ
 ایک متعدی مرض ہے۔ اس کی تائید میں اس کے ایک ہم عصر و ہم وطن ابن الخاتم
 (۱۳۶۹) نے بھی ایک کتاب لکھی۔ اور طاعون کو متعدی مرض قرار دیا۔ متعدی کا لفظ
 یونانی طیب میں موجود تھا۔ اس لیے یہ انکشاف اچھوتا تھا۔ ان دونوں کی تصانیف
 چودھویں اور سولہویں صدی کے درمیان یورپ میں بار بار چھپیں۔

۱۵ میراث ص ۳۳

۱۶ ایک آف فیکہ ص ۳۳

۱۷ میراث ص ۳۳

۱۸ ص ۳۳

ابن رشد (۱۱۹۵ء)
 یہی کامیاب ترین طبیب بھی تھا۔ اس کی
 کتابیات کی طبیب کر کے ہیں ایک یہودی
 بنائے نامی نے لاطینی میں منتقل کیا۔ اس نے لب پرورد گت میں لکھی تھیں
 چند اور اطباء میں بعض کتابیں۔ لاطینی
 میں ترجمہ ہوئی ہیں۔

چند دیگر لاطینی تراجم

- ۱۔ علی بن دینان سحری (۱۰۶۰ء)
- ۲۔ ابن بطالان بغدادی (۱۰۶۳ء)
- ۳۔ ماسویہ مارینی بغدادی (۱۱۱۵ء)
- ۴۔ علی بن یحییٰ بغدادی - نام اعلیٰ (۱۰۰۰ء)
- ۵۔ ابو ریحان البیرونی (۱۰۴۸ء)

۱۶۶۱ء میں وسطی یورپ کی ایک بلا سی میرسی وارٹلی مانیگ
 اس نیکے کا طریقہ لکھا۔ بلکہ جب اپنے وطن میں واپس
 میں پہنچی وہاں اس کی سخت حفاظت کی۔
 متعدد یونانی کتابیں اور چند طبی کتابوں

کاپیکہ

۱۶۶۱ء میں پہنچی وہاں اس کی سخت حفاظت کی۔
 متعدد یونانی کتابیں اور چند طبی کتابوں
 کا مصنف بھی تھا۔

۱۶۶۱ء میں پہنچی وہاں اس کی سخت حفاظت کی۔
 متعدد یونانی کتابیں اور چند طبی کتابوں
 کا مصنف بھی تھا۔

۲۔ کتاب کناش الخف۔

۳۔ کتاب تاریخ الاطباء۔

ثنا بٹ بن قمرہ (۸۳۶-۹۰۱) | رہائش اختیار کر لی۔ اس کی طبی تصانیف

یہ ہیں۔

۱۔ کتاب فی النبض

۲۔ فی وجع المفاصل والنقرس

۳۔ کتاب فی البیاض الذی ینظر فی البدن

۴۔ کتاب فی ادجاء الکلی والمثانہ

القیطی نے تاریخ الحکماء میں اس کی ایک سو چھ کتابوں کی فہرست دی

سبے جن میں سے تیرہ طب پر ہیں۔

خلیفہ متوکل (۸۲۶-۸۶۱) کا مصاحب اور تین طبی

ابن سہل الطبری | کتابوں کا مصنف :-

۱۔ کتاب کناش الحضرة

۲۔ منافع الاطعمۃ والاشربة والعقاقیر

۳۔ کتاب تحفة الملوك

عظیم مفسر فلسفی، جس نے ابن سینا پر سخت

تنقید کی۔ تاریخ الحکماء میں اس کی ایک سو

الفخر الرازی (۱۲۱۰)

تصانیف کے نام دیئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ طب پر بھی ہیں۔ مثلاً :

۱۔ الجامع الکبیر فی الطب

۲۔ کتاب النبض

۲۔ شرح کلیات، القاؤن

مزید تفصیل کے لیے ابن ابی اُصیبہ کی طبقات الاطباء اور مکالمے عارف
(تاریخ الحکما کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر برق) ملاحظہ فرمائیے۔

فلسفہ

اسلام کے عہدِ زریں میں اسلامی فلسفہ جہاں بھریں پھیل گیا۔ اور اس قدر
فلسفی پیدا ہوئے کہ انہیں گننا دشوار ہے۔ یہ فلسفی لایعنی مسائل پر نہیں سوچتے
تھے۔ بلکہ اُس اساس و صداقت پر بحث کرتے تھے۔ جس پر نظریہ کائنات قائم ہے
اسلامی فلسفہ کے موضوعات یہ تھے۔

۱۔ خدا و کائنات

۲۔ صفاتِ الہیہ کی حقیقت

۳۔ انسان مجبور ہے یا مختار؟

۴۔ خیر و شر کی تشریح

۵۔ لذت و ألم کی حقیقت

۶۔ تلاشِ مہربت

۷۔ شخصیت پر اعمال کا اثر

۸۔ حیات کی منزل

۹۔ زمین را گذر حیات ہے یا مسکن؟

۱۰۔ تقدیر، رضا و تسلیم، کائنات کی خفیہ طاقتیں، اعمال و جزائے اعمال

اقوام کی بقا و فنا، وحدتِ انسان۔ وغیرہ

چند فلسفیوں کے نام یہ ہیں :

ابن طفیل، ابوبکر محمد بن عبد الملک بن محمد بن طفیل ۱۱۸۵ھ :

غرناطہ کے طبیب جو بعد میں وزارت کے منصب پر فائز ہوئے۔ ان کی تمام تصانیف پادریوں نے جلا دی تھیں۔ صرف ایک فلسفیانہ ناول باقی رہ گیا ہے۔ نام ہے۔ حجت بن یقظان۔ یہ پہلی فلسفیانہ کتاب ہے۔ جو داستان کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ اس کے دیباچے سے ابن طفیل نے تاریخ فلسفہ لکھنے کے بعد امام غزالی ابن سینا اور ابن ماجہ کی بہت تعریف کی ہے۔ اور داستان میں یہ بتایا ہے کہ انسانی فکر کی منتہا ذات خداوندی ہے۔ اور حیات کی آخری منزل اللہ سے اتحاد ہے۔ اس کتاب کو ۱۶۶۱ء میں ایڈورڈ پوکاک نے لاطینی میں منتقل کیا تھا۔ اس کا ترجمہ ۱۶۶۲ء میں روسی ترجمہ ۱۹۲۰ء میں اور سپینی ترجمہ ۱۹۳۲ء میں نکلا۔

کچھ فلسفیانہ تصانیف کے نام یہ ہیں۔

۱۔ الکندی (۵۰ھ) کتاب الفلسفۃ الاولیٰ فی مادیات و الطبیعیات و التوحید۔

۲۔ کتاب فی الفلسفۃ الداخلة

۳۔ کتاب فی اثن افعال الباری کلما عدل

۴۔ رسالۃ فی مابینہ العقل

۵۔ کتاب الفحش علی تعلیم الفلسفۃ

۶۔ فی مابینہ العلم و انشایہ

۷۔ فی مابینہ الشیء الذی لا نہایتہ لہ۔

القفطی نے اس کی بیس فلسفیانہ کتابوں کے نام دیئے ہیں، اس کی متعدد تصانیف کا لاطینی ترجمہ جبرارڈ نے کیا تھا۔

فلسفی بھی تھا۔ اور طبیب بھی، اس کی چند تصانیف فارابی (۹۵۱) کے لاطینی تراجم بھی ہوئے۔ اس کی بعض فلسفیانہ کتابوں کے نام یہ ہیں :-

۱۔ کتاب فی انزال عن ارسطاطالیس۔

۲۔ کتاب فی العقل

۳۔ کتاب الواحد والوحدۃ

۴۔ کتاب فی اسم الفلسفة

۵۔ کتاب الرد علی الرازی

۶۔ کتاب فی اتفاق آراء ارسطاطالیس و افلاطون

۷۔ کتاب فی الفلسفة وسبب ظهورها۔

تاریخ الحکماء میں اس کی تہتر کتابوں کے نام دیئے ہوئے ہیں جن میں سے

تقریباً پچاس فلسفہ و منطق پر ہیں۔

اس حکیم کی چند فلسفیانہ کتابیں طلیطلہ کے بشپ رینڈ

ابن سینا (۱۰۳۷) نے ۱۱۳۰ - ۱۱۵۰ کے درمیان لاطینی میں منتقل کرائی

تھیں۔ بعض کے نام یہ ہیں :-

۱۔ کتاب البر والاثم

۲۔ بعض الحکمة والشرقیہ

۳۔ رسالۃ القضاء والقند

۴۔ اقسام الحکمة

- ۵۔ الہنایۃ واللہنایۃ
- ۶۔ کتاب فی ان علم زید غیر علم عمرو
- ۷۔ کتاب عیون الحکمت
- ۸۔ کتاب الاشارات (منطق)

اپنے وقت کے عظیم فلسفی تھے۔ ان

اشیر الدین مفضل بن عمر (۱۲۴۶) کی تصانیف میں سے صرف دو

کتابیں باقی رہ گئی ہیں۔
ایسا غوجی اور ہدایت الحکمت۔ پہلی منطق پر ہے اور دوسری طبیعیات والہیات
وغیرہ سے بحث کرتی ہے۔

المعروف بر ابن الخطیب، مفسر طبیب، محاسب

فخر الرازی (۱۲۱۰) | فلسفی سب کچھ تھا۔ اس کی چند فلسفیانہ تصانیف

کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ المباحث الشرقیۃ
- ۲۔ مباحث الوجود والعدم
- ۳۔ کتاب القضاء والقدر
- ۴۔ رسالۃ الحدوث
- ۵۔ تجنیز الفلاسفہ
- ۶۔ کتاب الخلق والبعث

غرناطہ کے ایک فاضل، جو

لسان الدین ابن الخطیب (۱۳۷۴) | ساٹھ کتابوں کے مصنف

تھے۔ یہ کتابیں تاریخ، جغرافیہ، ادب، فلسفہ، طب اور تصوف پر تھیں۔

انشان میں سے صرف آٹھ دس باقی رہ گئی ہیں۔ جن میں سے دس باقی رہ گئے ہیں۔
اور باقی متفرق۔ فلسفہ کی کوئی کتاب باقی نہیں رہی۔

ابن الخمار بغدادی (ولادت ۹۲۳ء) | پورا نام حسن بن سوار بن محمد بن
بہرام البو الخیر۔ اس کا نام

دس کتابوں کے نام ملتے ہیں۔ جن میں سے آٹھ منطق پر ہیں اور دو اور
الوفاق بین الفلاسفة والنصاراء اور سیرۃ الفیلسوف فلسفہ پر ہیں۔

عبدی بن زرعہ بغدادی (۹۲۳-۱۰۰۸ء) | فلسفہ اور منطق پر ہیں۔
شارح تھا۔ اس کا نام

کتابوں کے نام تذکروں میں ملتے ہیں۔ ان میں سے ایک منطق پر
حیوانات پر اور باقی منطق و فلسفہ پر ہیں۔ چند نام:

۱۔ کتاب فی العقل

۲۔ اختصار کتاب ارسطو فی المعور من الارض

۳۔ کتاب سوفسطیقا لارسطو

۴۔ کتاب خمس مقالات من کتاب نیکولاؤس فی فلسفہ ارسطو

۵۔ کتاب

ابو زکریا یحییٰ بن عدی بغدادی (۹۵۰ء) : اسی کتابوں کا شارح تھا۔
اس کا نام تاریخ الحکما میں دیے ہوئے ہیں۔

۱۔ کتاب نقض حجج الثائمین۔ بآل الافعال خلق الله الخ
۲۔ کتاب نقض حجج الثائمین۔ بآل الافعال خلق الله الخ

۳۔ کتاب نقض حجج الثائمین۔ بآل الافعال خلق الله الخ

۳۔ مقالۃ فی خنایۃ من یعتقد أنَّ علم الباری بالأمور الممكنة قبل وجودها۔

۴۔ رسالۃ کتبہ لابی بکر الادی العطارد۔

ابن تیمیہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم (۱۲۶۳-۱۳۲۸ھ)
حزان (شام) کے رہنے والے محدث، مفسر، فلسفی اور متکلم۔ پانچ
سو کتابوں کے مصنف اور بدعت کے شدید دشمن تھے۔ ان کی تفسیر
”انجم المحیط“ پچاس جلدوں میں ہے۔ انہوں نے اٹھارہ برس کی عمر
میں لکھنا شروع کیا تھا۔ وفات تک پانچ سو کتابیں لکھیں۔ جنہیں سے
دو۔ چار۔ سات۔ دس، بیس جلدوں میں ہیں۔ اور ایک پچاس جلدوں
نہرست تصانیف میری کتاب۔ سیرت امام ابن تیمیہ میں ملاحظہ فرمائیے۔
چند فلسفیانہ کتابوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ رسالۃ فی القضاء والقدر

۲۔ رسالۃ فی درجات الیقین

۳۔ الواسطۃ بین الخلق والحق

۴۔ رسالۃ فی الارادة والامر

۵۔ السیاسة الالہیۃ والآیات النبویۃ

۶۔ المنقذ من الضلال

۷۔ رسالۃ فی الاحتجاج بالقدر

۸۔ رسالۃ فی مراتب الارادة

۹۔ الکلام علی حقیقۃ الاسلام والایمان

فیثا پور کے رہنے والے۔ بعد
الوَحَّان التَّوْحِيدِی (سنہ میں زندہ) | میں بغداد چلے گئے۔ یا قوت
 نے سیم الادب میں ان کی سترہ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے الاشارات
 الالہیہ اور اخبار القدام و ذخائر الحکماء، فلسفے سے تعلق رکھتی ہیں۔

اپنے دور
تفتازانی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر (۱۲۲۲-۱۳۸۹ھ) | کے فاضل اہل
 علم البیان والعمانی کے امام اور دیگر علوم راجح کے ماہر تھے۔ علامہ سیوطی نے
 بَیِّنَاتُ الْوَعْدَةِ میں اور طحطاوی نے مجمل میں ان کی اٹھارہ کتابوں کے نام دیئے ہیں جن
 میں سے صرف فضیحة المحدثین ایک گوشت فلسفیانہ ہے۔ اس میں ابن العربی کے
 عقیدہ وحدت الوجود کی تردید ہے۔

خیام کی شہرت بحیثیت
عمر خیام، ابو الفتح عمر بن ابراہیم (۱۰۲۸-۱۱۱۲ھ) | شاعر و ریاضی دان
 ہے۔ نظامی عروضی سرقندی لکھتا ہے کہ وہ اکیس کتابوں کے مصنف تھے۔ ان
 میں 'رسالة الوجود' اور 'رسالة فی الکلون والوجود' فلسفیانہ ہیں

مشہور مؤرخ، فیثبہ اور
شہرستانی، محمد بن عبد الکریم (۱۰۴۶-۱۱۵۳ھ) | متکلم تھے۔ فلسفہ پر ان
 کی دو کتابیں ملتی ہیں۔ 'مصابغة الفلاسفہ' اور 'تاریخ الحکماء' ان کی مشہور ترین
 کتاب الملک والنمل ہے۔ جس میں اسلامی فرقوں کا ذکر ہے۔

مشہور مفکر جنہوں
الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد طوسی (۱۰۵۸-۱۱۱۱ھ) | نے اپنی تصانیف
 میں صحیح اسلامی فلسفہ پیش کیا۔ اور تہافتہ الفلاسفہ میں فلسفہ یونان کی تردید کی۔

ان کی پیش تصانیف چند ایران اور یورپ میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے کتب ذیل کا تعلق یا تو فلسفیانہ مسائل سے ہے۔ اور یا ان کا انداز فلسفیانہ ہے۔

۱۔ احیاء العلوم

۲۔ الحکمة فی مخلوقات اللہ

۳۔ مقاصد الفلاسفہ

۴۔ تہانۃ الفلاسفہ

۵۔ کیمیائے سعادت

چند دیگر تصانیف :-

۱۔ کتاب الوجیز

۲۔ علم الاصول

۳۔ معیار العلم

۴۔ محکم النظر

۵۔ القسطاس المستقیم

۶۔ رسالۃ القدیہ

۷۔ قواعد العقائد

۸۔ مشکوٰۃ الاواء

۹۔ جوابہ القرآن

۱۰۔ اثبات التوکل

۱۱۔ مشکوٰۃ القلوب

۱۲۔ میزان العمل

رہنمائی جو فیصلہ کے سکول آف اورینٹل سٹڈیز کا فارغ التحصیل تھا۔

اپنی تصانیف میں غزالی کا کاروبار حوالہ دیتا ہے اور اپنی ایک کتاب *Pugio Fidei* میں تھامہ الغلاسفہ کا خلاصہ بھی پیش کیا ہے۔ الغزالیؒ کی یاد ہم لکھتا ہے۔

۔۔۔ الغزالی نے یورپ کو بے حد متاثر کیا، وہ ایک عظیم فلسفی متکلم، محدث اور صوفی تھا۔۔۔۔۔ اس کی منطقی۔ طبیعی اور مابعد الطبعی تصانیف بارہویں صدی میں طلیطلہ کے مترجمین کی وساطت سے یورپ میں پھیل گئیں گو غزالی کے مابعد الطبعی فلسفے کی گزشتہ اوس برائے کے فلسفے سے کم تھی تاہم یہ فلسفہ مانگوں پر چھا گیا۔ یہاں تک کہ بعد میں ابن رشد اور سینٹ تھامس کے فلسفے نے اسے پیچھے دھکیل دیا۔

یہ فلسفہ میں

شہروردی شہاب الدین بکھی بن خباش (۱۱۵۲-۱۱۹۱) سینا بارطو کے قریب تھے۔ انہوں نے فلسفہ، مذہب اور تصوف کو ملا کر ایک نیا نظام مذہب اخلاق پیش کیا۔ جو فلسفہ اشراق کے نام سے مشہور ہے اور جس کی پوری تفصیل ناک کتاب حکمت الاشراق میں ملتی ہے۔

میرالدین ابو جعفر محمد بن محمد بن حسن طوسی (۱۱۴۴-۱۲۴۸) بلاکو خان کے

۱۔ میراث ص ۲۴۲

۲۔ ص ۲۴۹-۲۵۰ ۳۔ سپین کا ایک میوردی جو فلسفہ و تصوف میں ابن رشد

اوس (۱۱۹۳) کا پیر تھا۔ اس نے *Fons Vitae* کے عنوان سے ایک عربی کتاب لکھی تھی جو بعد میں لاطینی میں ترجمہ ہوئی۔

وزیر تھے۔ فلسفہ، منطق اور دیگر علوم میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ انہوں نے سینا کی کتاب الاشارات کی شرح لکھی جس میں فخر الرازی کی مخالفت اور سینا کی حمایت کی۔ آنجناب کا عربی میں ترجمہ کیا۔ عربی کی ایک کتاب الطہارۃ فی الحکمة کو فارسی میں منتقل کیا۔ اور اس کا نام اخلاقِ ناصری رکھا۔ اس میں فلسفہ اخلاق پر تفصیلی بحث ہے۔

علامہ محمد بن اسحق جلال الدین دوانی (۱۳۲۷-۱۵۰۱) | فلسفہ و منطق
ان کی شہرت
میں تھی۔ ان کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حاشیہ تہذیب المنطق والكلام

۲۔ رسالۃ الزوراد

۳۔ اثبات واجب

۴۔ حاشیہ شمسیہ

۵۔ الوارثانیہ

۶۔ شرح عقائد

۷۔ اخلاقِ جلال (فلسفہ اخلاق پر شہرہ آفاق کتاب جس کے کئی تراجم یورپی زبانوں میں ہو چکے ہیں)

موسیٰ بن میمون اندلسی (۱۲۰۳) | سپین کا ایک اسرائیلی۔ جس نے ایک
کے سوا باقی تمام کتابیں عربی میں لکھیں
تقریباً سب کی سب عبرانی و لاطینی میں ترجمہ ہوئیں۔ اس کے فلسفیانہ افکار
سچے اسپینوزا (۱۶۷۷) اور کانت (۱۸۰۴) بھی متاثر ہوئے۔ اس کی چند کتابوں
کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ شرح تلموذ (تلموذ تورات کی شرح ہے)
- ۲۔ ابطال المعاد (حیات بعد الموت کا انکار)
- ۳۔ مختصر (جالیئوس کی ایکس کتابوں کا اختصار)
- ۴۔ تہذیب کتاب الاستکمال لابن الفی الاغلیسی (بیت)
- ۵۔ تہذیب کتاب الاستکمال لابن ہود (ریاضی)

ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد بن محمد (۱۱۲۶-۱۱۹۸) جس کی تصانیف

چھ سو برس تک یورپی درس گاہوں میں نصاب رہیں۔ ان کتابوں میں سے چند ایک یورپ میں تو ہیں۔ لیکن اسلامی ممالک میں کوئی نہیں۔ صرف چند نام رہ گئے ہیں۔ مثلاً :-

- ۱۔ تہافت التہافت (غزالی کی کتاب تہافت جواب)
- ۲۔ کشف المناہج (فلسفہ)
- ۳۔ فصل المقال فی موافقة الحکمة والشریعة (فلسفہ)
- ۴۔ ہدایۃ المجتہد (فقہ)
- ۵۔ کلیات (طب)
- ۶۔ ارسطو کی دسے ٹکٹیں کتاب الشعرا کی شرح
- ۷۔ ارسطو کی ریٹارکس (خطابت) کی شرح
- ۸۔ افلاطون کی ریپبلک (جمہوریت) کی شرح

ابن رشد، مذہب، کائنات، روح، بقائے روح، آخرت اور دیگر مسائل پر عام علما سے اختلاف رکھتا تھا۔ اٹلی کے مشہور فلسفی، پادری طامس ایکوناس نے اپنی کتاب سترہ میں ابن رشد کی تردید کی ہے۔ لیکن راجر بیکن اُسے

ارسطو اور سینا کے بعد کائنات کا تیسرا بڑا فلسفی قرار دیتا ہے۔ پیرس کی
یونیورسٹی اپنے نادرغ التحصیل طلبہ سے حلف لیا کرتی تھی۔ کہ وہ ارسطو کی ہر
وہ شرحیں پڑھائیں گے۔ جو ابن رشد کی تیار کردہ ہیں۔ ابن رشد نے کتب ارسطو
پر تین قسم کی کتابیں لکھی تھیں۔

۱۔ ہر کتاب کا خلاصہ

۲۔ ہر کتاب کی مختصر شرح درمیان طلبہ کے لیے۔

۳۔ ہر کتاب کی مفصل شرح انتہائی طلبہ کے لیے۔

موسکی بن یسوع (۱۱۴۰-۱۱۵۰) ابن رشد کی تصانیف کی شرحیں لکھا کرتا تھا۔ یہودی
کی دینی مجلس کو یہ بات ناگوار گزری۔ اور اس کی تمام کتابیں جلا دیں۔ عیسائیوں
کا لائسنسکنٹ فرقا ابن رشد کے فلسفے کا مبلغ تھا۔ ۱۲۳۳ء میں فریڈرک دوم
۱۲۵۵ء میں ارسطو اور ابن رشد کی تصانیف کو غیفلت پر غیور سٹی میں بطور مناسب
سج کیا۔ نیز ابن کے لائسنس راہم یون (فرانس) یونیورسٹی کو بھیجے۔ ۱۲۴۲ء
میں لوئیس اڈرم دوم نے حکم دیا کہ فرانس کی تمام درسگاہوں میں ابن رشد
کی وہ کتابیں پڑھائی جائیں۔ جن کا تعلق ارسطو سے ہے۔

فریڈرک دوم نے اسی علم راست تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ سپین
میں ایک یہودی گھرانہ علم و فضل میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ تو اسے جرمنی

۴۔ معرکہ مذہب و مائتس

۵۔ فرانسس آئی کا ایک پارٹی تھا (۱۱۸۲-۱۲۲۹) جس کے کوڑھیوں اور پامپا
کی خدمت کے لیے فلسفہ میں ایک فرقہ کی بنیاد ملی۔ جو فرانسسکن کے نام سے مشہور ہے۔

۶۔ تارخ یزدان ہر وہ

مکالمہ۔ ان میں سے ایک یہود بن سلیمان نے طلب المہکتہ لکھی جو ابن رشد کے انکار کا آئینہ تھی۔ اسی گھرانے کے ایک اور عالم یعقوب بن مزیم نے فریڈرک کے حکم سے ابن رشد کی کئی تصانیف کا ترجمہ کیا۔ ایک اور فاضل کالونیم (پ ۱۲۸۷) نے اس کی چند تصانیف عبرانی میں منتقل کیں۔ اسی دور کے ایک یہودی لادوی بن حزق شون نے اس کی بعض کتابوں کی شرحیں لکھیں۔ شمس الدین میں کسی نے اس کی تہافہ کا لاطینی ترجمہ کیا۔ اور فریڈرک دوم کے دوست اور درباری مائیکل سکاٹ نے اس کی متعدد کتابوں کی شرحیں لکھیں نیز تراجم کیے۔ اس کی کتاب فصل المقال کا فرانسیسی ترجمہ ایل۔ گیتھیر نے شائع کیا تھا۔ طلیطلہ کارینڈارٹن اپنی تصانیف میں غزالی و ابن رشد کے عربی اقتباسات بکثرت پیش کرتا ہے۔

مورخین یورپ اس امر پر متفق ہیں کہ اس فلسفی نے اہل یورپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ اس کی تصانیف چھ سو برس تک یورپی درس گاہوں میں نصاب رہیں۔ اور آج بھی فلسفہ یورپ کی ذہنی بیداری اور حیاتی ثانیہ کی تمام توابیخ ابن رشد کے فکر سے لبریز ہیں۔

فلسفیان اسلام کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ اسے قلم بند کرنے کے لیے کئی برس چاہئیں۔ ایک مصری عالم محمد لطفی نے "فلاسفۃ الاسلام" کے نام سے سو اتین سو صفحات کی ایک کتاب لکھی ہے۔ لیکن وہ بہت مختصر ہے۔ لاہور کے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر پروفیسر ایم۔ ایم شریف فلسفۃ اسلام کی

تاریخ گزشتہ کئی برس سے قلم بند کر رہے ہیں۔ آج سے چار برس پہلے (۱۹۶۲ء) بھی اس تاریخ کا نامکمل مسودہ دیکھتے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ تاریخ کئی جلدوں میں نکلے گی۔

ریاضی

ڈاکٹر ڈیربرگھتے ہیں :

”الجبر کے لیے ہم عربوں کے ممنون ہیں۔ ریاضی کی اس شاخ کا نام تک انہی کا رکھا ہوا ہے۔ اس فن کے جو پچھلے کچھ اجزا دارالعلم اسکندریہ سے اُن تک پہنچے تھے۔ اُن میں انہوں نے اُن معلومات کا اضافہ کیا۔ جو ہندوستان سے حاصل کی تھیں۔ اور ترتیب و تنسیج کے بعد اس اصلاح یا نئے مجموعے کو ایک مستقل فن کی حیثیت سے مقرر کیا۔ تیرھویں صدی میں عربوں کا یہ فن اٹلی میں پہنچا۔“

”کلیسا نے بارہ سو برس کی اُمرانہ حکومت میں ایک بھی ریاضی دان

پیدا نہیں کیا“

عرب جیومیٹری اور ٹریگنومیٹری کے موجد تھے۔ یونانیوں کی ریاضی انہی کی معرفت یورپ تک پہنچی۔ مسلم ریاضی دانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ کہ

۱۵۰۰ مسعودی و سائنس ۱۳۲۳

۱۵۰۰ مسعودی و سائنس ۱۳۲۳

پوری فہرست شاید چار سو صفحات کی کتاب میں بھی نہ سما سکے۔ بہار چند مشہور
علمائے ریاضی (محاسبین) کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پیشانیہ (۱۰۳۸-۱۱۱۲) | ول ڈیورڈن لکھتا ہے کہ قرون وسطیٰ میں عربی
سے بڑا ریاضی دان موجود نہیں تھا۔ اس کا الجبرا

جس کا فرانسیسی ترجمہ F. Woepckes نے کیا تھا، یونان نیز
الخوارزمی کی سطح سے بلند تر تھا۔ ریاضی پر اس کی تمام تحریرات ضائع ہو گئی ہیں
صرف چند اجزاء یورپ کے علمی خزائن میں باقی ہیں۔

عبدی مامون کا منجم و حساب
خوارزمی، ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ (۸۲۴ء) | ریاضی دان جس کی

کتاب الجبر و المقابله کالاطین ترجمہ اٹلی کے ایک ریاضی دان یونانارڈ فیونچی
نیز بنیٹارڈ نے کیا تھا۔ اس کا انگریزی ترجمہ ایف۔ ڈیوڈن نے ۱۸۳۱ء میں کیا۔
یہ کتاب ایک ہزار سال تک یورپ کی درس گاہوں میں بطور نصاب درج رہی۔
یورپ میں ریاضی کا پہلا رسالہ ۱۸۳۹ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں مورت یونانارڈ
فیونچی (۱۲۲۷ء میں زائید) کا کچھ ترجمہ تھا۔ وہیں۔

ثابت بن قرۃ (۸۳۶-۹۰۱) | ثابت بن قرۃ نے ہر فن پر کتابیں لکھیں۔ ریاضی پر
اس کی تصانیف کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ کتاب فی اثبات الخلیفین المستقیمین اذا خرجا علی اقل من
ذاتیہن تاہمین التقایا فی جہۃ خروجا۔
- ۲۔ کتاب فی استخراج مسائل الهندسیۃ

۲۔ فی مساحۃ الأشکال المسطحة

۳۔ کتابۃ فی الأعداد

۵۔ کتاب فی عمل شکل مجتمدی از بیح عشرۃ قاعدۃ

۶۔ کتاب فی مساحۃ الأجسام المتکافئة

۷۔ کتاب فی قطع المخروط

۸۔ اقلیدس کے دو مقالوں کی شرح۔

اس کی بعض تصانیف جیٹارڈ نے لاطینی میں منتقل کیں۔

بوزجان

ابوالوفا، محمد بن محمد بن یحییٰ البوزجانی (۹۴۰-۹۹۹) نیشاپور کا

ایک قصبہ ہے۔ جہاں یہ حکیم ۹۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ ریاضی میں کمال حاصل کرنے کے بعد یہ مختلف درسگاہوں میں معلم رہا۔ اور بغداد میں فوت ہوا۔ اس کی کتب ریاضی کی فہرست یہ ہے :

۱۔ کتاب المنازل فی الحساب

۲۔ تفسیر الخوارزمی فی الجبر والقالبہ

۳۔ تفسیر کتاب دیوفنطس فی الجبر

۴۔ تفسیر کتاب ابنہرثس فی الجبر

۵۔ الدخول الی الامثا طبعی

۶۔ کتاب فی ما یبغی ان یحفظ قبل کتاب الارشما طبعی

۷۔ البراہین علی القضا یا فیما استعملہ دیوفنطس

۸۔ کتاب استخراج مبلغ المکعب

۹۔ کتاب الکامل

۱۔ کتاب العمل بالمجدول البتینی
اس کی تصانیف آٹھ صدیوں تک یورپ کی درسگاہوں میں استعمال ہوتی

ہیں۔

پیرس کی یونیورسٹی میں ابو الوفا کے علم اور بعض نظریات پر ۸۴۶ء
سے ۸۵۸ء تک بحث ہوتی رہی۔ جس میں پروفیسر بیاٹ (Biot)
ارگو (Arago) اور جوزف برٹرنڈ جیسے فضلاء حصہ لیا تھا۔

اس نے حساب اور جیومیٹری
نصیر الدین محقق طوسی (۱۲۰۱-۱۲۷۴) کے متعلق اسکات کی سولہ
کتابوں پر حواشی لکھے۔ ان میں سے چار عربوں کی تھیں۔

احمد بن محمد بن مروان بن الطیب الشیرازی (۹۰۰ء) خلیفہ معتز (۹۲۲-۹۳۰ء)
کا درباری تھا۔ اس کی چوبیس کتابوں کے نام تاریخ الحکما میں دیئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے
ایک کتاب الارشاد طیفی والجبرہ المقابله ریاضی پر ہے۔

اس کی صرف پانچ کتابوں کے نام باقی رہ گئے
احمد بن عمر الکراہیسی ہیں۔ ایک (کتاب الوصایا) کے سوا باقی چار
حساب پر ہیں۔

۱۔ شرح اقلیدس

۲۔ کتاب الحساب البندی

۱۔ میراث ص ۲۹۰

۲۔ ص ۲۹۵

۲. کتاب مساحة الملقنة

۳. کتاب مساحة الدور

یہ ہر فن مولا تھا۔ ریاضی پر اس کی تصانیف

یہ ہیں :

ابن النیشم (۱۰۲۹)

۱. مصادر اقلیدس
۲. الشاوک علی اقلیدس
۳. مساحة الجسم المتکافی
۴. العدد والجسم
۵. قسمة الخط الذي استقله ارشميدس في الكرة
۶. استخراج مسئلة عددية
۷. مقدمة صنيع المتبع
۸. تزييع الدائرة
۹. اصول المساحة
۱۰. اعداد الوفق
۱۱. مسئلة في المساحة
۱۲. اعملة المثلثات
۱۳. عمل المتبع في الدائرة
۱۴. حل سلك من الجسم
۱۵. حل شك من اقلیدس
۱۶. استخراج صنيع المكعب
۱۷. جمل الحساب الهندي

- ۱۸ - خطوط الساعات
 ۱۹ - الكرة أو سطح أشكال المجسمة
 ۲۰ - مساحة الكرة
 ۲۱ - حساب المعالقات
 ۲۲ - مسئلة هندسية
 ۲۳ - شرح قانون اقليدس
 ۲۴ - استخراج خط نصف النهار بطلی واحد
 ۲۵ - برکار الدوائر العظام
 ۲۶ - جمع الاجزا
 ۲۷ - قسمة المقدارين
 ۲۸ - تحليل والتكيب
 ۲۹ - شكل بنی موسی
 ۳۰ - استخراج اربعة خطوط
 ۳۱ - سمت القبلة بالحساب
 ۳۲ - ارتفاع القطر
 ۳۳ - تعلیق فی الجبر
- تجیش الحاسب | مرقوم کار بننے والا۔ بغداد میں ریاضی اختیار کی۔
 مامون و منجم کا زمانہ دیکھا۔ بحیثیت منجم شہرت
 پائی۔ اور ایک کتاب کتاب الدوائر ریاضی پر لکھی۔
 ریاضی پر اس کی دو کتابوں کے
 سمول بن یحود اندلسی (۵۷۱ھ) نام ملتے ہیں۔

۱۔ کتاب التثانی فی القایم الزادیہ

۲۔ منیر فی مساحتہ اجسام الجواہر

نامون (۸۱۳ - ۸۳۳) کا درباری عالمِ حسن

عباس بن سعید الجوسہری نے ریاضی پر دو کتابیں لکھیں :

۱۔ کتاب تفسیر اقلیدس

۲۔ کتاب الاشکال التی فی المقالة الأولى من کتاب اقلیدس۔

ابوالفضل ابو محمد عبد الحمید بن واسع الجبلی
گیلان کا ایک فاضل جس نے حساب پر دو کتابیں

چھوڑیں۔

۱۔ کتاب الجامع فی الحساب

۲۔ کتاب نوادیہ الحساب وخواص الأعداد

موصول کا یہ عالم شرح کتاب الجبر والقطر
علی بن احمد العمرانی الموصلی
لأبی کامل المصری، کا مصنف تھا۔

انطاکیہ کو چھوڑ کر بغداد میں
ابوالقاسم علی بن احمد الانطاکی (۹۸۷) آگیا۔ اور عضدالدولہ دہلی

(۹۸۲) کا معجب بن گیا۔ اس کی تمام تصانیف ریاضی پر تھیں۔ چھ کے نام
یہ تھے۔

۱۔ کتاب التخت الکبیر فی الحساب البندی

۲۔ کتاب الحساب علی التخت بلا محو

۳۔ تفسیر الارشاد طبعی

۴۔ شرح اقلیدس

۵ - الموازين العددية

۶ - کتاب الحساب بالتحکک

ابوبکر رازی (۹۲۵)
 رازی نے بھی ریاضی پر کچھ کتابیں لکھی ہیں۔
مثلاً:

۱ - کتاب فی نظر الزائغ

۲ - رسالة فی الجبر

محمد بن کرّة آل صہبانی
 اپنے عہد کا مشہور ریاضی دان تھا۔ اس کی
کتاب الجامع فی الحساب کو کافی

شہرت حاصل ہوئی۔

موسیٰ بن شاکر
 عہد ہامون کا مشہور ریاضی دان تھا۔ اس کے قریبی
تھے۔ عمرو۔ احمد اور حسن۔ یہ تینوں بہت جینی

حساب وغیرہ میں ماہر تھے۔ تذکرہ نگار۔ ابناؤ موسیٰ کے تحت ان تینوں کا
ذکر یکجا کرتے ہیں۔ محمد سب سے بڑا تھا۔ اس کی وفات ۳۲۷ھ میں ہوئی

تھی۔ باقی بھائیوں اور ان کے والد کی تاریخ وفات کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔
ان بھائیوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ الفیضی نے جریج الکافی میں

کتابوں کے نام دیئے ہیں۔ ان میں چار ایسی ہیں۔ جن کے سامنے مصنف کا
نام درج نہیں۔ اور جب تک اصل کتاب سامنے نہ آئے مصنف کا یہ

چل سکتا۔ اس فہرست میں تین ریاضی پر ہیں۔
۱ - کتاب الشکل الذوری التلیل۔ جس میں موسیٰ

۲ - کتاب الشکل الهندسی
یہ کتاب نظام مشاہدہ

۱۔ کتاب التلث القایم الزادیہ

۲۔ سنیرنی مساحتہ اجسام الجواہر

مامون (۸۱۳ - ۸۳۳) کا درباری عالمِ حین

عباس بن سعید الجوسہری نے ریاضی پر دو کتابیں لکھیں :

۱۔ کتاب تفسیر اقلیدس

۲۔ کتاب الاشکال التي في المقالة الأولى من كتاب اقلیدس۔

گیلان کا ایک فاضل حین

ابو الفضل ابو محمد عبد الحمید بن واسح الجیلی نے حساب پر دو کتابیں

چھوڑیں۔

۱۔ کتاب الجامع فی الحساب

۲۔ کتاب نواذیر الحساب وخواص الأعداد

موصول کا یہ عالم شرح کتاب الجبر والقاب

علی بن احمد الحرانی الموصلی لابی کامل المصری، کا مصنف تھا۔

انطاکیہ کو چھوڑ کر بغداد میں

ابو القاسم علی بن احمد الانطاکی (۹۸۷) آ گیا۔ اور عضد الدولہ دہلی

(۹۸۲) کا صاحب بن گیا۔ اس کی تمام تصانیف ریاضی پر تھیں۔ چھ کے نام

یہ تھے۔

۱۔ کتاب التخت الکبیر فی الحساب البندی

۲۔ کتاب الحساب علی التخت بلا محو

۳۔ تفسیر الارشما طیقی

۴۔ شرح اقلیدس

۵۔ الموازن الحدید

۶۔ کتاب الحساب بلا تحت

رازی نے بھی ریاضی پر کچھ کتابیں لکھی تھیں۔

ابوبکر رازی (۹۲۵) مثلاً:

۱۔ کتاب فی قطر المربع

۲۔ رسالۃ فی الجبر

اپنے عہد کا مشہور ریاضی دان تھا۔ اس کی

محمد بن کثرۃ الأصفہانی کتاب الجامع فی الحساب کو کافی

شہرت حاصل ہوئی۔

عہد مامون کا منجم و ریاضی دان تھا۔ اس کے تین بیٹے

موسیٰ بن شاگرد تھے۔ عہد۔ احمد اور حسن۔ یہ تینوں ہیئت۔ موسیقی۔

حساب وغیرہ میں ماہر تھے۔ تذکرہ نگار "أبناء موسیٰ" کے تحت ان تینوں کا

ذکر کیا کرتے ہیں۔ محمد سب سے بڑا تھا۔ اس کی وفات ۳۷۸ھ میں ہوئی

تھی۔ باقی بھائیوں اور ان کے والد کی تاریخ وفات کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

ان بھائیوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ النقضی نے تاریخ الحکام میں دس

کتابوں کے نام دیے ہیں۔ ان میں چار ایسی ہیں۔ جن کے سامنے مصنف کا

نام درج نہیں۔ اور جب تک اصل کتاب سامنے نہ آئے مصنف کا پتہ نہیں

چل سکتا۔ اس فہرست میں تین ریاضی پر ہیں۔

۱۔ کتاب الشكل الكروی المستطیل۔ حسن بن موسیٰ

۲۔ کتاب الشكل الهندسی

۳۔ کتاب مساحة الكرة وقسمۃ الزاویۃ بثلاثۃ اقسام متساویۃ

دوسری اور تیسری کتاب کے مصنف کا نام درج نہیں۔

تولمیسوں کا درباری

منجم جس نے بغداد

ابو سنبل و یحییٰ بن رستم الکوهی (۹۰۹ میں زندہ)

میں ایک رصد گاہ بنائی تھی۔ یہ اس زمانے میں سب سے بڑا منجم و منجم تھا۔ اس کی نو تصانیف کے نام ملتے ہیں۔ جن میں سے ایک ہیئت پر اور باقی ریاضی

پر ہیں۔

۱۔ کتاب مراکز الاکر

۲۔ کتاب الاصول علی تحریکات اقلیدس

۳۔ کتاب البرکار التام

۴۔ کتاب مراکز الدوائر

۵۔ کتاب اخراج الخطین علی نسبة

۶۔ کتاب الدوائر المتماثلہ

۷۔ کتاب استخراج ضلع المستطیع

۸۔ کتاب الزیادات علی ارشمیدس

۹۔ کتاب مسند الاسطرلاب

صرف آخری کتاب ہیئت پر ہے اور باقی تمام ریاضی پر۔

الکندی نے ریاضی پر بیس کتابیں لکھی تھیں۔ ان میں

الکندی (۸۵۰) سے گیارہ حساب پر اور بائیس جیومیٹری پر ہیں۔ مکمل

فہرست کشف التکنون یا الفظلی میں دیکھیے۔ چند نام یہ ہیں :

۱۔ رسالۃ فی الحساب الهندی

۲۔ رسالۃ فی الکیمیۃ المتعاقبۃ

- ۲۔ رسالۃ فی الجبر العدید
 - ۳۔ کتاب فی التایید الاعداد
 - ۴۔ رسالۃ فی الدخول الی الارشاد لیسعی
 - ۵۔ کتاب اغراض کتاب اقلیدس
 - ۶۔ کتاب فی دترم الدائری
 - ۷۔ کتاب فی تقرب دترم التبع
 - ۸۔ کتاب تقسیم ثلث دائری
 - ۹۔ کتاب قسمة الدائری ثلثیہ اقسام
- یوعلی سینا کی بھی ایک کتاب ریاضی پر بھی موجود ہے۔

سینا (۱۰۳۰) | نام ہے :

مختصر اقلیدس

ہمارے ریاضی دانوں نے قرون وسطیٰ کو کیا کچھ دیا۔ اس کی تفصیل میراث اسلام (آرٹائل) کے آخری باب "ریاضی و ہیت" میں ملاحظہ فرمائیے:

علم ہیت

قرون وسطیٰ کے عرب حکماء و علماء کو شمار کرنا مشکل ہے۔ القفطی نے چار سو گیارہ ابن ابی اُقیبہ نے چھ سو اور ابن خلکان نے آٹھ سو پینسٹھ علماء و مشاہیر کا ذکر کیا ہے۔ آج سے ساڑھے چھ سو برس پہلے کمال الدین

عبدالرزاق ابن الخولعی (۱۲۴ھ) نے مسلم شامیر کا ایک مجموعہ پچاس جلدوں میں
تیار کیا تھا۔ نام تھا: "مجمع الادب فی مجموع الاقصاب" اس کی ایک جلد میرے
پاس بھی موجود ہے۔ یہ ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں پچپن "کافی" پچپن
"الکامل" سترہ "الکرم" اڑتیس "کاظم" کاتب" وغیرہ اور چار سو چوبیس "کمال الدین"
ہیں۔ میزان ۶۴۴۔ اُس زمانے میں علم ہیئت، تصانیف تعلیم کا حصہ تھا اور
اس لیے یہ کتب سب لفظ نہ ہو گا۔ کہ اس عہد کا ہر عالم ہیئت دان بھی تھا۔ صفات
گزشتہ میں تجھے علماء کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب کے سب ہیئت دان تھے۔ اور تقریباً
ہر مصنف نے ہیئت پر کوئی نہ کوئی کتاب لکھی تھی۔ یورپ کے ایک فاضل
کو ریلیون نے عرب ہیئت دانوں کے حالات چار جلدوں میں لکھے تھے۔ جس کا
ترجمہ: "علم الفلك عند العرب فی القرن الواسطی" کے عنوان سے ایک
مصری نے کیا ہے۔ موضوع اتنا وسیع ہو۔ تو اختصار و اشارات کے سوا چارہ
نہیں ہے۔

عربوں نے پہلا کام یہ کیا کہ یونانیوں کا سارا علم ہیئت عربی میں منتقل
کیا۔ اس کے بعد جابجا مدد گاہیں بنائیں۔ طویل مشاہدے کیے۔ ستاروں
کی فہرستیں تیار کیں۔ ان کے نام تجویز کیے۔ ان کی رفتار کا اندازہ لگایا
آفتاب و مانتاب کی روشنی، حرکت، زمین سے دوری وغیرہ پر روشنی ڈالی۔
آفتاب و مانتاب کی مدت معین کی۔ کسوت و خورن کے اسباب بتائے۔ ذوقیال (۱۰۰۸)
سال و ماہ کی مدت معین کی۔ مانتابوں کے مدار بتائے۔ یعنی وہ حرکت کرتے وقت انڈے
نے اعلان کیا۔ کہ سیاروں کے مدار بیضوی ہیں۔ یعنی وہ حرکت کرتے وقت انڈے
نے شکل کا دائرہ بناتے ہیں۔ علی بن یونس مصری (۱۰۰۹) نے وقت کی پیمائش
کی شکل کا دائرہ بنایا۔ عمر خیام (۱۱۱۳) نے ۳۶۵ میں ایران کے
کے لیے پیمانہ علم سے کام لیا۔

ایچ آف نیچے ص ۱۲

کیلنڈر میں ایسی اصلاح کی۔ کہ وہ دنیا بھر کے کیلنڈروں سے بہترین گیا۔ عیسوی
کیلنڈر میں تین ہزار تین سو تیس سال کے بعد ایک دن کا فرق پڑتا ہے۔ اور
خیام کے کیلنڈر میں ایک دن کا فرق تین ہزار سات سو ستتر برس کے بعد
ہوتا ہے۔ خیام جو تثنیٰ بھی تھا۔ ایک مرتبہ سلجوق سلطان ملک شاہ دوم (۱۱۰۴ء)
نے اُسے کہا۔ کہ میں شکار کے لیے جنگل میں جاتا چاہتا ہوں۔ کوئی ایسا ہفتہ
انتخاب کر کہ اس میں باد و باران کا اندیشہ نہ ہو۔ خیام نے زائچہ بنا کر ایک
ہفتہ منتخب کیا۔ جب شاہی سواری دو تین فرسنگ کا فاصلہ طے کر چکی۔ تو
ایک دم مغرب سے آندھی اُٹھی۔ اور بادل گر جنے لگے۔ ملک شاہ نے عمر خیام
سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کہا۔ *فَلَّحَ الْهَلِي*؛ فکر نہ کیجئے۔ یہ سب کچھ نیم صبح
میں ختم ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد سات دن تک آسمان صاف رہے گا چنانچہ
ایسا ہی ہوا۔

عبد یامون کا ایک منجم جس نے ہیت
ابوالعباس احمد بن محمد فرغانی

پر کئی کتابیں لکھی تھیں۔ مثلاً :

- ۱۔ اصول علم النجوم
- ۲۔ جوامع علم النجوم
- ۳۔ المدخل الی علم ہیت الافلاک
- ۴۔ کتاب المفصول الثلاثین

اس کی المدخل، کالاطینی ترجمہ حیرارڈ نے کیا تھا جو ۱۵۲۷ء میں طبع

ہوا۔

اس کی تین کتابیں ہیت پر بھی

ہیں :-

محمد بن موسیٰ خوارزمی (۸۴۴ء)

۸۔ کتاب اثبات علم النجوم

۹۔ تریج القرائات

۱۰۔ کتاب الاختیارات علی منازل القمر

اس کی چار کتابیں ایڈ کر ڈی اور جو ہانس ڈی لیونو نے لاطینی میں منتقل کیں۔

البتانی، محمد بن جابر بن سنان الحرانی (۹۲۹ء) | اس نے بیالیس
مشاہدات کیے۔ پھر کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں سے چار یہ ہیں:

۱۔ کتاب الزیج

ظالع البروج

۲۔ شرح الاربعین لبطلی موس

۳۔ اقدار الاتصالات

نیلون نے اس کی کتاب الزیج کا لاطینی ترجمہ محدثن ایڈٹ کر کے ۱۶۰۳ء
میں شائع کیا۔ اس کی ایک کتاب کا ترجمہ پلینو آف ٹوالی نے کیا۔ راجیو مانتھس
(Ragiomontanus) نے البتانی کی الواح کی مدد سے وہ نقشہ بنائے
ہمیت تیار کیے۔ جن کے سہارے گولیس امریکہ تک پہنچا۔

زرقالی، ابو اسحاق، ابراہیم البیہقی علی (۱۰۸۷ء) | سپین کا ایک مخم
جو ایک خاص

قسم کے اصطراب کا موجد تھا۔ جس کا نام صفیہ تھا۔ اس پر ایک کتاب بھی

۱۔ میراث ۳۸۷

۲۔ میراث حاشیہ ۳۸۷

لکھی۔ جس کا لاطینی ترجمہ ایک یہودی نے کیا اور مسیحا نوزی ترجمہ سپین کے بادشاہ
 الفونسو دہم (۱۲۵۲-۱۲۸۴) نے۔ پندرہویں صدی میں ایک یورپی منجم
 (Ragiomontanus) نے "صغیر" پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ کا پرینیکی
 (پ ۱۴۴۳) اپنی کتابوں میں زرقالی کا بار بار حوالہ دیتا ہے۔

غزناطہ کے مشہور حکیم ابن طفیل (۱۱۸۵) کا شاگرد
 ابوالسحاق بطروجی | جس کی کتاب الہیتہ کا عبرانی ترجمہ موسیٰ بن طہش
 اور لاطینی ترجمہ کینونیمس نے کیا تھا۔

نے تراخ میں ایک رصد گاہ بنائی تھی۔ جو
 نصیر الدین طوسی (۱۲۴۴) | اہل خانی رصد گاہ کے نام سے مشہور ہوئی
 اس نے طویل مشاہدات کے بعد ایک ذریعہ تیار کی۔ جو یورپ میں بہت مقبول
 ہوئی۔

تیور کا پوتا۔ جس نے سمرقند میں ایک رصد گاہ بنوائی۔
 الخ بیگ (۱۴۴۹) | اور سلطنت میں چند ہشت دالوں کو مشاہدہ فلک
 پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے ستاروں کی ألواح (نقشے۔ چارٹ) تیار کیں۔ جو
 ألواح الخ بیگ کے نام سے مشہور ہیں۔ سلطنت میں جے گریوڈ اور ٹی۔ ہائیڈ
 نے ان ألواح کو ایڈٹ کیا اور پھر لاطینی ترجمہ سمیت لندن سے شائع کیا۔

۱۴۴۹ء میں موسیو سیدی لاط (Sedillot) نے ان ألواح
 کا دیباچہ فرانسیسی میں ترجمہ کیا۔

۱ میراث ۲۹۴

۲ ۲۹۵

ابراہیم بن حبیب الفرّازی | اس نے پہلی مرتبہ اضطراب حاصل کیا تھا۔ اس کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

۱۔ کتاب الزیج

۲۔ العمل بالاضطراب ذوات الحلق

۳۔ العمل بالاضطراب المنقطع

۴۔ القصیدۃ فی علم النجوم

کی تصانیف :-

ابن البیثم (۱۰۳۹) | ۱۔ صورت الکسوف

۲۔ اختلاف منظر القمر

۳۔ روئے الکواکب

۴۔ الشکرک علی بطل مؤنس

۵۔ منوال القمر

۶۔ ارتفاعات الکواکب

۷۔ کتاب البرہان علی ما یراہ الفلکیون فی احکام النجوم

کی تصانیف :-

حبش الحارثی المزوری | ۱۔ زیج المعروف بالمستحق

۲۔ الزیج الصغیر

۳۔ العمل بالاضطراب

۴۔ الزیج الدمشقی

۵۔ الزیج المائون

تخلیفہ القاسم کا درباری طبیب،
جس نے مختلف عنوانوں پر اٹھارہ

شمارہ (۹۲۳)

سنان بن ثاب

کتابیں لکھیں۔ ان میں سے دو نجوم پر ہیں :-

۱۔ رسالۃ فی النجوم

۲۔ رسالۃ فی قسۃ ایام الجمعة علی الکواکب السبعة۔

بہرات کا منجم جس نے بہت
پرچہ تصانیف چھوڑیں۔

عبد اللہ بن ماجور القاسم الہروی

۱۔ الزیج الخالص

۲۔ الزیج المزترہ

۳۔ الزیج البدیع

۴۔ زیج السند جند

۵۔ زیج المرات

۶۔ زیج المزیج

بغداد کا محاسب و

منجم جس نے

عبید اللہ بن الحسن ابوالقاسم، غلام زحل (۹۸۴)

بہت پر احکام النجوم کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔

(۹۸۷)

ابوالحسین عبدالرحمان بن عمر بن محمد بن سہیل الصوفی الرازی

دسے کا رہنے والا اور عند الدولہ دہلی (۹۲۹ - ۹۸۲) کا تدییم و شیران کتابوں
کا مصنف تھا۔

۱۔ الکواکب الثابتہ

- ۲۔ الآزجوزة فی الکواکب الثابتة
۳۔ کتاب التذکرة ومطایر الشعاع

الفصل بن حاتم المنیر بنیری | ایران کے ایک شہر نیر بنیری کا رہنے والا
جس نے کتب ذیل ہیئت پر لکھیں۔

- ۱۔ الزیج الکبیر
۲۔ الزیج الصغیر

ابو سہیل، الفصل بن نو نخت | ڈرون کا درباری حکیم جو فارسی کتب
کو عربی میں منتقل کیا کرتا تھا۔ نجوم
پر اس کی تصانیف یہ ہیں۔

- ۱۔ کتاب الفال النجومی
۲۔ کتاب تحول سنی الموالید
۳۔ التخیل من اقادیل الیقین

الکندی (۵۰ھ) | القفطی نے ہیئت پر کندی کی تین تصانیف کے نام دیے
ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ تفصیل کے لیے تاریخ الحکا
کی طرف رجوع فرمائیے۔

- ۱۔ کتاب ظہرات الفک
۲۔ کتاب فی المناظرة الفکیة
۳۔ فی مائتة الفک
۴۔ کتاب فی امتناع مساجد الفک الاثقی
۵۔ رسالة فی السؤال عن احوال الکواکب
۶۔ رسالة فی کیفیات نجومیة

۷۔ رسالۃ فی مجموع الکواکب

۸۔ رسالۃ فی آلات ضارح النجومیۃ

۹۔ رسالۃ فی مَطَرِجِ الشَّاع

۱۰۔ کتاب فی أَنَّ طَبِیْعَةُ الْفَلَکِ مُخَالَفَةٌ لَطَبِیْعِیَاتِ الْعَالَمِیِّیْنَ۔

اُصطربلاب | اُصطربلاب آسمان کو دیکھنے کا آلہ ہے۔ یہ یونانی ایجاد ہے جسے مسلمانوں نے مکمل کیا تھا۔ پرنسپل سٹروم جو ۱۹۹۹ء میں مسند پائیت پر جلوہ آرا ہوا تھا، ایک بلند پایہ منجم تھا۔ اور اُصطربلاب استعمال بطلمیوس سے بہتر کر سکتا تھا۔ اس کا ذاتی اُصطربلاب فلورنس (اطلی) کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ اصفہان کے رہنے والے دو بھائیوں احمد و محمود ابنائے ابراہیم اُصطربلابی نے ۹۸۲ء میں ایک اُصطربلاب بنایا تھا۔ جو آکسفورڈ کے علمی خزانے میں رکھا ہوا ہے۔ برٹش میوزیم میں متعدد اُصطربلاب پڑے ہیں۔ لیکن ۱۲۶۱ء سے پہلے کا کوئی نہیں، برطانیہ میں پہلا اُصطربلاب غالباً ۱۲۶۰ء ہی میں تیار ہوا تھا۔ جو برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ ٹرننگ کالج (برطانیہ) میں وہ اُصطربلاب موجود ہے۔ جسے چانسر (برطانوی شاعر، وفات ۱۳۰۰ء) استعمال کیا کرتا تھا۔ اور جس پر اپنے بچے کی خاطر ایک مضمون بھی لکھا تھا۔ طلیطلہ کے ایک کاریگر ابراہیم بن سعید نے ۱۲۶۶ء میں اور عبد الحمید ایرانی نے ۱۲۸۵ء میں نہایت خوبصورت اور منقوش اُصطربلاب بنائے تھے۔ پہلا میڈیٹڈ اور دوسرا انگلستان کے وکٹوریہ میوزیم میں محفوظ ہے۔

جغرافیہ

عرب جغرافیہ دانوں نے دنیا بھر کی سیاحت کی۔ چتے چتے کا حال لکھا۔ ہر ملک کے پہاڑوں، دریاؤں، جھیلوں، قصبوں، بستیوں اور وادیوں تک کو گن ٹالا، لوگوں کے تمدن، تہذیب، زبان، رسوم اور لباس پر بحث کی، بحرِ ہند کے نقشے تیار کیے، زمین اور کرہ ہوا کو ماپا۔ کڑے بنائے۔ کتابیں لکھیں۔ اور شہروں کے بڑے بڑے معجم (انسائیکلو پیڈیا) تیار کیے۔ مامون کی فرمائش پر اس کے جغرافیہ دانوں نے زمین کو ماپا۔ اور اعلان کیا۔ کہ زمین گول ہے۔ اس کا دور چوبیس ہزار میل اور قطرسات آٹھ ہزار میل کے درمیان ہے۔ نیز بتایا کہ زمین سے اٹھاون میل کی بلندی تک ہوا ہے اور آگے خلا۔

عرب جغرافیہ دانوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ مشہور مؤرخ ابو البقاء (۱۲۳۱) نے اپنے سے پہلے ساٹھ جغرافیہ دانوں کے نام گنے ہیں۔ ان میں ایک بدوی عوام بن اثلیج الشکلی الاعرابی بھی تھا۔ جس نے عمربا مامون میں عرب کا جغرافیہ لکھا تھا۔ اس کا ایک نسخہ مورخہ ۱۱۷۰ھ میں یمن پر فقیہ علی گڑھ یونیورسٹی کے پاس موجود تھا۔ مارچ ۱۹۲۰ء میں ادارۃ المعارف ہند کا ایک اجلاس عربک کالج دہلی میں منعقد ہوا تھا۔ اس میں اس وقت کے بڑے بڑے

۱۔ سرکرہ مذہب و سائنس ص ۱۶

۲۔ مولانا ابھی زندہ ہیں۔ اس وقت (۱۹۶۳ء) عمر اندازاً ۷۰ سال ہوگی آجکل کراچی میں مقیم ہیں۔

عصر رواں میں عربی ادب کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ ان کی کئی کتابیں مغرب میں چھپ چکی ہیں۔ آپ ہمیشہ عربی میں لکھتے ہیں۔

فضلاً شامل ہوئے تھے۔ مثلاً جسٹس شاہ محمد سلیمان نظر، اصنافیت کے فاضل،
خان بہادر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع پرنسپل اور بیٹل کالج لاہور (وفات ۱۹۶۳ء)
پروفیسر محمود شیرانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی، ڈاکٹر پروفیسر
ہادی حسن (علی گڑھ)، مولانا محمد اسلم جیرا چوہدری، مولانا عبدالعزیز مہتمم اور
بانیوں دیگر۔ مولانا مہتمم نے ابن العزائم کی کتاب جغرافیہ پر تقریر فرمائی تھی۔
آج یہ چند مطور حافظہ سے لکھ رہا ہوں۔ اور اس لیے امکان ہے کہ اس کی کنیت
اور زمانہ وغیرہ کے متعلق کوئی لغزش ہو گئی ہو۔ پسند دیگر جغرافیہ دانوں کے
نام یہ ہیں :-

ادرسی، ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ بن ادریس (۱۱۰۰-۱۱۶۶ھ)

سین کا ایک فاضل جو بعد میں سسلی کے نارمن فرما زوا۔ راجہ دوم (۱۱۰۵-۱۱۵۴ء)
کے دربار سے وابستہ ہو گیا تھا اور اس کے لیے چاندی کا ایک گرہ بنایا تھا۔ اس
میں نہاڑ۔ دریا۔ جنگل اور وادیاں تک دکھائی تھیں۔ آسمان کا بھی ایک گرہ بنایا
تھا۔

۱۱۵۴ھ میں جغرافیہ کی وہ مشہور کتاب لکھی جو یورپ کی درس گاہوں میں
تین سو برس تک نصاب رہی۔ اس کا نام تھا کتاب السجادی یا نزهة
المشتاق فی اختراق الآفاق۔ اس کتاب میں ستر نقشے ہیں۔ اس کے نسخے
آکسفورڈ اور پیرس کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ اس کا اطالوی ترجمہ ۱۶۱۹ء

۱۱۵۴ھ تمدن عرب ص ۲۴

۱۱۵۴ھ " " ص ۲۳۲

میں روم سے شائع ہوا تھا۔

بصرے کا ایک تاجر جس نے نوویں صدی میں ہندوستان
سلیمان لبصری | بعید کا سفر کیا۔ اور ۸۵۸ء میں ہندو چین کا سفر تار
لکھا۔ اس کا فرانسی ترجمہ موسیورینان نے ۱۸۳۵ء میں کیا۔

المسعودی، ابوالحسن علی بن حسین (۹۵۶ء) | بغداد سکونت، تحصیل علم
ایران، ہند، سیلون، چین اور شام وغیرہ کا سفر کیا۔ اور کئی کتابیں لکھیں
مثلاً :

۱۔ مروج الذهب ومعادن الجواهر

۲۔ اخبار الزمان

۳۔ کتاب الاوصاف

۴۔ کتاب التبیہ والاشراف

ان میں سے مروج الذهب کو یورپ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔
اس کا ایک عمدہ ایڈیشن حال ہی میں لیڈن سے شائع ہوا ہے۔ یہ ہے تو
تاریخی کتاب۔ لیکن اس میں جغرافیائی مواد اس قدر ہے۔ کہ تذکرہ نگار مسعودی
کو جغرافیہ دانوں میں بھی شمار کرتے ہیں۔

ابن خوقل، ابوالقاسم محمد بغدادی (۹۶۸ء میں زعمہ) | اور کتاب
مشہور عرب سیاح

المسالك والممالك کا مصنف۔ اس کتاب میں متعدد نقشے بھی ہیں

خلیل بن احمد بصری (نویں ۱۲ء - ۱۱۰ء) کا شاگرد
نضر بن شمیل بصری | جو چالیس برس تک بدوں میں رہا۔ ۱۱۰ء میں

۱۱۰ء قلعہ عرب ۱۱۰ء

کتاب الصنات لکھی۔ جس میں عرب کا جغرافیہ تفصیل سے دیا ہے۔

المقدسی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر (۹۴۶-۱۰۰۰ء)

یروشلم کا رہنے والا جس نے جغرافیہ پر ایک کتاب "أحسن التقویم فی معرفة الأقالیم" کے عنوان سے ۹۸۵ء میں مکمل کی۔

یاقوت، ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی (۱۱۷۹-۱۲۲۹ء)

ایشیائے صغیر کا ایک غلام جو بغداد میں فروخت ہوا۔ آقا نے اسے بہترین تعلیم دی۔ اور وہ دنیا کے اسلام کا سب سے بڑا جغرافیہ دان بن گیا۔ اس کی مشہور تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ معجم البلدان ۶ جلد (جغرافیہ)

۲۔ معجم الأدياب

۳۔ معجم الشعرا

۴۔ اخبار الشعرا

۵۔ کتاب الدول

۶۔ کتاب المبدأ والمآل

۷۔ ارشاد الاریب

معجم البلدان کو ایک جرمن عالم و سٹن فیلڈ نے ایڈیٹ کر کے بپ ڈگ (جرمنی) سے ۱۸۶۶ء میں شائع کیا اور معجم الادبا کو پروفیسر مارگو لیتھ نے

رگب میسوریل کی خاطر ایڈٹ کیا گواسے بی سٹرینج (Gay Le Strange)
 نے اپنی کتاب "فلسطین مسلمانوں کے تخت" کے دیباچے میں مسلم ماہرین جغرافیہ
 پر عمدہ بحث کی ہے۔ ایک اور فاضل ڈی۔ گوڈے (De Gude)
 نے ابن خلدان، ابن خرتل، مقدسی اور اصطخری کی تصانیف ایڈٹ کیں۔ جو
 سلسلہ میں لیڈن سے شائع ہوئیں۔

ابن بطوطہ محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم ابو عبد اللہ (۱۲۰۳-۱۲۷۷)

طنجہ (افریقہ) کا مشہور سیاح جو شام، فلسطین، عراق، ایران، مصر، عرب
 مشرقی افریقہ، ارض روم، کریمیا، قسطنطنیہ، بخارا، افغانستان، ہندوستان
 اور سیام میں برسوں گھومتا رہا۔ واپس آکر اپنا سفر نامہ
 "المنظر فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار"
 کے عنوان سے لکھا۔ یورپ کی مختلف زبانوں میں اس کے کئی ترجمے ہو چکے
 ہیں۔

چند دیگر جغرافیہ دان

نام	سال وفات	جغرافیہ پر تصانیف
شیخ زکریا بن محمد القزوينی	(چودھویں صدی)	آثار البلاد و أخبار العباد
ابو الحسن علی بن ابی القاسم بن باجور	۹۲۳	شمالی افریقہ کے حالات لکھے
ابو القدا اسماعیل بن علی بن محمود الیربی	۱۲۳۱	تقویم البلدان
یحییٰ بن احمد بن ابی یعقوب	۸۹۷	کتاب البلدان
بن جعفر خراسانی		

کتاب البلدان	(۹۳۰ میں زندہ)	ابن الفقیہ، ابو بکر احمد بن محمد
		بن اسحاق - ہمدانی
مسالك الممالك	دسویں صدی عیسوی میں زندہ	اصطخر بنی، ابو اسحاق ابراہیم
		بن محمد الفارسی
کتاب المسالك والممالك	۱۰۹۴	ابن کثیر بنی، عبداللہ بن عبدالعزیز
رحلۃ ابن جثیر	۱۱۸۵ میں زندہ	بن محمد بن ایوب اندلسی
اس کا فرانسی ترجمہ ۱۸۴۲ء میں شائع ہوا۔		ابن جثیر
تاریخ المنتصر	۱۲۳۰	ابن الجبار
کتاب الرحلة	۱۲۳۹	بقا
کتاب الرحلة	۱۲۸۹	آبداری
کشف المالك	۱۴۵۰	خلیل الظاہری
کتاب المعجب	۱۴۲۴	عبدالواحد مراکشی
صور الاقالیم	۱۴۴۴	محمد بن یحییٰ
کتاب الفوائد	۱۵۰۰	ابن ماجہ
کتاب الجمدة المہریہ	(سولہویں صدی)	سلیمان المہری
محیط	۱۵۵۴	سیدی علی رئیس

جغرافیہ کی چند مشہور کتابیں

نزهت القلوب	از	حمدا اللہ مستوفی
مہفت قلم	از	ابن احمد رازی

سفر نامہ	از	ناصر خسرو
عجائب المخلوقات	از	احمد طوسی
عجائب البلدان	از	قزوینی
سیاحت نامہ	از	طیبی
نخبة الدہر	از	دمشق
جامع الفنون	از	خوانی (تہرانی)
خریطۃ العجائب	از	آقوڑوی
نہایت الادب فی فنون الادب	از	النویری
کتاب الجغرافیہ	از	الزہری
المساکد والممالک	از	ابن خرداد بہ

ہے۔ ایچ۔ کریم (Kramery) لکھا ہے کہ مسلمانوں کے پاس سمندروں اور ساحلی ممالک کے مکمل نقشے تھے۔ جب ۱۴۹۵ء میں واسکو ڈی گاما ملیندا (مشرقی افریقہ) کے مقام پر پہنچا۔ تو وہاں ایک عرب ملاح احمد بن ماجد (اندازاً ۱۵۰۰ء) نے اُسے ہندوستان کا راستہ بتایا۔ احمد نے ایک کتاب لکھی تھی۔ کتاب الفوائد جس میں اُن ملاحوں کے لیے مکمل ہدایات تھیں جو بحر منہ۔ خلیج فارس اور بحر الکاہل میں جہاز رانی کریں۔ اس میں تمام مقامات خط اچھے اور برے موسموں۔ نیز پانی کی گہرائی وغیرہ کا ذکر تھا۔ یہی احمد قطب نما کا موجد سمجھا جاتا ہے۔

تاریخ

مسلم مورخین کا ایک مختصر سا جائزہ لینے کے لیے بھی طویل فرست چاہیے
 حاجی خلیفہ (۱۰۶۸) نے عربی تصانیف کی ایک مختصر سی فہرست کشف الظنون
 کے نام سے تیار کی تھی۔ جس میں چالیس ہزار کتابوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے
 تیرہ سو صرف تاریخ پر ہیں۔

عرب میں تاریخ کا پہلا سراغ یمن کے ایک داستان گو نعید بن شریف کی
 تحریرات میں ملتا ہے۔ جو روایتی کہانیاں لکھ کر لوگوں کو سنایا کرتا تھا۔ ایک
 مرتبہ یہ امیر محادیہ (۶۶۱۔۶۸۰) کے دربار میں جانگلا۔ امیر نے اُس سے
 قدیم عرب بادشاہوں کے متعلق سوالات پوچھے۔ اور اُس کے جوابات لکھ لیے
 گئے۔ یہ تحریر کتاب الملوک و اخبار الماخنین کے نام سے موسوم ہوئی۔ افسوس
 کہ آج اس کا کوئی نسخہ کہیں موجود نہیں۔ اُسی دور کا ایک اور داستان گو وہب
 بن منبہ بھی تھا۔ جس کی تحریرات کتاب الیقجان کے نام سے مشہور ہوئیں۔
 ابو عبد اللہ محمد ابن اسحاق (۷۶۷) پہلا مؤرخ ہے۔ جس نے حضور صلعم کی سیرت
 کتاب المغازی۔ مؤرخانہ انداز میں لکھی۔ ابن ہشام نے اسی کتاب کا اختصار
 کیا تھا۔ ان کے بعد اتنے مورخین پیدا ہوئے۔ کہ انہیں شمار کرنا مشکل ہے۔
 چند نام یہ ہیں۔

الواقدی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر (۷۴۷-۷۶۲) [مدینہ میں پیدا ہوئے۔
 اور پھر دربار ہارون
 میں جا پہنچے۔ ان کی تصانیف یہ ہیں۔

- ۱ - تاریخ الخلفاء و الخازمی
- ۲ - اخبار کتہ
- ۳ - طبقات
- ۴ - فتوح الشام
- ۵ - فتوح العراق
- ۶ - النحل
- ۷ - مقتل الحسين
- ۸ - صفتین
- ۹ - امر الحبش و الفیل
- ۱۰ - الشقیفۃ و بیئہ ابی بکر
- ۱۱ - سیرۃ ابی بکر
- ۱۲ - تاریخ الفقہاء
- ۱۳ - تاریخ کبیر
- ۱۴ - ازواج النبی
- ۱۵ - السیرۃ
- ۱۶ - ضرب الدنانیر و الدرہم
- ۱۷ - موکد الحسن و الحسین
- ۱۸ - وفات البقی

ضرب الدنانیر کے سوا باقی تمام کتابیں تاریخی یا نیم تاریخی ہیں۔
 ایک جلیل القدر مؤرخ اور محدث جس نے اپنی طبقات

ابن سعد، ابو عبد اللہ البصری (۲۴۵ھ)

میں حضور پر نور صلعم، صحابہ اور تابعین کے حالات درج کیے ہیں۔ ۱۹۴۰ء
یہ کتاب نو جلدوں میں لیڈن سے شائع ہوئی۔ اس کے مختلف ابواب کو سولہ
یورپی پروفیسروں نے ایڈٹ کیا ہے۔

خلیفہ متوکل اور مستنصر

البلاذری۔ احمد بن یحییٰ بن جابر (۸۹۲ء) کا درباری، جس کی دو
تاریخی کتابیں، فتوح البلدان، اور انساب الاشراف اور ایک جغرافیائی
تصنیف کتاب البلدان دنیائے علم میں بڑی شہرت رکھتی ہیں۔ آخر الذکر کو پروفیسر
ڈی گوٹس نے ۱۸۶۶ء میں ایڈٹ کیا تھا۔

ابن قتیبة، ابو عبد اللہ محمد بن مسلم الکوفی الدیناوری (۸۲۸-۸۸۶ء)
تحدیث، تاریخ اور ادیب جو مدتوں بغداد میں معلم رہا۔ اس کی تصانیف یہ
ہیں :-

۱۔ الامامة والسياسة (دو جلد)

۲۔ طبقات الشعراء

۳۔ کتاب معانی الشعر (۱۲ جلد)

۴۔ عيون الاخبار (لیڈن میں شائع ہوئی)

۵۔ ادب الکاتب

۶۔ الجمع بین مختلف الحديث

طابری خاندان کا درباری

يعقوب بن احمد بن أبي يعقوب بن جعفر (۸۵۸ء) جس کا انتقال سر میں

میں حضور پر نور صلعم، صحابہ اور تابعین کے حالات درج کیے ہیں۔ ۱۹۴۰ء
یہ کتاب نو جلدوں میں لیڈن سے شائع ہوئی۔ اس کے مختلف ابواب کو سولہ
یورپی پروفیسروں نے ایڈٹ کیا ہے۔

البلاذری۔ احمد بن یحییٰ بن جابر (۸۹۲ء) خلیفہ متوکل اور مستعین
کا درباری جس کی دو تاریخی کتابیں، فتوح البلدان، اور المناقب الاشراف اور ایک جغرافیائی
تصنیف کتاب البلدان دنیائے علم میں بڑی شہرت رکھتی ہیں۔ آخر الذکر کو پروفیسر
ڈی گوڈے نے ۱۸۶۶ء میں ایڈٹ کیا تھا۔

ابن قتیبہ، ابو عبد اللہ محمد بن مسلم الکوفی الدیناوری (۸۲۷-۸۶۹ء)
فقیہ، محدث اور ادیب جو عدول بغداد میں مقیم رہا۔ اس کی تصانیف یہ
ہیں :-

- ۱۔ الامامة والسياسة (دو جلد)
- ۲۔ طبقات الشعراء
- ۳۔ کتاب معانی الشعر (۱۲ جلد)
- ۴۔ حوئی الاشبہ
- ۵۔ ادب الکاتب (لیڈن میں شائع ہوئی)
- ۶۔ الجمع بین مختلف الحديث

یعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر (۸۵۷ء) طابری خاندان کا درباری
جس کا انتقال سر میں

ہوا۔ اس کی کتاب البلدان جغرافیہ پر ہے۔ اور التاريخ یعقوبی تاریخ پر۔

ابن آشیر، عز الدین ابوالحسن علی بن محمد (۱۱۶۰-۱۲۲۲) موصول کے
رہنے والے

بغداد میں تعلیم پائی اور بحیثیت مؤرخ لائبرال شہرت حاصل کی۔ آپ کی شہرہ آفاق تصنیف الکامل، مصر نے بارہ جلدوں میں شائع کی ہے۔ آپ نے صحابہ کے حالات پر اسد الباقی، مغربہ الصحابہ لکھی۔ نیز علامہ معانی کی کتاب الانساب کا ملخص اللباب کے نام سے تیار کیا۔

طبری، ابو جعفر محمد بن جریر (۸۲۹-۹۲۲) طبرستان، مولد، بغداد
میں تعلیم حاصل کی۔ اس

کی تاریخ الرسل والملوک کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ اس نے ایک تفسیر بھی لکھی۔ اس کی کتابوں کی فہرست ابن ندیم میں دیکھیے :

ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابراہیم (۱۲۱۱-۱۲۸۲) بلخ کا رہنے والا
جو کچھ عرصہ

کے لیے شام کا قاضی القضاۃ بھی رہا۔ آپ کی مشہور تصنیف وفیات الاعیان ہے جس میں اپنے نو سو مشاہیر کے حالات ہیں۔ اس کتاب کے استنبول ایڈیشن (جو ۱۵۵۵ء میں تیار ہوا تھا) کے حاشیہ پر ایک اور کتاب، الشقائق النعمانی چھپی ہوئی ہے جس میں پانچ سو بائیس مشاہیر ترکی کا ذکر ہے۔

ابن الجوزی، جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد البو الفرج

بغدادی (۱۱۱۶-۱۲۰۱) دنیا نے اسلام کے عظیم محدث، مؤرخ

فقہ اور مفسر۔ جن کی تصانیف ایک سو بیس سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے

تاریخی و سوانحی یہ ہیں -

- ۱ - اخبار ابراہیم
- ۲ - تلخیص نوم الاثر فی التاریخ والسیر
- ۳ - سیرۃ النبیین عمر بن الخطاب و عمر بن عبد العزیز
- ۴ - سیرۃ النبی صلم
- ۵ - مناقب الامام احمد بن حنبل
- ۶ - مناقب معروف الکرخی
- ۷ - المنتظم فی تاریخ الأمم
- ۸ - اللقط — حکایات الصالحین
- چند غیر تاریخی کتابوں کے نام یہ ہیں -
- ۹ - الوفا فی فضائل المصطفیٰ
- ۱۰ - مناقب القاصدین
- ۱۱ - الذہب فی المذہب
- ۱۲ - مجتبیٰ من انواع العلوم
- ۱۳ - اللالی
- ۱۴ - فضائل المدینۃ المنورۃ
- ۱۵ - عجائب النساء
- ۱۶ - الطیب الروحانی
- ۱۷ - رُوح الارواح
- ۱۸ - تلمیذ الالبیس
- ۱۹ - احکام النساء

(۱۳۴۲-۱۳۴۸)

ابن الحجر العسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی

شیخ الاسلام، علامہ، فاضل اجل، مؤرخ، محدث اور مفسر۔ آپ کی ولادت قاہرہ میں ہوئی۔ کئی مرتبہ حج کیا۔ اور مصری میں زندگی کئی اندازاً ایک سو پچاس تصانیف اُن کے قلم سے نکلیں۔ ان میں سے سوانحی و تاریخی یہ ہیں:

۱ - الإصابۃ فی تحفہ الصحابہ

۲ - ألقاب السداة

۳ - الایاس بمنایب العباس

۴ - تحریف الفیۃ فیمن عاش من هذه الأمة مائة

۵ - الذرر الكامن

۶ - الزهر المطول فی قصۃ یوسف علیہ السلام

۷ - الفتح الوہبی فی مناقب الشاطبی

۸ - مناقب الامام الشافعی

۹ - مختصر البدایۃ والنهاية لابن کثیر

چند دیگر تصانیف :-

۱۰ - فتح الباری

۱۱ - سان المیزان

۱۲ - نخبۃ الفکر

۱۳ - التدریۃ فی منتخب احادیث البدایۃ

۱۴ - تجرید التفسیر من صحیح البخاری

۱۵۔ اَلْاَنَارَةُ فِي الزِّيَارَةِ

۱۶۔ اَلْاَمَالُ

۱۷۔ اَلْاَعْجَابُ

۱۸۔ اَسْبَابُ السُّزُولِ

۱۹۔ اَلْاَلْفَاقُ فِي مَضَائِلِ الْقُرْآنِ

۲۰۔ اَلشُّشُ الْمُبْتِئَةُ

۱۳۰۱

ابن کثیر، اسماعیل بن عمر عماد الدین ابو الفدا بن الخطیب الشافعی

دمشق کے رہنے والے۔ امام ابن تیمیہ کے شاگرد، محدث اور مؤرخ
آپ نے البدایہ والنہایت کے نام سے ایک ضخیم تاریخ عالم لکھی تھی۔ جو
۱۹۲۵ء میں مصر سے کئی جلدوں میں شائع ہوئی۔

ابو عبیدہ، معمر بن المثنیٰ التمیمی (۸۲۸) بصرے کا رہنے والا جسے
امامون الرشید نے دربار
میں بلایا تھا۔ اس نے مختلف مسائل پر تقریباً دو سو کتابیں لکھیں۔ ان میں سے
تاریخی یہ ہیں۔

۱۔ اَیَّامُ بَنِي مَالِكٍ وَاَخْبَارُهُمْ

۲۔ خَوَارِجُ الْبَحْرَيْنِ وَاَنْبِيَاؤُهُ

۳۔ کِتَابُ الشُّعْرِ وَالشُّعْرَاءِ

۴۔ اَلْجَمَلُ وَبَعْضُ

۵۔ کِتَابُ تَاْرِثِ الْعَرَبِ

۶۔ کِتَابُ تَاْرِثِ غُطَفَانَ

- ۴۔ کتاب مقتل عثمان
۵۔ کتاب قضاء البصرة
۶۔ فتوح الاتھوان
۷۔ کتاب قصۃ الکعب
۸۔ کتاب الاوس والحجاز
چند دیگر کتابیں :
۹۔ طبقات الفرسان (گھوڑوں پر)
۱۰۔ کتاب الخیل
۱۱۔ کتاب الفرس
۱۲۔ کتاب الابل (اونٹوں پر)
۱۳۔ کتاب الحیات سانپوں پر
۱۴۔ کتاب العقارب بچھوؤں پر
۱۵۔ کتاب الزرع زراعت پر
۱۶۔ کتاب السیف تلواروں پر
۱۷۔ کتاب القباہل عرب قبیلوں پر

سُیُوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن الکمال ابی بکر بن محمد بن بلق الدین

بن الفخر عثمان بن ناظر الدین مصری۔ (۱۲۴۵-۱۵۰۶ء)

مصر کے ایک گاؤں سُیُوط میں ولادت ہوئی۔ مصری میں تعلیم پائی۔ اردو میں معلم رہے۔ اندازاً پانچ سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے سوانحی تاریخی

یہ ہیں :-

- ۱ - طبقات الشعراء
- ۲ - طبقات المفتیرین
- ۳ - طبقات النحاة الکبیر
- ۴ - طبقات النحاة الصغیر
- ۵ - طبقات الکتاب
- ۶ - طبقات الخطاطین
- ۷ - طبقات البیانیین
- ۸ - طبقات الاصولیین
- ۹ - الآخبار المزیوئیة فی سبب وضع علم الصریبة
- ۱۰ - بدائع الزهور فی وقائع الذہور
- ۱۱ - بذل الجھود (اُن صحابہ پر جن کی عمر ایک سو بیس سال یا زیادہ تھی)
- ۱۲ - تاریخ الخلفاء
- ۱۳ - المنتقى من تاریخ ابن عساکر
- ۱۴ - تبیین الصحیفة بمناقب البوحیفة
- ۱۵ - تحفة الکرام بأخبار الأکرام
- ۱۶ - تحفة المجتهدین بأسماء المجتہدین
- ۱۷ - مناقب الامام مالک
- ۱۸ - مناقب السیدة فاطمة
- ۱۹ - حسن المحاضرة (ممدوقاہرہ کے حالات)

- ۲۰ - مُعْجَمُ شُيُوخِہِ الْکَبِيرِ (حالیہ ایلیہ)
 ۲۱ - مُعْجَمُ شُيُوخِہِ الصَّغِيرِ (المنشی)
 ۲۲ - دُرُّ السَّحَابِیۃِ فِیْمَنْ دَخَلَ مِنْہِ مِنَ الصَّحَابِہِ
 ۲۳ - التَّارِیخُ فِی عِلْمِ التَّارِیخِ
 ۲۴ - طِبَقَاتُ الْحَقَائِقِ
 ۲۵ - طِبَقَاتُ شَعْرَاءِ الْعَرَبِ
 ۲۶ - عَیْنُ الْاَصَابِیۃِ (ابن حجر کی اِصابہ کا اختصار)
 ۲۷ - الْمَثَابِہُ فِی آثَارِ الصَّحَابِہِ
 ۲۸ - مُسْنَدُ الصَّحَابِہِ الذِّیْنَ مَاتُوا فِی زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 ۲۹ - الْمُتَلَقُّظُ (مَدِیۃ کائِنہ کا اختصار)
 ۳۰ - مُخْتَصَرُ مَحَاضِرَاتِ الْأَدَبَاءِ -

ابن عساکر، علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ شافعی دمشقی (۱۱۰۵-۱۱۷۶ھ)

مشہور مؤرخ، جن کی "تاریخ دمشق" اسی جلدوں میں تھی۔ آج صرف دو جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ انہوں نے المعجم میں شافعی مذہب کے تمام اکابر کے حالات درج کیے تھے۔

ابن طوَلُون، محمد بن علی بن احمد شمس الدین دمشقی (۱۲۷۶-۱۵۲۶ھ)

اپنے وقت کا بہت بڑا قاضی جس نے ستر برس کی زندگی میں مختلف موضوعات پر سات سو سچاس کتابیں لکھیں۔ ان کی فہرست کشف الظنون یا جہل بیگ العظم مصری کی عقود الجواہر میں دیکھیے۔ اس کی تاریخی و سوانحی تصانیف

یہ ہیں ۔

- ۱۔ اعلام آلوری (درشق کے ترک سلاطین پر)
- ۲۔ اخبار الاصحاب
- ۳۔ السامر (مجنون کے حالات)
- ۴۔ حور العیون (احمد بن طولون پر)
- ۵۔ ذیل (سلاطین و مشق پر)
- ۶۔ ذیل (عبد القادر القشیری کی طبقات الحنفیہ پر)
- ۷۔ رایتہ النصر (نصر، استاد مصنف کے حالات)
- ۸۔ ملک الجمان (ترکان عثمانی کی تاریخ)
- ۹۔ الشمعة المضيئة (قلعة و مشق کی تاریخ)
- ۱۰۔ عقد النظام (علامہ ابن عبد السلام کے حالات)
- ۱۱۔ العرف العقیسی (علامہ زکریا عسکری کے حالات)
- ۱۲۔ التون (فرعون کے حالات)
- ۱۳۔ المرویات
- ۱۴۔ انکسار المشجون (محمد بن طولون کے حالات)
- ۱۵۔ القلائد (صالحیہ کی تاریخ)
- ۱۶۔ کشف الحال (اولیاء صوفیہ کے حالات)
- ۱۷۔ مشیر الغرام (حضرت علیہ السلام کے حالات)
- ۱۸۔ النطق البیانی (مصنف کے ایک استاد کے حالات)
- ۱۹۔ ہدایۃ المساک (امام مالک پر)
- ۲۰۔ الطہاج (حلاج کے سوانح)

۲۱ - الہادی (محدث جمال بن ہادی کے حالات

سمعیانی، ابوسعید بن ابوبکر مروی (۱۱۶۶) | بارہویں صدی کا ایک
جلیل القدر مؤرخ اور

تذکرہ نگار جس کی تاریخی تصانیف یہ ہیں :

- ۱ - تاریخ بغداد - ۵ جلد
- ۲ - کتاب الأنساب، جس میں پندرہ ہزار اشخاص کے انساب کا ذکر ہے۔
- ۳ - تاریخ مرقہ - ۲۰ جلد
- ۴ - معجم الکبیر - ۸ ج
- ۵ - تاریخ القضاة - ۴ ج
- ۶ - معجم الشيوخ - ۴ ج
- ۷ - معجم البلدان - ۴ ج (جغرافیہ)

قوسیمی شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان (۱۲۴۲-۱۲۴۸ھ)

امام ابن تیمیہ کا شاگرد، عظیم مؤرخ و محدث۔ آپ کی تاریخی تصانیف یہ

ہیں :-

- ۱ - تاریخ الاسلام - بیس جلد
- ۲ - طبقات المحققین - دو جلد
- ۳ - طبقات القراء - ۵ ج
- ۴ - اختصار تاریخ خطیب - ۵ ج
- ۵ - اختصار تاریخ ابن عساکر - دس جلد
- ۶ - تاریخ البلاد - بیس جلد

- ۷۔ مجمع الشیوخ (تیرہ سو محدثین کے حالات)
- ۸۔ تہذیب التہذیب ۱۳ جلد (اندازاً بیس ہزار روایان حدیث کے حالات)
- ۹۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال - دو جلد
- ۱۰۔ المشتبہ فی أسماء الرجال
- ۱۱۔ تجرید أسماء الصحابہ
- ۱۲۔ اخبار الدول الاسلامیہ
- ۱۳۔ تہذیب الکمال فی أسماء الرجال

جدید علم تاریخ

ابن خلدون، عبد الرحمان، ولی الدین (۱۳۲۲-۱۴۰۶) کا بانی،
ابن خلدون، تونس میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے والدین اشیبیہ سے ہجرت کر
آئے تھے۔ اس کی کتاب العبر، مشرق و مغرب میں ہر جگہ بے حد مقبول ہوئی۔
اور اس کتاب کے مقدمہ کو عالم گیر شہرت حاصل ہوئی۔ اس مقدمہ میں ابن خلدون
عروج و زوال اُمم کے چند اصول بتاتا ہے۔ مختصراً یہ کہ زندگی کی بنیاد بلند کردار
کی سنگلاخ زمین پر رکھی جاتی ہے۔ جب تک کہ کوئی قوم سادہ شعار، راست باز،
حقاکش، متحد اور اسباب عیش سے دُور رہتی ہے۔ وہ پھلتی پھولتی ہے۔ لیکن
عیش پسند ہونے کے بعد اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ قوموں کو دو چیزیں
متحد کرتی ہیں۔ اول عصبيت یعنی جتنہ بندی جس کا جدید نام قومیت ہے۔ اور
پرانام "قبائلیت" تھا۔ دوم مذہب جو مختلف گروہوں اور قبیلوں کو ایک
کنبد بنا دیتا ہے۔ اگر کسی قوم کا اخلاقی زوال شروع ہو جائے۔ تو اس کے
افراد خود غرض، منفعت پرست، عیش کوش اور قومی سود و زبان سے لاپرواہ
ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں عصبيت متحدہ رکھ سکتی ہے۔ نہ مذہب۔

ابن خلدون جب کسی قوم کے عروج و زوال پر بحث کرتا ہے تو اس بنیادی اصول کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے۔

یورپ میں کتاب العبر کے مختلف ایڈیشن نکلے۔ اور مقدمہ کے کئی تراجم ہوئے۔ مثلاً :

- ۱۔ مقدمہ انگریزی ترجمہ از الیٹ روڈن تھال۔ لمبے لیڈن
- ۲۔ " فرانسیسی ترجمہ از ٹیوی سلین (De Slane)
- جرمنی کے ایک فاضل فان کریمر نے ابن خلدون کے فاسطہ تاریخ پر ایک فاضلانہ مقالہ لکھا تھا۔ جو وی آنہ (آسٹریا) کے ایک رسالہ (Sitz Der Kais) میں ۱۸۷۹ء کو شائع ہوا۔

چند دیگر مورخین :-

نام	سال وفات	تاریخی تصانیف
ابن الخطیب، لسان الدین قرطبی	۱۳۷۵	۱۔ الأمانة فی تاریخ غرناطہ
		۲۔ فی اذیاء المائتہ الثامنه
		۳۔ بُتات الدؤل
		۴۔ رقم الحلل فی نظم الدؤل
		۵۔ طرفۃ العصر فی دولۃ بنی نصر
ابن آبار اندلسی	۱۲۶۰	التعجب فی اصحاب الامام ابی علی الصدیقی
ابن بشکوال قرطبی	۱۱۸۳	تاریخ ائمة الاندلس
ابن القاضي احمد بن محمد بن احمد	۱۶۱۶	۱۔ تاریخ فارس

۲۔ ذرۃ المجال (اسماء رجال)

۳۔ المنطق المقصور (متصور عباسی پر)

ابن القفطنی، ابوالحسن علی بن یوسف بحری ۱۲۴۸ تاریخ الحکما

الوحیان علی بن محمد التوحیدی الواسطی (۱۰۱۰-۱۰۱۸ زیدہ) ۱۔ اخبار الصوفیہ

۲۔ اخبار القدما

ابوالفرج علی بن حسین اصفہانی ۹۶۷ کتاب الأغانی - ۲۱ جلد

آلنباری - عبدالرحمن بن محمد ۱۱۸۱ فی طبقات الأدباء

آلنیزوی، ابوریحان محمد بن احمد ۱۰۴۸ آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ

بہیقی، ابوالفضل محمد بن حسین ۱۰۷۷ تاریخ بہیقی

شابی، عبدالملک بن اسماعیل

نیشاپوری ۱۰۳۸ ۱۔ قیمۃ الدہر

۲۔ سیرۃ الملوک

جوزجانی، ابو عمر عثمان بن سراج الدین ۱۲۴۷ میں زیدہ طبقات نامری

حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ

۱۶۵۷ ۱۔ کشف الظنون (کاتب چلبی) ترکی

۲۔ تقویم التواریخ

۳۔ طبقات الخوئل

۴۔ رونق السلطنت

(تاریخ استبول)

حافظ آبرو، شہاب الدین عبداللہ

الخوافی ایرانی ۱۲۲۰ زبدۃ التواریخ - ۴ جلد

محمد الله مستوفی بن ابوبکر القزوينی (۱۲۹۱ هـ میں زندہ)
خطیب بغدادی - ابوبکر احمد

تاریخ گزیدہ

بن علی

۱۰۶۱

تاریخ بغداد

رشید الدین، فضل الله بن عماد الدولہ

(غازان کا وزیر)

۱۳۱۸

جامع التواریخ

سمنودی، نور الدین ابوالحسن علی

بن عبد الله

۱۵۰۵

وفاء الوافی

سیراف، حسن بن عبد الله

(بغداد کا قاضی)

۹۰۳

أخبار النخبة

شہرستانی، محمد بن عبد الکرم

۱۱۵۲

۱ - تاریخ الحکما

۲ - أئمة الملک والعلما

شیرازی، ابراہیم بن علی بن یوسف

نیروز آبادی -

۱۰۸۳

طبقات الفقہا

۱ - أخبار الزمان - ۳۰ جلد

۲ - مروج الذهب

مستوفی، علی بن الحسین بغدادی

۹۴۶

مفتریری، تقی الدین احمد بن علی بن

عبد القادر مصری

۱۴۲۲

۱ - المختصر والآثار

۲ - الشوک المعرفہ قول الملک

۱ - فتح الطبیب

۲ - آراء الدیاض

آلمقری، احمد بن محمد بن احمد التلسانی

۱۶۲۱

الغیرت

ابن ندیم، ابوالفرج محمد بن ابی یعقوب بغدادی ۹۸۸ میں زندہ -

عِلْمُ اللُّغَةِ

عربی زبان کتنی وسیع ہے، اس کا اندازہ آج تک نہیں ہو سکا۔ جس زبان میں اونٹ کے لیے چار ہزار اور تلوار کے لیے دو ہزار الفاظ موجود ہوں۔ اُس کی وسعت کا اندازہ کون کرے۔ ہمارے باہمت اُستاد نے بڑی تعداد میں لغات لکھے۔ لیکن کوئی ایسا لغت موجود نہیں۔ جسے ہم ہر حیثیت سے مکمل کہہ سکیں۔ چند لغات کے نام یہ ہیں :-

مصنف	سال وفات	عنوان لغت	کیفیت
۱۔ مُنْقِص بن سَلَمَہ	۸۴۶	کتاب الفاخر	
۲۔ محمد بن علی عراقی	۱۱۶۶	تَرْجِمَةُ الْأَنْفُسِ	
۳۔ احمد ابن قاری قرطوبی	۱۰۰۶	مُجَمَّل	
۴۔ البرصمور جو الیقنی	۱۱۴۵	الْمُعَرَّب	
۵۔ ناصر الدین مظہری	۱۲۱۴	إِتْمَاع	
۶۔ خلیل بن احمد فراہیدی	۸۸۷	کتاب التَّحْقِيقِ	
۷۔ ابوبکر محمد بن حسن	۹۳۲	الجمہر - پیرس اور لندن میں موجود ہے	
۸۔ ابو علی اسماعیل بن قاسم بغدادی	۹۷۷	البارع - دس ہزار صفحات میں	
۹۔ ابو نصر اسماعیل بن حماد جوہری	۱۰۰۸	تاج اللُّغَةِ	
۱۰۔ ابو عبد اللہ محمد بن جعفر قرطوبی	۱۰۲۲	جاریح	

- ۱۱۔ نظام بن غالب ۱۰۴۷ موعب
- ۱۲۔ زنجشیری ۱۱۲۶ اساس البلاغہ دو جلد
- ۱۳۔ احمد بن محمد القوی ۱۲۶۹ المصباح المنیر دو جلد
- ۱۴۔ بستانی - البتان -
- ۱۵۔ مجد الدین محمد بن یعقوب
- فیروز آبادی ۱۲۱۲ القاموس چار جلد
- ۱۶۔ صاحب بن عباد وزیر ۹۹۶ محیط دس جلد
- ۱۷۔ ابو منصور محمد بن احمد زہری ۹۸۱ تہذیب اللغة " "
- ۱۸۔ ابو الحسن علی بن اسمعیل (نایاب) ۱۰۶۶ الحکم والحیط الاظم بارہ جلد
- ۱۹۔ رضی الدین حسن بن صفائی لامہوری ۱۱۸۲ مجمع البحرین " "
- ۲۰۔ ابن سیدہ ۱۰۶۶ مختصّس بیس
- ۲۱۔ جلال الدین محمد بن جلال الدین افریقی ۱۲۱۲ لسان العرب " "
- ۲۲۔ سید محمد بن محمد حسینی واسطی العرفی
- سید مرتضیٰ زبیری (ہردوی)
- دیوبند کے رہنے والے ۱۷۹۱ تاج العروس چوبیس جلد
- ابو العلا مخیرسی ۱۰۵۴ الاکب والغصون سو جلد
- عربوں نے اشخاص، حیوانات، حشرات، اُتجار، اُتباب وغیرہ کے
لفظات بھی لکھے۔ جن کا اصطلاحی نام مجمع (انسائیکلو پیڈیا ہے۔ چند کتابیں
ملاحظہ ہوں۔

مصنف	سال وفات	کتاب	کیفیت
عبدالبر	۱۰۷۱	استیعاب	صحیح پر
ابن حیان	۱۰۷۷	معرفتہ الصحابہ	"
ابن اثیر	۱۲۳۲	أسد الغابہ	"
ابن حجر	۱۲۴۸	إصابة	"
علامہ ذہبی	۱۳۴۸	تہذیب التہذیب	"
ابن خبار	۱۲۳۶	ذیل	مشاہیر پر
ابن ابی	۱۲۶۰	معجم	"
ابن خلیکان	۱۲۸۲	وفیات	"
صفدی	۱۳۶۳	دانی	"
ابن قطوبغا	۱۲۷۵	تاج التراجم	حنفی علماء و فقہاء پر
سبکی	۱۳۷۰	طبقات کبرئے	شافعی " "
ابن زحران	۱۳۹۷	الدریاج المذہب	مالکی " "
یاقوت	۱۲۲۹	معجم الادبا	اہل قلم پر
قطب الدین عبدالکریم گیلانی	۱۴۲۲	الناس الا عظم	نصرت پر
			چالیس جلد
ابن فضل اللہ شقی	۱۴۴۹	ممالک عباد الصلیب	یورپ کے
		تمام ممالک کا معجم، جس کا اٹالوی ترجمہ لاری	
		نے ۱۸۸۳ء میں کیا۔	
ابو الفرج اصفہانی	۹۷۷	کتاب الاغانی	شعرا پر
			اکیس جلد

شہاب الدین احمد فوری	۱۳۳۲	سناہ العرب	
		فی فنون الادب	تیس جلد
سمنان مرقی	۱۱۶۶	کتاب الانساب	مندرہ ہزار اشخاص کے شجرے
ابو عمرو شیبانی	۲۲۲	معجم شعرا	اسی جلد
نامعلوم	-	المشرق	۱۵۰
"	-	المغرب	۱۵۰
"	-	خطبات قاضی ابو یوسف	تین سو جلد
"	-	کتاب الفنون	چار سو ستر جلد

مولانا سعید انصاری اپنے مقالہ "عربی علم اللغۃ کی تاریخ" میں ایک ایسی کتاب کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کی تالیف میں چھ پشتوں نے ایک سو پندرہ سال مرث کیے تھے۔

اختصار کی خاطر میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ ہمارے کلمات معاجم اور طبقات کا تو کوئی شمار نہیں۔

یہ سب کچھ ایک ایسے زمانے میں ہو رہا تھا۔ جب یورپ، جہالت و وحشت، بربریت اور غلامت میں تباہ و مرق ٹوٹا ہوا تھا۔

۱۔ راقم نے نعت کے متعلق بیشتر مواد اسی مقالہ سے لیا ہے جو ادارہ مدار و اسناد ہند کی روداد اجلاس اول ص ۳۶۶ میں شائع ہوا تھا۔ یہ اجلاس گزشتہ میں ہو رہا تھا۔

عربی ادب اور یورپ

عربوں نے حکایات، خطبات اور مختلف موضوعات پر اس قدر نثری ادب چھوڑا ہے۔ کہ اس کی فہرست تیار کرنے کے لیے بھی سالا سا لچا چاہیے۔ اَلْکَلْبُ کَلْبُ دُؤْمَنَ، مقامات جزیری، مقامات برہمی، فتح بن یوکان وغیرہ وہ شاعری ہیں۔ جو یورپ میں بہت مقبول ہوئے۔ کلید دمنہ۔ دراصل شکریت کی کتاب تھی۔ جسے ابن المقفع (۱۶۰ء) نے عربی میں منتقل کیا تھا۔ (۱۲۵۲-۱۲۵۳ء) کی تراجم پر اس عربی ترجمے کا ترجمہ ہسپانوی زبان میں ہوا۔ پھر اٹلی کے ایک بیرونی زبان نے اسے لاطینی میں منتقل کیا۔

اَلْکَلْبُ کَلْبُ دُؤْمَنَ سولہویں صدی میں یورپ میں پہنچی۔ اور ایک فرانسیسی تیار ہو عالم جنین گالینڈ (۱۵۱۵ء) نے بارہ جلدوں میں اس کا ترجمہ کیا۔ پہلی سات جلدوں میں اَلْکَلْبُ کَلْبُ دُؤْمَنَ اور قمر الزمان (حکایات) کا ترجمہ ہے۔ اٹھویں جلد میں غایم، زین العاصم اور خدا داد کے تراجم ہیں۔ غایم کا ترجمہ گالینڈ نے کیا تھا۔ اور باقی دو کا ایک اور فرانسیسی عالم پتائی۔ لوی۔ لا۔ کروئیکس نے گالینڈ عربی حکایات کا بہت دلدادہ تھا اور ہمیشہ ان کی تلاش میں رہتا تھا۔ اتفاقاً اَلْکَلْبُ کَلْبُ دُؤْمَنَ عالم حنفی نامی پیر میں آگیا۔ گالینڈ اس کے ان پہنچا۔ حنفی کے پاس عربی حکایات کی چند کتابیں تھیں۔ اور بے شمار حکایات اُسے یاد بھی تھیں۔ گالینڈ نے اس تمام ذخیرے کا ترجمہ کیا۔ اور آخری چار جلدوں میں یہی مواد ہے۔ گالینڈ کے بعد بھی اس کتاب میں مزید تراجم کا اضافہ ہوتا رہا۔ جو عالم بھی کسی عربی حکایت کو فرانسیسی میں منتقل کرتا۔ وہ اس کتاب کا حصہ بن جاتی۔

۱۷۸۸ء میں ڈینیس چانس نے چند اور عربی حکایات کو فرانسیسی میں منتقل

کی ۱۷۹۲-۹۳ء میں اس فرانسیسی ترجمہ کو جیمز اینڈرسن نے انگریزی میں ڈھالا۔ ۱۷۹۵ء
میں پیٹرک وٹل (۱۷۳۰-۱۷۹۵ء) نے بعض دیگر حکایات کا ترجمہ کیا۔

۱۸۱۱ء میں جیمز اینڈرسن نے انگریزی الف لیلا کے ساتھ ایک اور جلد کا اضافہ
کیا جس میں چند نئی عربی حکایات کا ترجمہ تھا۔ ۱۸۲۵-۲۶ء میں ایڈورڈ گارشیر

نے نئی حکایات کی دو اور جلدیں ساتھ شامل کیں۔ جرمنی کے مشہور ناٹل فائنلر
نے بھی چند عربی حکایات کا ترجمہ کیا تھا۔ جسے ۱۸۲۵ء میں لیبٹ نے انگریزی

میں منتقل کیا۔ ۱۸۲۵ء میں ایک فرانسیسی ناٹل (Habicht) نے

الف لیلا کا نیا ترجمہ پندرہ جلدوں میں نکالا۔ ویل (Weil) نے بھی اس کتاب

کا ترجمہ کیا جو تیس برس (۱۸۲۷-۲۸ء) میں تیار ہوا۔ ۱۸۳۷ء میں ایک اور عالم

ہیں (Lane) کا ترجمہ نکلا۔ ۱۸۴۲ء میں پٹنی نے عربی حکایات کے تراجم

تیرہ جلدوں میں شائع کیے۔ پہلی نو جلدوں میں الف لیلا کا ترجمہ تھا اور باقی چار میں

دیگر حکایات مثلاً زین العنصام، الشدین وغیرہ کا، کچھ عرصہ بعد ستر چار ڈیوڈ برٹن

نے الف لیلا اور دیگر حکایات کا انگریزی ترجمہ سولہ جلدوں میں شائع کیا۔ اس

کتاب کے تراجم یورپ کی بعض دیگر زبانوں میں بھی ہوئے۔ ہسپانوی ترجمہ

Vicente Balboa Viquez نے کیا، جرمنی ترجمہ ای۔ بیٹلین

(پچھلے جلد) کے قلم سے نکلا۔ پولش میں بھی ایک ترجمہ ہوا تھا۔ لیکن وہ نامکمل رہ

گیا۔ روسی ترجمہ کراکوف سکی نے ۱۹۳۴ء میں کیا۔ ای۔ جے برول (بیڈن) کی

فہرست میں اس کتاب کے انیس ایڈیشنوں کا ذکر ہے۔ جن میں صرف ایک شیخ عثمان

سے مزید تفصیل کے لیے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام "الف لیلا" ملاحظہ فرمائیے۔

کا ہے۔ اور باقی تمام علماء یورپ نے تیار کیے تھے۔

یورپ کے بعض بڑے بڑے ادیبوں اور نقادوں کا خیال یہ ہے کہ اگر آلف لیلہ نہ ہوتی تو نہ آئرش ادیب ٹوڈٹ (۱۷۴۵ء) کی "گالیورس ٹریولز" وجود میں آتی اور نہ ڈیٹیل ٹوڈ (۱۷۲۱ء) کی "رائینس کروسو" بعض دیگر نقاد کہتے ہیں کہ "رائینس کروسو" کا ماخذ ابن طفیل (۱۱۸۵ء) کی حیتی بن یقظان تھی۔ جسے ۱۶۷۱ء میں پوکاک نے لاطینی میں اور ۱۷۷۱ء میں اٹلی میں انگریزی میں منتقل کیا تھا۔ اس موضوع (رائینس کا ماخذ) پر ۱۹۲۳ء میں اے۔ آر۔ پاسٹرنے ایک کتاب "دی آئیڈیا آف رائینس کروسو" کے نام سے لکھی۔

یورپ میں ان تراجم کا اثر یہ ہوا کہ اس دور
عربی حکایات کی تقلید کا یورپی ادب عربی ادب کے سانچے میں ڈھل

گیا۔ اٹلی اور سپین میں مقامات کی طرز پر حکایات لکھی جانے لگیں۔ اس قسم کے ایک مجموعہ حکایات کا ہسپانوی نام

El. Caballero. Cifar

ہے۔ چاتر کی Squires Hall دراصل آلف لیلہ کی ایک

کہانی ہے۔ ڈانٹے نے ڈواین کاڈی میں سیرافناک کا تخیلی معراج سے بیا
تھا۔ اٹلی کے ایک ادیب برنیشیو (۱۲۷۵ء) کی تمام حکایات عربی ماخذ سے
آئی ہوئی ہیں۔ عربی اثر کی انتہا یہ ہے کہ تیرھویں صدی میں ایک فرانسی ادیب
نے ایک ناول Floire Air Blanchfleur کے عنوان سے

لکھا۔ اس میں عربی رنگ کی مجالس جمائیں، عربی ساز و سامان سے کام لیا
اور قاسم کو بہرہ بنایا۔

پہلے کے ایک پادری جان روز نے چودھویں صدی کے آغاز میں ایک
ایسی منظوم کہانی لکھی۔ جس میں عربی اقوال و امثال بکثرت استعمال ہوئی۔ ان
کی چوکی کا نام کریمہ تھا۔ جو خالص عربی لفظ ہے۔ اسی دور کے ایک ادیب
یوسف زلیخا کا منظوم قصہ ہسپانوی زبان اور عربی حروف میں لکھا۔ اس کی
بحر بھی عربی تھی۔

ڈان کوئیک ساٹ کی مشہور کہانی جس کا اردو ترجمہ خدائی نوید کے
عنوان سے ہو چکا ہے کا اصل مصنف ایک مراکشی مسلم حمید بن غنم تھا۔

گیارہویں صدی میں سینیٹرین فائیک مصری نے دانشوران عالم کے اقوال
کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ جس کا پہلے لاطینی ترجمہ ہوا۔ اور پھر ہی ترجمہ
Dits And Sayings of The Philosophers

کے نام سے انگریزی میں منتقل ہوا۔ انگلستان کا پہلا پریس پبلشر تھا جس
پہلے ہی کتاب چھپی تھی۔ ڈان کوئیک ساٹ کی حکایت دراصل
میں سب سے پہلے ہی لکھی گئی تھی۔ انگریزی ترجمہ بعد میں ہوا۔ اس میں ہیرو کے تمام
ہسپانوی زبان میں عربی الاصل ہیں قرطبہ وسطی کے یورپ میں عربی ادب کا نفوذ
اقوال و امثال عربی الاصل ہیں قرطبہ وسطی کے یورپ میں عربی ادب کا نفوذ
ایک شخصیت غیر مترقبہ تھا۔ لاطینی کا مفلس، بے جان اور بے کار ادب لوگوں کو
ایک شخص نہیں کر سکتا تھا۔ اس میں نہ لذت تھی۔ نہ صداقت اور نہ گہرائی۔ دوسری
طرح عربی ادب میں ہلاکی قوت۔ عظمت۔ توانائی۔ زندگی اور وسعت تھی۔ یہ
زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتا تھا۔ حیات کو منزل کی راہ دکھاتا تھا۔ انسان

کامرابطہ اللہ سے جوڑتا تھا اور روح میں سوز و سرور بھرتا تھا۔ یورپ کے لیے اس ادب سے منہ موڑنا ناممکن تھا۔ درست کہا تھا۔ وکٹر ہیوگو نے :-
پہلے تمام دنیا یونانی تھی۔ اور اب عربی ہے۔

شاعری

عرب میں اسلام سے پہلے ہر قبیلہ اپنے شعرا پر نازاں تھا۔ یہ شاعر میدان جنگ میں رجز پڑھتے، ایام صلح میں قبائل کے کارنامے سناتے، اپنوں کو اچھالتے اور غیروں پر آگ برساتے تھے۔ بدیگر الفاظ شاعر قبیلہ کا مورخ بھی تھا اور مصلح و مبلغ بھی۔ اس کی مدح سے ہمیں بلند ہوتی تھیں۔ اور اس کی بے وفائی کی آگ بھڑکا دیتی تھی۔ شعرائے جاہلیت میں زبیر، ابید بن ربیعہ، ابیاد بن شمر، عمرو بن کلثوم، حارث بن حلزہ، زبیر، ابید بن ربیعہ، ابیاد بن معاویہ المعروف بن نابہ، ذبیانی، یمین بن قیس المعروف بن اعشی، علقمہ بن عبادہ، الفضل بن عمرو بن قبیہ اور عنترہ بہت مشہور تھے۔ ان کے کلام کا کچھ نہ کچھ حصہ آج بھی موجود ہے۔ اور بعض کے دیوان مصر، تیروت، ہند اور یورپ میں باقاعدہ چھپ رہے ہیں۔ شعرائے جاہلیت کی تعداد کیا تھی، کوئی نہیں جانتا اس زمانے میں لکھنے والے ہی نہیں تھے۔ اس لیے ان کے نام محفوظ نہ رہ سکے۔ البتہ بعض باہمت لوگوں نے ان کا کچھ نہ کچھ کلام محفوظ کر لیا۔ مثلاً :-
۱۔ سین کے نبوی آلا علم (۱۰۸۲) نے نابہ، عنترہ، طرہ، زبیر

عَلَقَمَہ اور اِرَادُ الْفَاتَس کے دیوان مرتب کیے جنہیں ۱۸۷۷ء میں Ahlwardt نے شائع کیا۔ الشکری (۱۸۸۸ء) کے مجموعہ اشعار البذلیتین کو Kpslgarten اور Wolkhausen نے چھاپا۔

- ۲۔ حماد الراویہ (عبد اُمیہ) نے تتبع مخطقات جمع کیے۔
- ۳۔ مفضل الضبی (۷۸۶ء) نے عباسی خلیفہ منصور کے رط کے ہمدی کے نے ایک سرائٹھائیں نظیں جمع کی تھیں جو مفتیات کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی ایک تہائی ۱۸۸۵ء میں Thorbecke نے شائع کی۔ اور کچھ عرصہ پہلے سرچارلس لائل نے مفتیات کا انگریزی ترجمہ مع عربی متن نکالا تھا۔
- ۴۔ ابو تمام (۷۵۰ء) نے خمسہ مرتب کیا۔
- ۵۔ بختری (۸۹۷ء) نے بھی اسی نام سے ایک مجموعہ تیار کیا۔
- ۶۔ ابو ذیہ محمد القریشی نے ستلہ میں جمرۃ اشعار العرب کے نام سے انچاس نظموں کا ایک مجموعہ ترتیب دیا۔
- ۷۔ اصعبانی (۹۶۷ء) کی کتاب الافغانی، ابوعلی القالی (۹۶۷ء) کی کتاب الامالی، المبرد کی الکابل اور عبدالقادر بغدادی (۱۶۸۲ء) کی خزینۃ الادب میں شعرائے جاہلیت کے ہزار ہا اشعار نقل ہوئے ہیں۔
- بعض تذکروں میں حماد الراویہ کے متعلق یہ حکایت دیکھی ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ نے اُسے چند اشعار سنانے کو کہا۔ اُس نے ایک سو عمرو نامی شعرا کے سو سو قصائد سنائے۔ اور یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔
- گو تلخپور اسلام کے بعد ساری قوم کی توجہ قرآن، حدیث، فقہ، سائنس

طب - تاریخ - ریاضی - ہشت اور دیگر علوم کی طرف ہو گئی تھی - تاہم شعرا

کا سلسلہ جاری رہا - چند نام یہ ہیں :

- ۱ - جمیل العذری (۷۰۱ء)
- ۲ - عمر بن ابی ربیعہ (۷۱۹ء)
- ۳ - عجاج (۷۱۵ء)
- ۴ - فرزدق (۷۲۸ء)
- ۵ - حجرید (۷۲۸ء)
- ۶ - اخطل (۷۱۰ء)
- ۷ - قذافر (۷۱۹ء)
- ۸ - مروان بن ابی حنفہ (۷۹۷ء)
- ۹ - مسلم بن ولید
- ۱۰ - ابان اللہحق (۸۱۵ء) اس نے کلیدِ دیمتہ کو مستظوم کیا تھا -
- ۱۱ - عباس بن آصف (۸۱۳ء)
- ۱۲ - البرزاس (۸۱۰ء)
- ۱۳ - ابوالعاصمہ (۸۲۸ء)
- ۱۴ - رابعہ (۸۰۱ء)
- ۱۵ - مقبلی (۹۶۵ء)
- ۱۶ - ابوہریراس (۹۶۸ء)
- ۱۷ - ابن الرومی (۹۹۶ء)
- ۱۸ - ابن عبد ربہ (۹۴۰ء)
- ۱۹ - دحبل (۸۳۵ء)

شعب و نسب، آباد اجداد اور ان کے جنگی کارناموں پر اترانے لگے۔ بعض یورپی عربی میں شعر تک کہتے تھے۔ اس قسم کے دو شعر درج ذیل ہیں۔ کمر بن کے ایک پروفیسر ایڈورڈ مہری پائٹر (۱۸۸۲ء) کی تخلیق ہیں۔ مفتی کھانہ کے کچھ غریباں ہیں۔ لیکن کوشش بڑی نہیں:

لَیْسَتْ شَعْرِي حَلَّ كَتْنِي اَمَّا قَدْ جَرِي
مَدَّ حَتْوِي مِنْ عِيْرِ قِي مِنْ مُقْلَتِي

ترجمہ: کاش مجھے علم ہوتا کہ آنسوؤں کی جو جھڑی میری آنکھوں سے برستی رہی ہے۔ وہ ختم ہو گئی ہے باہر سلسلہ جاری رہے

قَدْ بَدِي عَطِي حُذْرُ آ عَطِي
وَقَتِي جِئْتِي حَاشَا آ جِئْتِي

میر کی بڑی (بڈیوں) کو میرے بڑے غم نے جلا دیا ہے۔ میری بڑی (بڈیوں) کو میرے (بڈیوں) نے جلا دیا ہے۔

یورپ میں کسی گروہ کو سہاری عربی شاعری پسند آئی اور کسی کو ناپسند۔ یورپ میں عرب شعرا کے تقریباً تمام دیوان حواشی، مقدمہ اور کچھ تراجم کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ لیڈن نے دیوان ابو نواس کے تین اور ابو نواس کے دو ایڈیشن شائع کیے ہیں۔ نیز ابو العلاء القمیری کا دیوان ترجمے سمیت نکالا ہے۔ یہ ترجمہ ایچ۔ بیٹر لین نے کیا تھا۔ کتاب الاغانی کا نہایت عمدہ ایڈیشن مولو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ مختصرہ کا کلام G. Rouger نے

ایڈیٹ کیا ہے۔ فرزدق، ابن ابی، حسان بن ثابت، متقی، لبید بن ربیعہ وغیرہ کا کلام آج تک یورپ میں چھپ رہا ہے۔ اس وقت مکتوبات کے سات مفضلیات کے دو اور متقی کے اس ایڈیشن یورپ میں کچھ رہے

ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ای جے برل (ایڈن) کی فہرست مطبوعات ملاحظہ فرمائیے :

یورپ ہماری فارسی شاعری سے بھی کسی حد تک متاثر ہوا تھا۔ تھامس مور (۱۸۵۶ء) کی لالہ رخ اور مینتھ آر نلڈ کی نظم سہراب و رستم میں ایرانی تصورات بہت نمایاں ہیں۔ جرمن شاعر شلر (۱۸۰۵ء) کے ڈرامہ توران رخت کا پلاٹ نظامی کی حکایت "دختر پادشاہ (ہفت پیکر اقلیم چارم) سے ماخوذ ہے والٹر (۱۷۷۸ء) کی حکایات میں ماحول، ساز و سامان اور دیگر لوازمات مشرقی ہیں۔

۱۶۷۱ء میں ایک جرمن عالم الیٹریٹس نے سعدی کی بوستان و گلستان کا جرمنی میں ترجمہ کیا تھا۔ جس نے جرمن قوم اور ادب پر گہرا اثر ڈالا۔ ۱۸۱۲ء میں فان ہیمبر نے دیوان حافظ کو جرمنی میں منتقل کیا۔ اس سے گوٹے (۱۸۲۹-۱۸۳۲ء) بہت متاثر ہوا اور اس نے حافظ کے رنگ میں دیوان مغرب لکھا۔ جس میں فارسی استعارات و محاورات مثلاً تیر مژگاں، شام غریباں، زلف گرہ رگیر وغیرہ کثرت سے استعمال کیے ہیں اور مختلف حصوں کے عنوان تک فارسی سے لیے ہیں۔ مثلاً "ساقی نامہ۔ عشق نامہ۔ معنی نامہ" وغیرہ۔ گوٹے کے بعد پلائن اسی رنگ کا شاعر تھا۔ یہ رومی۔ جامی اور سعدی کا عالم تھا اور ان کے فلسفے سے پوری طرح آشنا۔ راکرٹ۔ فان شاگ لوشکے اور لٹ ہولڈر بھی شاعری میں گوٹے کے پیرو تھے۔

نظم و نثر کی پسند و ناپسند کا عربی معیار دنیا بھر سے جدا گانہ ہے۔ عربوں نے لفظی و معنوی محاسن پر کتابیں لکھیں۔ ان کی تفصیل دی اور ان کے نام رکھے۔ مثلاً تجنیس، حسن تظیل

علم البیان والمعانی

مراعات النظر وغیرہ۔ عیوب پر روشنی ڈالی۔ اور اس فن کو ”علم البیان والمعانی“ کا نام دیا۔ عربی میں اس فن کی مشہور کتابیں مختصر معانی اور مطول ہیں۔
 ۱۶۳ھ میں شام کا ایک عیسائی عالم جس کا نام کسیری تھا۔ اسکوریل لائبریری کا رانچارچ مقرر ہوا۔ اس نے وہاں اٹھارہ سو عربی خطوط کی ایک فہرست بھی تیار کی تھی۔ اسی کسیری کا بیان ہے کہ اُس نے اسکوریل کی لائبریری میں بیان و معانی پر عربوں کی تین سو تصانیف دیکھی تھیں۔ اگر اسکوریل کی مختصر لائبریری میں اتنی کتابیں تھیں۔ تو اندازہ فرمائیے کہ مصر بغداد اور شام کی لائبریریوں میں ان کی تعداد کیا ہوگی۔

تَصَوُّف

تصوّف عیسائیوں میں بھی موجود تھا۔ لیکن نہایت ہرناک قسم کا۔ عیسائی مونیہ دنیا کو شیطان کی بازی گاہ سمجھتے اور ہر آسائش و لذت سے بھاگتے تھے۔ وہ عمر بھر مجبور رہتے، کاتھوں اور میخوں پر سوتے، بہت کم کھاتے اور اپنے آپ کو ہر قسم کی لذت پہنچاتے تھے۔ یہی حال ہندو اور بدھ راہیوں کا تھا۔ اسلام نے جہاں زندگی کے دیگر سلوؤں میں انقلاب پیدا کیا۔ وہیں تصوّف کا تخیل بھی از سر تا پا بدل ڈالا۔ اسلامی تصوّف کے عناصر یہ ہیں:

۱۔ تمام گناہوں سے اجتناب

۲۔ عبادت

۳۔ پاکیزگی اخلاق، یعنی نخوت، غیبت، حسد، حرص، نمائش، بدگوئی

بداندیشی، دنیا طلبی وغیرہ سے نفرت اور تواضع، انکسار، محبت

۴۔ تعداد عرب ۱۲

خدمتِ قناعت، تسلیم و رضا وغیرہ کو عینِ حیات بنالینا۔
 مسلم صوفیا کا یہی وہ اندازِ حیات تھا جس نے دنیا کا دل مٹھ لیا۔ اور
 یہ لوگ جہاں بھی پہنچے، زُتار ٹوٹنے اور تیکدے سر دھڑتے گئے۔ یہ انہی کا
 اعجاز تھا۔ کہ غرناطہ کے پندرہ لاکھ عیسائی ہندوستان کے کروڑوں مُبت پرست
 اور ایران کے تمام مجوسی خدائے واحد کے پرستار بن گئے تھے۔ دنیا اس اعجازِ بیکہ
 کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئی اور یورپ کے اہل قلم نے ہم پر ”اسلام بزورِ شمشیر“
 کا الزام عائد کر دیا۔ حالانکہ تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ کسی مُسلم فاتح نے
 کسی ایک فرد کو بھی جبراً مسلمان نہیں بنایا تھا۔ یہ درست ہے۔ کہ اسلام نے
 مخالفینِ مزین کے سامنے اسلام یا جزیہ پیش کیا تھا۔ لیکن یہ تین تبادُلی شرائط
 میں سے ایک تھی۔ پہلی یہ کہ اگر مخالفِ مزین شکست سے پہلے صلح کرنا چاہے
 تو کوئی بند کر دو۔

وَإِنْ جَاءُوا بِالسِّلَاحِ فَأَجْزَأَ لَكُمُ الْقِتَالُ (قرآن)

(اگر وہ صلح کی طرف مائل ہو جائیں۔ تو صلح کر لو)

لیکن شکست کے بعد جزیہ و اسلام میں سے ایک کا اختیار دو چیزیں
 سے مراد کوئی بھاری تادان نہیں۔ بلکہ غریب پر سالانہ ایک روپیہ اور امیر پر
 زیادہ سے زیادہ بارہ روپے ٹیکس تھا۔ ضعیف، دائمی مریض، بچے، عورتیں
 اور مفلس اس سے مستثنیٰ تھے۔ اگر کوئی شخص مذہب سے اتنا ہی دل برداشتہ
 ہو کہ ایک روپیہ بچانے کے لیے اُسے ترک کر دے۔ تو قصور اُس کا ہے نہ
 کہ اسلام کا۔ پھر یہ خیال بھی غلط ہے۔ کہ اسلام لانے کے بعد پیسہ جمع کرنے
 کا لائسنس مل جائے گا۔ اسلام کا تو پہلا سبق ہی صلوة و زکوٰۃ ہے۔ حضرت
 ابو بکر صدیق نے اُن عرب قبائل کے خلاف جو نماز تو پڑھتے تھے۔ لیکن زکوٰۃ

نہیں دیتے تھے۔ اعلان جنگ کر دیا تھا، زکوٰۃ کے علاوہ قیام قدم یہ صدقات اور سالانہ عشر بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ ان حالات میں یہ ناقابل یقین ہے۔ کہ ایک غیر مسلم ٹیکس کے چند پیسوں سے گھبرا کر ایک ایسے نظام میں جاگئے جہاں پیسہ بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

اسلامی تصوف نے عیسائی، ہندو اور بدھ راہبوں کو جنگوں اور غاروں سے نکال کر انسانی بستیوں میں لا آ باد کیا، انہیں زندگی کی جائز لذتوں مثلاً نکاح، کھانا، پینا وغیرہ سے مستمتع ہونے کی اجازت دی۔ فائدہ کشی نفس کشی اور جسمانی اذیتوں سے بچایا۔ اور انسانوں میں رہنا سکھایا۔ یورپ میں آج بھی بڑے بڑے صوفی، راہب اور پادری موجود ہیں۔ لیکن نفس کشی اور غارت نشینی اور خود اذیتیں کا وہ قدیم سلسلہ باقی نہیں رہا۔ اور یہ اثر ہے اسلامی تصوف کا۔

اسلام نے بڑے بڑے صوفی پیدا کیے تھے۔ مثلاً :

نام	سال وفات	وطن
۱۔ خواجہ حسن	۲۸ھ	بصرہ
۲۔ رابعہ	۸۰ھ	ہ
۳۔ ذوالنون	۸۶۰ھ	مصر
۴۔ ابراہیم آقہ	۹۵ھ	شام
۵۔ جنید	۹۱۰ھ	بغداد
۶۔ حسین بن منصور حلاج	۹۲۲ھ	بغداد ایران
۷۔ شیخ ابو القاسم	۱۰۵۹ھ	ہرجان
۸۔ ابو الحسن علی ہجویری	۱۰۷۳ھ	غزنی

گیلان (ایران)
شہرورد (زنجان)
عراق

خراسان

شہرورد

ایران

تبریز

سپین

پاکستان

کران

عمان

ہمدان

بلخ

بخارا

نیشاپور

- ۹۔ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر ۱۰۶۶
- ۱۰۔ ابو نجیب شہروردی ۱۱۶۸
- ۱۱۔ ابو الحسن رفاعی ۱۱۷۵
- ۱۲۔ خواجہ عثمان اردوبی ۱۲۱۱
- ۱۳۔ شیخ شہاب الدین شہروردی ۱۲۲۵
- ۱۴۔ شیخ نجم الدین گبرنی ۱۲۲۲
- ۱۵۔ خواجہ شمس تبریزی ۱۲۲۸
- ۱۶۔ شیخ ابن العربی ۱۲۴۰
- ۱۷۔ فرید الدین گنج شکر ۱۲۴۸
- ۱۸۔ شیخ اوحید الدین ۱۲۳۸
- ۱۹۔ شیخ ابو الحسن شاذلی ۱۲۵۸
- ۲۰۔ شیخ فخر الدین عراقی ۱۲۸۷
- ۲۱۔ مولانا جلال الدین رومی ۱۲۷۲
- ۲۲۔ خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند ۱۳۹۰
- ۲۳۔ امام غزالی ۱۱۱۱

یہ سلسلہ بہت طویل ہے۔ تفصیل کے لیے شیخ عطار کا تذکرۃ الاولیاء یا
ادارۃ تصنیف و تالیف لاہور کی انوار الاعمینا ملاحظہ فرمائیے۔ میں صفحات
گزشتہ میں عرض کر چکا ہوں کہ امام غزالی کا فلسفہ یورپ کی یونیورسٹیوں میں
مذہبوں پڑھایا جاتا رہا۔ منصور حلاج کی کتاب الطواغیت پر پیرس یونیورسٹی کا
ایک پروفیسر نے تاں کان کام کر چکا ہے۔ ابن العربی کی کتب ذیل یورپ میں
شائع ہو چکی ہے۔

کتاب

۱ - فتوحات مکہ

۲ - التدبیرات الاصلاحیہ

۳ - لطائف الاسرار

۴ - رسالۃ القدس

۵ - ترجمان الاشواق

ایڈیٹر

عبدالقادر الجزائرئی

فان - ایچ - ایس - ثانی بزرگ

عطیہ طابا و احمد ذکی

M. Asin Pala/Cios

نامعلوم

امام غزالی کی کتب ذیل یورپ میں یک رہی ہیں :

کتاب

۱ - کتاب الرجاد والنحوت

W. - Mckane

۲ - آئینہ التوکل

۳ - فیصل التفرقة فی الاسلام

والزندقہ

۴ - إحياء علوم الدين

۵ - الإقتصاد فی الاعتقاد

۶ - رکیب السعادة

۷ - مقدمة تہافت الفلاسفہ

۸ - تہافت الفلاسفہ

سلیمان دنیہ

ایل ذولفندیک نے انگریزی میں ترجمہ کیا

نامعلوم

فان - ایچ - ایس - پٹر

سلیمان دنیہ

Bouyges.

حضرت غوث الاعظم کی دو کتابیں تہنیت الطالبین اور الفتح الربانی و
الفیض الروحانی۔ یورپ میں چھپ چکی ہیں۔ اور ان کی ایک کتاب فتوح الغیب
کوفان۔ ڈبلیو۔ برورنی نے ایڈٹ کیا ہے۔ غزالی، ابن العربی، رومی، بسطامی

اور دیگر صوفیائے اسلام پر ملے یورپ کافی کتابیں لکھ چکے ہیں۔ نیز انھوں نے
یعنی قرآن حکیم کے بیسیوں تراجم جو چکے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یورپ
اسلامی تصوف سے بدستور متاثر ہو رہا ہے۔

موسیقی

موسیقی کیا ہے؟ کسی بات کو سُرنے کہنا۔ ہمارے خطیب اموزن، نادان
اور گانے والے شاعر سب کے سب موسیقار ہیں۔ ہر انسان نوح میں آکر لگتا
ہے۔ جب چرواہا پھاڑوں اور بیا بانوں کے منٹے سے گھبرا اٹھتا ہے۔ ترگا
کر دیں بہلاتا ہے۔ شادی۔ پیدائش اور تہواروں پر لڑکے لڑکیاں، جوان اور
بوڑھے سب گاتے ہیں، کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے۔ تو غزلیں سُرنے لگتی ہیں،
دن کی تھکان دور کرنے، دیا کی بھڑاس نکالنے، فوج کا حوصلہ بلند کرنے اور
روح کی پاس بھجانے کے لیے موسیقی سے بستر کوئی اور چیز نہیں، ہندوؤں اور
عیسائیوں کے ہاں موسیقی جزو مذہب ہے۔ لیکن اسلام نے اسے ایک نئے
قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ جو چیز گائی جا رہی ہو۔ وہ حیوانی جذبات میں اشتعال
کا باعث نہ بنے۔

ہمارے اسلامات نے سب سے پہلے یونانی ماہرین موسیقی کی کتابوں کو
میں منتقل کیا۔ مثلاً اقلیدس کی ایک کتاب عربی میں کتاب النغم کے عنوان
سے منتقل ہوئی۔ اور مارٹلیس کا ترجمہ کتاب فی الآلات الموسیقی کے نام سے
ہوا۔ پھر انہوں نے اس فن کو خود منضبط کیا اور کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً:
۱۔ فارابی کی کتاب الموسیقی

- ۲ - ابن الطیب الشرحی کی المدخل الی علم الموسیقی
 ۳ - الفارابی کی کتاب ترتیب النغمہ - الرسالة الکبریٰ فی
 التالیف کتاب المدخل الی الموسیقی
 رسالة فی الايقاع - رسالة فی الاخبار عن

مناعة الموسیقی -

- ۴ - تعلیقہ مختصر باللہ عباسی نے مامون کی ایک کینز بذل و غریب پر جو ایک ہزار
 راگ لگا سکتی تھی - ایک مستقل کتاب لکھی تھی -
 ۵ - مامون کی ایک اور کینز بذل نے موسیقی پر ایک کتاب لکھی جس میں
 سات ہزار راگوں کا ذکر تھا - اس کتاب پر دربار خلافت کی ایک ممتاز
 شخصیت علی بن ہشام نے بذل کو دس ہزار دھرم انعام دیا تھا -
 البرافرج اصغہانی نے کتاب الاغانی میں بذل و غریب کے حالات
 تفصیل سے لکھے ہیں -

موسیقی پر چند اور لکھنے والے یہ ہیں :-

- ۱ - مسعودی کی مروج الذهب میں موسیقی پر بھی بحث ملتی ہے -
 ۲ - البرافرج اصغہانی نے عربی موسیقی پر چار کتابیں لکھیں -
 ۳ - محمد بن اسحاق الوراق (۹۹۵ء) نے موسیقی کی کتابوں اور موسیقاروں
 کی ایک طویل فہرست تیار کی -
 ۴ - خنین بن اسحاق نے موسیقی پر ارسلو کی دو اور جالینوس و فیثاغورث کی
 ایک ایک کتاب کو عربی میں ڈھالا :

۵۔ ثابت بن قزو. (۱۹۱۱)

۶۔ ابو الوفا بوزجانی. (۱۹۹۹)

۷۔ ابن سینا. (۱۰۲۶)

۸۔ ابن زبیر اسینا کا گرو. (۱۱۴۸)

۹۔ ابن زبیر (۱۱۳۱)

۱۰۔ ابوالفضل اُمیہ (۱۱۳۲)

۱۱۔ ابن القشاش (۱۱۴۸)

۱۲۔ علم الدین قیصر (۱۲۵۱)

۱۳۔ نصیر الدین طوسی. (۱۲۴۳)

۱۴۔ ابن قزاس اندلسی. (۱۲۵۸)

۱۵۔ سید البحر علی اندلسی. (۱۳۰۴)

۱۶۔ ابن رشد (۱۱۹۸)

۱۷۔ ابن تیفین اندلسی (۱۲۶۹)

۱۸۔ ابن باجہ اندلسی (۱۲۸۵)

۱۹۔ خلیل عروسی (۱۲۹۱)

۲۰۔ ابو الجہد (۱۱۹۱)

۵۰۔ اٹلے ڈن راگ کو فیثا غوری ہیت و قیام

۱۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۲۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۳۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۴۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۵۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۶۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۷۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۸۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۹۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

۱۰۔ اس کا بیان اس کتاب میں ہے (۱۹۶۴)

تیرھویں صدی کا ایک برطانوی مُغنی، وائسرائے آڈنگٹن، اپنی تحریرات میں عرب اساتذہ موسیقی کا ذکر بڑے فخر سے کرتا ہے۔

تمام اموی و عباسی خلفا موسیقی کے دلدادہ تھے۔ خلیفہ عمرو بن عبدالعزیز (اموی) چند شروں کے بھی مُوجد تھے، مامون کے دربار میں عرب بڈل اور سُوس کے علاوہ ابراہیم موصلی، اسحاق بن ابراہیم موصلی، یحییٰ کی اور کئی دیگر امامان موسیقی موجود تھے۔ ابراہیم کا ماہانہ مشاہیرہ دس ہزار درہم تھا۔ فرڈرک دوم کے تمام درباری موسیقار عربی النسل تھے۔ سپین میں جب کسی شہر میں کسی شادی یا تہوار پر گانے والوں کی ضرورت محسوس ہوتی تو قرطبہ یا غرناطہ سے عرب گانے والوں یا دالیوں کو بلایا جاتا تھا۔

عرب ماہرین موسیقی نے یورپ پہ گہرا اثر ڈالا۔ اور وہاں ان کی نقائص کے تراجم ہونے لگے۔ مثلاً :

۱۔ جالینوس و ارسطو نے بھی موسیقی پر کتابیں لکھی تھیں۔ جنہیں جُھین نے عربی میں منتقل کیا تھا۔ ان عربی تراجم کو بعض یورپی ادیب قلم نے لاطینی زبان میں پھنایا۔

۲۔ الفارابی کی کتاب موسیقی کو جُھیرارڈ (۱۱۸۷ء) اور جُھین (۱۱۲۷ء)

نے لاطینی میں منتقل کیا۔

۳۔ آئیندریو آپاگ (۱۵۲۰ء) اور جُھین نے بوعلی سینا کی کتب موسیقی کو لاطینی میں ڈھالا۔

۴۔ مائیکل سکاٹ، (۱۲۲۲ء) نے ابن رشد کی اُس کتاب کا لاطینی ترجمہ

کیا۔ جو اُس نے ارسطو کی کتاب موسیقی پر بطور شرح لکھی تھی۔

۵۔ قسطنطین افریقی نے عربوں کی جن کتابوں کا ترجمہ کیا تھا، اُن میں ایک موسیقی پر بھی تھی۔

۶۔ یورپ کے ایک عالم *MGundi Salvus* (۵۰۰-۵۳۰ء) کی تصنیف *De Divisione Philosophiae* میں ایک باب موسیقی پر ہے۔ جو افارابی کا تفسلی ترجمہ ہے۔

۷۔ راجہ سین (۱۲۹۲ء) کی کتاب *Opus Tertium* میں ایک باب موسیقی پر ہے۔ اس میں دواقلیدس و بطلمیوس کے ساتھ ساتھ سینا و افارابی کی آرا بھی پیش کرتا ہے۔ وائٹ ہاؤس لکشن (۱۲۸۰ء) اپنی تصنیف

De Speculatione Musicae میں اور اینگلو نرٹ (۱۲۲۱ء) اپنی کتاب *De Musica* میں سینا کی آرا کو بڑی وقعت دیتا ہے۔ ۸۔ ٹراویہ (چکیو سلاویکیہ) کے ایک عالم خیزوم نے تیرھویں صدی میں موسیقی پر *De Musica* کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ جس میں ایک باب افارابی پر ہے۔

۹۔ رابرٹ بکھورٹز (۱۲۷۹ء) رینڈل (۱۳۱۵ء) سائمن ٹن سٹیڈ (۱۳۶۹ء) اور آدم دی نیوڈا (۱۳۹۰ء) نے جو کچھ موسیقی پر لکھا، وہ عرب اساتذہ سے ماخوذ تھا۔

۱۰۔ عینی بن اسحاق بیرونی نے بوعلی سینا کی قانون کو جس میں موسیقی پر بھی بحث ہے، عبرانی میں منتقل کیا تھا۔

۱۱۔ ایک اور بیرونی ابراہیم بن حیثہ (۱۱۳۶ء) نے ابو القسطنطین اُمیہ (۱۱۳۴ء) کی ایک کتاب کا جو موسیقی پر تھی، عبرانی میں ترجمہ کیا۔

۱۲۔ چند اور یہودیوں نے بھی عربی کتب کو عراقی میں ڈھالا تھا جن میں سے مشہور یہ ہیں۔ موسیٰ بن یحییٰ (۱۱۸۲ھ) ابن عقیل (۱۲۲۹ھ) اور اسحاق طبرستانی (۱۲۶۷ھ)

”راجہ بکاش اور آبلہ لڈ آت ہاتھ اپنے دل سے کہا کرتے تھے کہ اگر علم سیکھنا ہے۔ تو یورپ کے مدارس سے نکل کر عربوں کی درسگاہوں میں جاؤ۔“

سہلی میں علم کی نہریں

عرب دنیا کے جس خطے میں بھی پہنچے۔ اپنی تابدار تہذیب، لادوال، علوم و فنون اور روشن روایات ساتھ لے گئے۔ یہ ہر جگہ ابو رحمت بن کر برے اور دلوں کی ویران و برباد بستیوں کو بہارستانوں میں بدل گئے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں

خیابان خیابان ارم دیکھتے ہیں (غالب)

ایک زمانہ تھا۔ کہ ہر مسلمانوں میں کم از کم پانچ اہل قلم ہوتے تھے۔ جن کی زبان انوکھ بکات، شخصیت اور کردار سے علم و عرفان کی نہریں بہتی تھیں۔ آج ان کی تعداد ستر گروڑ کے قریب ہے۔ لیکن کہیں کوئی راندی، سینا، کندری، فارابی اور رومی نظر نہیں آتا۔ بہاریں چلی گئیں۔ نہریں شوکھ گئیں اور قلب و دماغ منجمد ہو گئے۔

لے میراث ص ۷۷

رفقہ رفقہ اس قدر بربادی محفل ہوئی
 مشہور دنیا کے دیرالوں میں یہ منزل ہوئی
 گو سبلی میں مسلمانوں کا قیام مختصر سا تھا۔ لیکن اس قلیل عرصے میں بھی
 انہوں نے وہاں بڑے بڑے علماء پیدا کیے۔ جنہوں نے مختلف موضوعات پر گراں
 قدر کتابیں لکھیں۔ مثلاً :

نام سال وفات تصانیف

قرآن

- ۱۔ ابوطاہر اسمعیل بن خلف ۱۰۶۵ - ۱۔ کتاب الاکتفاء فی القراءۃ
- ۲۔ ابوعبد اللہ محمد بن ابی الفرج الذکی المازری ۱۱۲۲ - ۲۔ کتاب العنوان فی القراءۃ
- ۳۔ ابن فحّام ۱۱۲۱ - ۱۔ کتاب التجرید (قرأت)
- ۲۔ مفردات القرآن
- ۴۔ ابو عمر و عثمان بن علی السرقوسی ۱۱۶۵ - ۱۔ تفسیر کبیر
- ۵۔ حجة الدین ابن ظفر العقلمی ۱۱۶۵ - ۲۔ یتبوع الحیات
- ۳۔ فوائد الوحی
- ۴۔ فی احکام الآلہیہ
- ۵۔ فی شرح أسرار الحسنی

- ۶ - محمد بن خراسان ۹۹۷
- ۱ - تفسیر القرآن
- ۲ - راءات القرآن
- ۳ - کتاب المناہج والنسوخ

حدیث

مختلف تذکروں میں سہلی کے تقریباً پچاس محدثین کا ذکر ملتا ہے۔
سہلی کا فاتح قاضی آند بن فرات (۷۲۸ھ) بھی ایک بلند پایہ محدث اور حدیث
میں امام بابک کا شاگرد تھا۔ چند اور نام یہ ہیں :

- ۱ - ابوبکر علی بن داود سمطاری ۱۰۷۲
- ۲ - ابوبکر محمد بن سیاق (سائق) ۱۰۸۳
- ۳ - ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر
القیسی ۱۱۴۲

کتاب المعلم
(شرح صحیح مسلم)
اس کتاب پر ڈاکٹر گرنی نے ایک
طویل مقالہ لکھا تھا۔

فقہ

تذکروں میں اندازاً پینتیس فقہاء کے نام ملتے ہیں۔ چند نام یہ ہیں :

- ۱ - ابو محمد عبد الحق بن محمد
- ۲ - محمد بن المطالب
- ۳ - آلاء تندرک علی البراذعی
- ۱۰۶۲
- بن دارون السہی

۳۔ التکلیف والفروق

۱۔ شرح المدونہ

۲۔ علم الفرائض

۲۰۵۹

۲۔ ابن یونس الصقلی

۳۔ ابو عبد اللہ فخر الدین

محمد بن محمد الصقلی

۴۔ ابن الحکار الصقلی

۱۳۲۷

کتاب التَّجْنِيز

۱۔ شرح المدونہ

۲۔ الاِشْقَاد

۱۔ مَطْلُوْلُ التَّهْذِيبِ

۲۔ مختصر التَّهْذِيبِ

۵۔ ابن بَرَاذَعِی قِیْرَوَانِی

الکلام

۱۔ کتاب المعادات

۲۔ کتاب التَّخْفِیر

۱۔ ایضاح البرهان

۲۔ کتاب الکشف والایضاح

(غزالی کی تردید)

۳۔ نظم الفرائد فی علم العقائد

۱۱۶۵

۱۔ ابن ظفر الصقلی

۱۱۴۶

۲۔ امام محمد بن مسلم مازنی

تصوف

تذکروں میں صرف بارہ صوفیاء کے حالات ملتے ہیں۔ ان میں مشہور ترین ابو بکر

محمد بن احمد (۹۱۷ھ) ابو الحسن علی حریری (۹۳۱ھ) ابو القاسم عتیق بن محمد (۱۰۳۱ھ)

اور ابو القاسم البکری تھے۔ آخر الذکر کی ایک تصنیف الزاد العیظیہ کا ایک نسخہ لیڈن میں بھی موجود ہے۔

تاریخ و سیرت

- ۱۔ ابن حمدیس ۱۱۴۵ تاریخ الجزیرۃ المختصراً
- ۲۔ شیخ البیہقی سنطاری ۱۰۷۲ ۱۔ اخبار الصالحین - دس جلد
۲۔ اخبار العلماء
- ۳۔ ابو علی حسن بن یحییٰ تاریخ الصقلیہ
- ۴۔ ابن القطار الصقلی ۱۱۲۲ ۱۔ تاریخ الصقلیہ
۲۔ الدرۃ الخضرۃ
- اس میں سبیل کے ایک سو بیتر شعرا کے حالات ہیں۔
- ۳۔ کتاب السیف
- ۴۔ کتاب الالبیہ
- ۵۔ کتاب العروۃ والقوافی
- ۶۔ المحاشی علی صحاح الجوهری
- ۱۔ خیر البشر
- ۲۔ اعلام النبوة
- ۳۔ سلوان المطارح
- ۵۔ ابن قلع الصقلی
- ۴۔ حریری کے رنگ میں ادبی کتاب جس کا

در کتاب زبان میں نسخہ یہاں پہل میری

۱۔ کتاب الف

۲۔ کتاب الجود

۳۔ کتاب الفناج

۴۔ کتاب الفناج

۵۔ کتاب الفناج

زبان و لغت

۱۔ کتاب الفناج

۲۔ کتاب الفناج

۳۔ کتاب الفناج

۴۔ کتاب الفناج

۵۔ کتاب الفناج

۶۔ کتاب الفناج

۷۔ کتاب الفناج

۸۔ کتاب الفناج

۹۔ کتاب الفناج

۱۰۔ کتاب الفناج

شعرا

سہلی میں شعرا کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ ان میں سے ابو العرب مصعب (۱۱۳۴) ابن الشوسی اور ابن محمد بن (۱۱۲۵) نے کافی شہرت حاصل کی۔ ابن حدیس کا دیوان ۱۲۰۰ میں پازمو سے اور ۱۲۰۰ میں روم سے شائع ہوا۔

طب

یوں تو سہلی میں لاتعداد اطباء تھے۔ لیکن صرف تین کی طبی و غیر طبی تصانیف باقی رہ گئی ہیں۔ یعنی :

- ۱ - ابو محمد عبدالسلام بن ابراہیم ۱۳۲۲ کتاب الجراحة
- ۲ - احمد بن عبدالسلام ۱ - کتاب الاطباء

(اس کا ایک نسخہ لیڈن اور ایک تونس میں ہے)

- ۲ - شرح اور جوزه
- ۲ - البرسید بن ابراہیم
- ۱ - کتاب فی التداوی
- ۱ - (ایک نسخہ پیرس میں)

متفرق

- ۱ - ابن خوقل ۹۷۵ بطور سیاح۔ سہلی میں آیا تھا۔
- اس کا سیاحت نامہ کتاب ۱۱۲۱ والی و الممالک سہلی کے ذکر

سے شروع ہوتا ہے۔

۲۔ ابن جبیر (۱۲۱۸ء) کے سفرنامہ رِحلۃ ابن جبیر کی ابتدا بھی سبلی کے حالات سے ہوتی ہے۔ یہ حصہ ۱۸۲۴ء میں فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ پیرس سے شائع ہوا تھا۔ ۱۸۵۲ء میں پورا سفرنامہ فرانس سے نکلا۔ ۱۹۰۶ء میں گیب میوریل نے بڑے اہتمام سے اس کا ایک ایڈیشن نکالا۔

۳۔ ادریسی (۱۱۶۶ء) راجر دوم (۱۱۰۵ء - ۱۱۵۴ء) کا درباری عالم تھا۔ اس نے جغرافیہ کی مشہور کتاب اِختراتِ الافاق ... راجر ہی کے لیے تصنیف کی تھی۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ روس سے ۱۲۹۲ء میں شائع ہوئی تھی اور اس کا اطالوی ترجمہ ۱۶۱۹ء میں نکلا تھا۔

۴۔ ابن بشری نے کیمیا و صنعت پر دو کتابیں: کیمیاء اور عمل الاصباع وایجاد کے نام سے لکھیں۔

۵۔ سعید بن فتحون شجرة الحکمة اور تعبیر العلوم کے مصنف تھے۔

۶۔ خلفائے فاطمی کے ایک سفیر شیخ جمال الدین نے ایک کتاب انبرودہ

کے نام سے فریڈریک دوم (۱۲۱۲ء - ۱۲۵۰ء) کے لیے لکھی تھی۔

۷۔ اسی فریڈریک نے قدامت عالم اور روح کے متعلق چند سوالات

سپین کے ایک فلسفی ابن سبعین (۱۲۶۱ء) سے پوچھے تھے۔ ان کے جواب میں

ابن سبعین نے ایک کتاب السائل العقلی، لکھ کر بھیجی تھی۔

سبلی کے مترجمین

سبلی میں بھی بعض ایسے یہودی و عیسائی علماء تھے۔ جنہوں نے عربی

کی چند کتابوں کو لاطینی وغیرہ میں منتقل کیا تھا۔ مثلاً :-

- ۱۔ قسطنطین امزیقی نے تقریباً اسی کتابوں کو لاطینی میں سنا کر لیا۔
- ۲۔ فرقوط (فرنج بن سالم) نے راندی کی الجاوی کا ترجمہ کیا۔
- ۳۔ موسیٰ یہودی نے جو پیرمو کا باشندہ تھا، بقراط کے اثر تراجم کا ترجمہ کیا۔

- ۴۔ مائیکل سکاٹ (۱۲۳۵ء) نے جو فرٹیرک دوم کا درباری تھا، اس کے تمام طبی عربی تراجم کو لاطینی لباس پہنایا۔
- کچھ ترجمے اٹلی میں بھی ہوئے تھے۔ مثلاً :

- ۱۔ ٹیٹن نے علی عباس ایرانی کے تراجم کیے :
- ۲۔ سن۱۲۰۰ء میں آثر سیس نے جالینوس کے ایک عربی نسخہ کو لاطینی میں تبدیل کیا۔

- ۳۔ سن۱۲۵۵ء میں بنا قسہ یہودی نے ابن رشد کے تراجم کیے۔
- ۴۔ سن۱۲۸۰ء میں کوئیس کے پرا دیسیس نے ابن زہر کے کتاب التبرک لاطینی میں منتقل کیا۔

- ۵۔ اٹلی کے ایک اور فاضل اینڈریو آتیا گو (۱۵۲۰ء) نے سینا کی تالیف نیز دوا در کتابوں کا ترجمہ کیا۔
- یہ ترجمے صدیوں بطور نصاب استعمال ہوتے رہے۔

سبلی کے متعلق مآخذ

- سبلی کی سیاسی و ادبی تاریخ کے لیے ان مآخذ کی طرف رجوع فرمائیے :
- ۱۔ طبقات الشافعیہ - شبکی

- ۲۔ معجم البلدان - یاقوت
- ۳۔ معالم الایمان - ابن ناجی
- ۴۔ کتاب الجبر - ذہبی
- ۵۔ تاریخ کبیر - ابن عسکر
- ۶۔ دیباج المذہب - ابن فرحون
- ۷۔ ترتیب المدارک - قاضی عیاض
- ۸۔ بغیۃ الوعایہ - سیوطی
- ۹۔ رحلة ابن خیر
- ۱۰۔ کتاب المساک والمساک - ابن حوقل

عربی علوم انگلستان میں

۱۹۴۰ء کے آغاز میں ڈاکٹر برنارڈ ٹوئس نے ”انگلستان اور عربی علوم“ کے موضوع پر بی۔ بی۔ سی لنڈن سے چھ تقریریں نشر کیں۔ جن کی ایک نقل مجھے بھی بھیجی گئی تھی۔ ان تقاریر کا حاصل درج ذیل ہے۔

عربوں نے سپین اور سبلی میں ایک ایسی شاندار تہذیب کی بنیاد لی جس کی نظیر دنیا میں کہیں اور موجود نہ تھی۔ عربوں کے بعد بھی ان کا اثر مدتوں باقی رہا۔ ان کے جانشین عیسائی بادشاہ دوسو برس تک عربی لباس پہن کر عربی بولتے اور عربی میں پڑھتے پڑھاتے رہے۔ عربی علوم کے حصول کا شوق اس حد تک تھا کہ طلباء دور دور سے عربی درسگاہوں میں آتے تھے۔ گویا سپین اور انگلستان کے درمیان ایک ہزار میل تک بحر اوقیانوس پھیلا ہوا تھا۔ اور کشتیوں میں سفر

از بس خطرناک تھا۔ تاہم برطانیہ کے شائقین علم سپین، سسلی، مصر اور بغداد تک جاتے تھے۔

۱۔ بارہویں صدی میں باغھ شہر کا ایک باشندہ جس کا نام ایڈلارڈ تھا، حصول علم کے لیے اسلامی ممالک میں گیا، عربی میں مہارت پیدا کی اور بعد ازاں زندگی بھر عربی کتابوں کو لاطینی میں منتقل کرتا رہا۔

۲۔ طامس براؤن نے عربی علوم خصوصاً فقہ میں وہ مہارت پیدا کی کہ اسے سسلی کے ایک مسلم فرمانروا نے اپنا قاضی بنایا تھا۔

۳۔ چیسٹر شہر کا رابرٹ بارہویں صدی میں سپین پہنچا، علم ریاضی میں مہارت پیدا کی۔ اور پھر متعدد عربی کتابیں لاطینی میں منتقل کیں۔

۴۔ ڈینیئل مارے مدتوں سپین میں پڑھتا رہا۔ وہاں سے جب واپس لوٹا تو عربی کتابوں کا ایک انبار ساتھ لے گیا۔ جنہیں شائقین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

۵۔ مائیکل سکاٹ بھی ایک برطانوی باشندہ تھا۔ جس نے سسلی میں تعلیم پائی۔ ارسطو کا عربی سے ترجمہ کیا۔ اور خود بھی کیمیا و ہنیت پر کتابیں لکھیں۔

راجہ بکین عربی کا بہت بڑا فاضل اور عربی علوم کا از بس دلدادہ تھا۔

اس کے کارناموں پر صفحات گزشتہ میں کافی بحث ہو چکی ہے۔

چامبر (۱۴۰۰ء) اور لڈگیٹ (۱۴۵۱ء) انگلستان کے مشہور شعرا تھے۔ اور

عربی علوم و تہذیب کے از بس مداح۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انگلستان کے پہلے پریس گیٹیشن میں سب سے پہلے عربی کی ایک کتاب کا انگریزی ترجمہ

طبع ہوا تھا۔ اس کتاب کا نام *تختار الجکم* تھا۔ جو مصر کے ایک امیر *مبشر بن*

فایک کے قلم سے لکھی تھی۔ اور ترجمہ کا نام تھا۔

اس کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ اس کا ایک مخطوطہ ہالینڈ کے ایک کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کا ترجمہ یورپ کی بعض دیگر زبانوں میں بھی ہوا ہے۔

علمائے برطانیہ نے عربی علوم کے سلسلے میں کیا خدمات سرانجام دیں اس کا مختصر سا جائزہ عاجز ہے۔

۱۔ وینیم بیڈل (۱۵۶۱-۱۶۳۲) کہا کرتا تھا کہ صحیح علم کے لیے عربی سیکھنا ضروری ہے۔ اُس کا وہ مقالہ آج بھی موجود ہے جس میں اس نے عربی سیکھنے پر زور دیا تھا۔ اس نے چند اور کتابیں بھی لکھی تھیں۔ مثلاً :

۱۔ سات جلدوں میں ایک عربی لغات تیار کیا تھا۔ جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔

۲۔ اُن عربی الفاظ کی فہرست تیار کی تھی جو یورپ کی مختلف زبانوں کا حصہ بن چکے ہیں۔

۳۔ قرآن عظیم پر چند کتابیں لکھیں۔

۲۔ ایڈمنڈ کاشل (۱۶۰۶-۱۶۸۵) کیمریج میں پروفیسر تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :

۱۔ سامی زبانوں کا لغات اشارہ برس میں تیار کیا۔ یہ کتاب ۱۶۶۹ء میں چھپی۔

۲۔ عربی کی اہمیت پر ایک کتاب لکھی۔

۳۔ اپنی عربی نظموں کا دیوان مرتب کیا اور اسے شاہ چارلس دوم (۱۶۶۰ء)

(۱۶۸۵ء) کی طرف منسوب کیا۔ ایڈمنڈ شاعر تھا اور عربی میں شعر کہا کرتا تھا۔

۳۔ جان گرئوز (۱۶۰۲-۱۶۵۲) آکسفورڈ میں علم ہیئت کا پروفیسر تھا۔

نے عربی علوم کے لیے مصر و بغداد کا سفر کیا۔ اور پھر :-

۱۔ عربی صرف و نحو لکھی

۲۔ عربیوں کی چند کتب ریاضی ایڈیٹ کیں۔

۳۔ عربیوں کی ریاضی پر چند کتابیں لکھیں۔

اس کا بھائی طامس گر توڑ بھی عربی کا فاضل اور چند مقالات کا خالق تھا۔

۴۔ سیموئل کلارک (۱۶۷۵-۱۷۲۹) نے عربی عروض پر ایک مقالہ لکھا

اور بلاد عرب کا ایک لغات تیار کیا۔

۵۔ جان سلڈن (۱۵۸۳-۱۶۵۴) برطانیہ کا مشہور قانون دان جو

برسوں پارلیمنٹ کا ممبر بھی رہا، عربی علوم کا گرویدہ تھا۔ اس نے عربی مخطوطات

کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا۔ نیز عربی کی ایک تاریخی کتاب کا ترجمہ بھی کیا۔

۶۔ ایڈورڈ پوکاک (۱۶۰۴-۱۶۹۱) ولیم بیڈل کا شاگرد تھا۔ بچپن

ہی سے عربی کا گرویدہ تھا۔ ۱۶۳۱ء میں یہ حلب پہنچا۔ اور وہاں کے ایک عالم

شیخ فتح اللہ سے پانچ سال پڑھتا رہا۔ واپسی پر عربی کتابوں کی ایک خاصی

تعداد ساتھ لایا۔ ۱۶۳۶ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر مقرر ہوا۔ ایک

سال بعد دوبارہ عربی درسگاہوں میں گیا۔ چار برس اور تعلیم حاصل کی۔ ۱۶۴۱ء

میں لوٹا۔ اور باقی زندگی تدریس و تصنیف میں گزار دی۔ پہلے سفر میں یہ شام سے

انجیر کا ایک پودا بھی ساتھ لایا تھا۔ جو اس نے آکسفورڈ کے احاطے میں لگا دیا

تھا۔ اب یہ درخت جوان ہو چکا تھا۔ پوکاک اسی کے ساتھ میں بیٹھ کر کتابیں

لکھتا تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :

۱۔ ابو الفرج بن سالم ہمدانی کی تاریخ الخلفاء فی الدول کا خلاصہ لکھا۔

(طبع ۱۶۴۹) بعد میں ترجمہ بھی کیا۔

- ۶۔ طغرائی کی عربی نظم لائیتہ العجم کی شرح لکھی۔ طبع ۱۹۶۱ء۔
- ۷۔ کنیر تعداد میں عربی موضوعات پر مقالے لکھے۔
- ۸۔ اس کے بعض غیر مطبوع مسودات باڈلین یونیورسٹی میں محفوظ ہیں۔
- ۹۔ پوکاک (۱۹۴۸-۱۹۲۷) ایڈورڈ پوکاک کا بیٹا اور ہم نام تھا۔ عربی سے محبت درشے میں ملی تھی۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :
 - ۱۔ عبداللطیف کی تاریخ مصر کا ترجمہ کیا :
 - ۲۔ نیز ابن طفیل کی ایک کتاب کو انگریزی میں ڈھالا۔
- ۸۔ پریڈو Pridcaux (۱۹۴۸-۱۹۲۸) نے رسول اکرم صلعم پر ایک کتاب لکھی۔
- ۹۔ چاپلو Chappelow (۱۹۸۲-۱۹۶۸) نے طغرائی کی لائیتہ العجم اور حریری کی مقامات کا انگریزی ترجمہ کیا۔
- ۱۰۔ کارلائل (۱۸۹۵-۱۸۸۱) نے ایک بغدادی سیاح سے جو کیمبرج میں آگیا تھا۔ عربی پڑھی۔ اور پھر بعض عربی نظموں کو انگریزی میں منتقل کیا۔
- ۱۱۔ سائمن آڈکلے (۱۹۷۸-۱۹۲۰) پوکاک کا شاگرد تھا اور کیمبرج میں عربی کا پروفیسر تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :
 - ۱۔ اسلام کی سیاسی و تمدنی تاریخ - تین جلد
 - ۲۔ ابن طفیل کی حسی بن یحییٰ کا انگریزی ترجمہ
 - ۳۔ اسلامی علوم کی اہمیت پر ایک کتاب
- ۱۲۔ جارج سیل (۱۹۹۷-۱۹۲۶) ایک وکیل تھا۔ جس نے ادقاتِ فرست میں عربی پڑھی۔ اور پھر قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔
- ۱۳۔ سر ولیم جونز (۱۹۲۶-۱۸۹۳) نے عرب کے بدوں اور ولایوں پر

- ۶۔ طغرائی کی عربی نظم لایمیتہ العجم کی شرح لکھی۔ طبع ۱۶۶۱ء۔
- ۷۔ کثیر تعداد میں عربی موضوعات پر مقالے لکھے۔
- ۸۔ اس کے بعض غیر مطبوع مسودات باڈلین یونیورسٹی میں محفوظ ہیں۔
- ۹۔ پوکاک (۱۶۴۸-۱۷۲۷) ایڈورڈ پوکاک کا بیٹا اور ہم نام تھا۔ عربی کے محبت ورثے میں ملی تھی۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :
- ۱۔ عبداللطیف کی تاریخ مصر کا ترجمہ کیا :
 - ۲۔ نیز ابن طفیل کی ایک کتاب کو انگریزی میں ڈھالا۔
 - ۳۔ پریڈو Pridcaux (۱۶۴۸-۱۷۲۸) نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی۔
 - ۴۔ چاپلو Chappelow (۱۶۸۳-۱۷۶۸) نے طغرائی کی لایمیتہ العجم اور حریری کی مقامات کا انگریزی ترجمہ کیا۔
 - ۵۔ کارلائل (۱۷۹۵-۱۸۸۱) نے ایک بغدادی سیاح سے جو کیمبرج میں آگیا تھا۔ عربی پڑھی۔ اور پھر بعض عربی نظموں کو انگریزی میں منتقل کیا۔
 - ۶۔ سائمن آونکے (۱۷۷۸-۱۸۲۰) پوکاک کا شاگرد تھا اور کیمبرج میں عربی کا پروفیسر تھا۔ اس کی تصانیف یہ ہیں :
 - ۱۔ اسلام کی سیاسی و تمدنی تاریخ - تین جلد
 - ۲۔ ابن طفیل کی حسی بن یقظان کا انگریزی ترجمہ
 - ۳۔ اسلامی علوم کی اہمیت پر ایک کتاب
 - ۴۔ جارج سیل (۱۶۹۷-۱۷۲۶) ایک وکیل تھا۔ جس نے اوقات فراغت میں عربی پڑھی۔ اور پھر قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔
 - ۵۔ سر ویلیام جونز (۱۷۴۶-۱۷۹۳) نے عرب کے بدوں اور وہابیوں پر

ایک کتاب لکھی۔ نیز عربی امثال کا ترجمہ کیا۔

۱۵۔ جی۔ ایچ۔ ہنڈلے سب سے پہلی کتاب انگریزی میں لکھی۔

۱۶۔ ای۔ ڈبلیو۔ لین (۱۸۰۱-۱۸۷۶) مصر میں تین سال رہے۔ وہاں سے

عربی سیکھی اور پھر :

۱۔ عربی لغت لیا کا انگریزی ترجمہ کیا۔

۲۔ مصریوں پر ایک کتاب لکھی۔

۳۔ ۱۸۳۳ء میں عربی لغات لکھنا شروع کی۔ اس پر پچیس سال صرف کیے

لیکن مکمل نہ ہو سکی۔

۱۷۔ ایڈورڈ ڈبھری پامر (۱۸۲۰-۱۸۸۲) کیمبرج کا پروفیسر اور عربی زبان

کا شاعر بھی تھا۔ اس کے دو شعر معنیات گزشتہ میں نقل ہو چکے ہیں۔ اس زمانے

میں جب شاہ ایران نے برطانیہ کا دورہ کیا۔ تو پامر نے اس سیاحت پر اردو

میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جو ہندوستان کے ایک رسالے میں شائع ہوا تھا۔ اس

کی تصانیف یہ ہیں :

۱۔ مصری شاعر بہاؤ الدین ڈبھری کا منظوم انگریزی ترجمہ

۲۔ عربی گرامر

۳۔ ہادون الرشید کے سوانح

۴۔ فارسی لغات

۵۔ صحرائے سینا کے حالات

۶۔ کیمبرج لائبریری کے عربی و فارسی مخطوطات کی فہرست

۷۔ کئی عربی و فارسی کتابوں کا انگریزی ترجمہ

۸۔ پروفیسر ولیم رائٹ (۱۸۲۰-۱۸۸۹) کی تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ ابن خبیر کا سفر نامہ

۲۔ عربی گرامر۔ دو جلد

۳۔ مہتر ذکی الکامل ایڈٹ کی۔

۴۔ القری کی تاریخ اندلس کی اشاعت میں۔

ڈوڈری (۱۸۸۲) کا لٹھ بٹایا۔

۱۹۔ رابرٹ سن سینٹھ (۱۸۲۶-۱۸۹۲) کیمبرج میں عربی کا پروفیسر تھا۔

کچھ عرصہ کے لیے انسائیکلو پیڈیا برطانیکا کا چیف ایڈیٹر بھی رہا۔ اس نے زمانہ جاہلیت اور عرب میں رسوم نکاح پر کئی کتابیں لکھیں۔

۲۰۔ سز و تہم میوٹر (۱۸۱۹-۱۹۰۵) اسلامی تاریخ، حضور صلعم کے سوانح

اور حفاظت پر کئی کتابوں کا مصنف ہے۔

۲۱۔ ولفریڈ ٹکنٹ (۱۸۴۰-۱۹۲۲) عربی زبان میں گفتگو بھی کر سکتا تھا۔

اس نے عراق و نجد پر کتابیں لکھیں اور سب سے معلقات کا انگریزی ترجمہ کیا۔

ذکورہ بالا اہل قلم کے علاوہ بیسیوں اور ہیں جنہوں نے یا تو مختلف عربی

کتب کے ترجمے کیے۔ اور یا اسلامی موضوعات پر مستقل کتابیں لکھیں۔ مثلاً آرتلڈ

اے۔ اے۔ بیون، سر چارلس لائل، لین پول، مارگو لینتھ، نکلسن، براؤن اور بری

وغیرہ۔ تقاضائے وقت یہ ہے کہ فرانس، اٹلی، جرمنی، سپین اور انگلستان کے

تمام ایسے علماء کی فرست تیار کی جائے جنہوں نے یا تو کسی عربی کتاب کا ترجمہ

کیا تھا اور یا اسلامی تاریخ و تمدن پر کچھ لکھا تھا۔

متفرق تراجم

قرون وسطیٰ میں یورپی اہل قلم نے طبع زاد کتابیں بہت کم لکھیں۔ ان کی

توجہ زیادہ تر تراجم کی طرف رہی۔ بیشتر تراجم کا ذکر صفحات گزشتہ میں ہو چکا ہے
چند دیگر مترجمین کے نام یہ ہیں :

مترجم کا نام	سال وفات	کتاب	کس زبان میں ترجمہ کیا
۱۔ پیٹر آئیٹل آف کلونی	۱۲۸۰	قرآن	لاطینی
۲۔ یہود ابن سال اندسی	۱۱۹۰	چند عربی کتب	عبرانی
۳۔ سینولی بن یہود ابن			
سال اندسی	۱۲۲۲	ابن میمون کی چند عربی کتابیں	عبرانی
۴۔ موسیٰ بن طین		عربی افلکدیس، سینا کی قانون ابن رشد	
		کی مختصر شروح ارسطو	عبرانی
۵۔ یعقوب (سیمونل کا پوتا)		چند عربی کتابیں	عبرانی
۶۔ یعقوب اناطولی	۱۱۹۲ء	ارسطو کی لمبیل شروح اذ ابن رشد	”
۷۔ شمس طاب (مارسلز)	۱۲۶۳ء	کتاب المنصورى اذ رازى	”
۸۔ آیدل ہارڈ	۱۱۲۶ء	خوارزمی کی الواجح ہیت	لاطینی
۹۔ رابرٹ آف چنیٹر	۱۱۴۴ء	خوارزمی کی الجبرا	”
۱۰۔ پلاٹو آف ٹوانی	۱۱۴۵ء میں زندہ	ابراہیم بن جتہ کی کتاب حساب	”
۱۱۔ جیرارڈ آف		اسی عربی کتابیں (سینا)	
کریونہ (اطلی)	۱۱۸۷ء	جالینوس۔ ارشمیدس۔ رازى	
		کندی۔ فارابی۔ ابن رشد وغیرہ	”

۱۲۔ یہ تمام تفصیلات ویل ٹوڈوران کی ایچ آف فیثد ۱۹۱۰ء سے حاصل
کر گئے۔

بطور ہی کی کتاب التفسیر
ارسطو کی کتاب الحیوانات
نیز متعدد طبعی و مابعد الطبعی
کتب عربی

۱۲ - ۱۲۵

طبعی

سائنس کی چند کتابیں

۱۳ - جیمز (۱۲۸)

بطور ہی کی کتاب المناظر
والتجلیات

۱۴ - یو جین رسل (۱۵۴) میں زندہ

۱۵ - مارک کائنات (۱۵۴) ہر صوبہ صدی
خبریں و پیش
کی تصانیف

یورپ کی حیاتِ ثانیہ

روحانی اور جاہل یورپ ہر حالت و برکت کی ذلزل سے کیسے نکلے۔ بعض متعجب
کہ فرشتہ کیا۔ تو وہ اہل تلم کا تجزیہ یہ ہے کہ جب ۱۹۱۸ء میں سلطان محمد نے استنبول
ان کے گھر سے یورپیوں کے دیگہ حصوں میں پہنچے، اور
یہی باطل علم کے یورپ میں ابلا ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ یہودی اتنے
کیوں نہ پھیلے۔ تو استنبول پر کیوں تار کی چھڑی اترتی رومہ میں ان کی روشنی
جنگل کا ایک شجرہ نہیں تھا۔ وہ یورپ میں پہنچے ہی علم کے آفتاب بن گئے۔ صحیح

بات وہی ہے۔ جو ڈریسپر بریفاٹ اور ول ڈیورن جیسے مہتمم مزاج علماء نے
کہی ہے۔ ان کے اقوال ملاحظہ ہوں :

۱۔ ”یورپ کی حیات ثانیہ عربوں کی وجہ سے ہوئی۔ یورپ کی

حیات نو کا گوارہ اٹلی نہیں بلکہ سپین تھا۔ جس وقت یورپ جہالت

و بربریت کے تاریک ترین گڑبوں میں گرا ہوا تھا۔ اُس وقت

بغداد، قاہرہ، قرطبہ اور طلیطلہ سے وہ تہذیب و زندگی نمودار ہو

رہی تھی۔ جس نے بعد میں انسانی ارتقا کو اک نئی صورت دی۔“

(ملخص)

(تشکیل انسانیت ص ۲۲۷)

یہی ناصل ذرا آگے چل کر لکھتا ہے :-

”اگر عرب نہ ہوتے۔ تو مصر رواں کی مغربی تہذیب جنم ہی نہ لیتی۔“

یورپی نشوونما کا کوئی سپر ایسا نہیں جس میں اسلامی تہذیب کا یقینی

سُرخ نہ مل سکے۔۔۔۔۔ یہ صحیح ہے۔ کہ عربوں نے کوئی کاپرینیک

یا نیوٹن پیدا نہیں کیا۔ لیکن عربوں کے بغیر کاپرینیک یا نیوٹن کا پیدا

(ملخص)

ہونا ناممکن تھا۔“

(تشکیل انسانیت ص ۲۲۷)

ڈاکٹر ڈریسپر فرماتے ہیں :

”قرون وسطیٰ میں سائنس کی ترقی مسلمانوں کی بدولت تھی۔ اُس

وقت عیسائی دنیا پر جہل و ادھام کی تاریکی محیط تھی۔ اور انہیں

علمی مشاغل کی ہوائ تک نہیں ملتی تھی۔“ (معارف مذہب و سائنس ص ۲۲۷)

بریفاٹ کہتے ہیں :

”ہارنطینیوں نے ہزار سال گزار دیے اور تہذیب و ثقافت کے ارتقا میں کوئی حصہ نہ لیا۔۔۔۔۔ جس روشنی سے چراغ تہذیب پھر روشن ہوا، وہ رومی و یونانی ثقافت کے ان شماروں سے نہیں نکلی تھی جو یورپ کے کھنڈروں میں سلگ رہے تھے بلکہ اسے عرب اپنے ساتھ لائے تھے“ (ملخص تشکیل ص ۲۳۲) پر د فیسر آرنلڈ لکھتے ہیں:

”عربی کتابوں کے سینکڑوں تراجم یورپ کی برباد زمین پر بارش بن کر برسے اور مختلف شعبہ سائنس علم نے انکڑاٹی لی۔“ (میراث ص ۳۵)

بیان کا قول ہے:

”یورپ نے عربوں سے تہذیب حاصل کی۔ یورپ میں عربوں کے علوم سپین، اسمی اور اٹلی کی راہ سے پہنچے اگر عربوں کا نام یورپ کی تاریخ سے نکال دیا جائے تو یورپ کی حیات تاریکی میں سو سال چھپے جا پڑتی ہے“ (تہذیب عرب ص ۵۳) ایس۔ پی۔ سکاٹ کا ارشاد ہے۔

”فریڈرک دوم نے مسلمانوں کے سارے علوم یورپ میں پھیلانے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جو ممالک اس کے زیر نگین نہیں تھے۔ ان میں بھی علمی تحریک پیدا ہو گئی۔۔۔۔۔ اور وہ یورپ جس پر اندھیرا چھایا ہوا تھا، ابن رشد کے فلسفہ، ابن بیطار کے علم نباتات، ابوالقاسم کے علم جراحی، ابن العوام کے علم زراعت اور ابن الخطیب کے علم تاریخ سے آشنا

ہو گیا۔ . . . یہ حقیقت ہے کہ عصرِ رواں کی تمام ایجادات

برکاتِ عربوں ہی کی طبعیت ہیں۔ (ملخص)

(اخبار الأندلس ترجمہ ہسٹری آف دی ٹوریش امپائر)

(ج ۲۔ ص ۵۸ و ۵۹)



چھٹا باب

ماضی، حال اور مستقبل

آپ اپنے تابدار و عظیم ماضی کی داستان پڑھ چکے ہیں۔ حال آپ کے سامنے ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے۔ کہ مسلمان جہاں بھی ہیں، خواہ وہ آزاد ہیں یا غلام، علم میں پس ماندہ، اقتصادی لحاظ سے محتاج اور اخلاقی حیثیت سے کئی امراض میں مبتلا ہیں، سوال یہ ہے۔ کہ جو مسلمان ساری کائنات کو علوم و فنون، اخلاق، تہذیب اور تمدن کا درس دے رہا تھا۔ اسے یکایک کیا ہو گیا۔ کہ اس کے اعضا شل، حوصلے سرد اور دماغی توانا مفلوج ہو گئے۔ اس سوال کا کوئی اطمینان بخش جواب آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ میرا تجزیہ ہے :-

اول - اسلام نے پہلی چھ صدیوں میں بڑے بڑے علماء و حکما پیدا کیے تھے۔ انہوں نے نہ صرف یونانیوں کی میراث اخلاف کر دی تھی، بلکہ طبع زاد تصانیف کے بھی انبار لگا دیئے تھے۔ علم کے یہ دریا وادی حیات میں بہر چار سوراں تھے کہ دنیا نے اسلام پر تاتاری آگ بن کر برسے اور ہر خوشک و تر کو جلا گئے، انہوں نے ہماری سلطنت کو ختم کر دیا۔ کناہیں جلا دیں اور تقریباً تمام علماء کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ظاہر ہے۔ کہ جن بچوں کا استاد قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی ہاتھ سے کتابیں چھین لی جائیں۔ وہ جاہل بن جائیں گے۔ اگر کوئی کسر یہ کٹی جاتی۔ تو وہ ایمان بلاء، مزدنیان، جلیبی بیباہوں اور پادریوں نے پوری کر دی۔ ان لوگوں نے قلعہ

غزالی، علیقلی، اشیلید، توش اور دیگر مقامات پر ہماری تقریباً ساٹھ لاکھ کتابیں جلا دیں۔ اور علمائے کرام کو قتل کر دیا۔ چند سو سال بعد جب اسلامی ممالک پر مغربی اقوام کا تسلط ہو گیا۔ تو یہ لوگ ایک خاص سازش کے تحت ہماری پچی کچی کتابیں اپنے ہاں لے گئے۔ آج ہمارے اسلاف کی باقی ماندہ کتابیں بیڈن، لندن، پیرس، بین اور اسکوریل میں تو موجود ہیں۔ لیکن اسلامی ممالک میں بہت کم ملتی ہیں۔

دوم :- جونہی ہم خوارزمی، سینا، جابر بن حیان اور الکنہری جیسے علماء کی تصانیف اور ان کے تلامذہ کے فیض سے محروم ہو گئے۔ تو ہمارا تہذیبی علم مسخ ہو گیا۔ ہم فقہ، ادب، شعر، نحو، حدیث اور تفسیر ہی کو علم سمجھنے لگے اور تسخیرِ عین کا آئیڈیل نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ہم اس حقیقت سے غافل ہو گئے کہ زندگی روح و جسم ہر دو کا نام ہے۔ اسلام دونوں کی تربیت کرتا اور دنیا و آخرت ہر دو پر نظر رکھتا ہے۔ مسلمان کی تمام تر توجہ دنیا کے دل کی طرف مضاف ہو گئی۔ وہ کائناتِ ارضی کے تمام الغامات سے محروم ہو گیا۔

سوم : گو اکیلیا، الجبرا اور ٹکنالوجی کے موجد ہم تھے۔ لیکن تدریس کی کیفیت کو ہم ایک تخریب نہ بنا سکے۔ ہم نے اصلاحِ اخلاق اور دوس قرآن پر تو بے شمار وعظ کیے۔ لیکن حصولِ طبیعیات اور تسخیرِ کائنات پر ایک ٹبلہ تک نہ کیا۔ پھر سائنس اور ٹکنالوجی میں رابطہ نہ قائم رکھ سکے۔ جابر بن حیان کے بعد سائنسِ زبانی زبانی پڑھاتے رہے۔ اور تجربات کے لیے کوئی تجربہ گاہ قائم نہ کی۔

چہارم : گو ہمارے سلاطین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ لیکن ہارون، مامون، عبدالرحمان، اتھکم، توج بن منصور سامانی، ملک شاہ اور سنجر کے سوا باقی کسی اور نے علم کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ اگر دی بھی تو صرف شعر و موسیقی کی طرف توجہ تھی کہ اہل قلم فکرِ معاش میں اُلجھ گئے۔ اور تصنیف و تخلیق کے لیے وقت

مذہب کے۔

ایک زمانہ تھا کہ تمام دنیا یونان کے گن گاتی تھی۔ اس کے بعد ایک ہزار
سالی تک مشرق و مغرب پر ہم مستطرب ہے۔ دنیا ہماری نقل و حرکت تھی۔
ہماری مذہبوں پر تھی۔ ہمارا لباس پہنتی اور ہمارے علوم پڑھتی رہی۔ آج تک مشرق و
مغرب کا علم ہمراہ رہا ہے۔ ہر طرف مغربی تہذیب کا چرچا ہے۔ چین، جاپان، تائیوان
برما، جزائر شرق الہند، بھارت، پاکستان، ایران، افریقہ اور تمام عربی ممالک
کے طلبہ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ یا ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں جاتے ہیں۔ ایشیا
اور افریقہ کے ہر طالب علم کو علم کی خاطر انگریزی، فرانسیسی، جرمن زبان سیکھنی پڑتی
ہے۔ کل دنیا کی قیادت ہمارے پاس تھی۔ ہماری امانت کے ہمیر کوئی پتہ نہ
نہیں رہتا تھا۔ اور یورپ کے بڑے بڑے مزارعوں اور ہمارے باہر گزرتے تھے۔ لیکن
آج دنیا کی سیادت یورپ کے پاس ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ صورت حال ہمیشہ
یونانی رہے گی؟ جواب ہے، غالباً نہیں، قوموں کی طرح تہذیبوں کی بھی خاص عمر
ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایک قوم کی تہذیب اس کے زوال کے ساتھ ہی ختم ہو
جاتی ہے۔ اس کی مثال مصر، بابل اور یونان ہیں۔ کہ جو ان اقوام کا سیاسی
زوال ہوا۔ ان کی تہذیبیں دم توڑ گئیں۔ اور کبھی کبھی بعد از زوال بھی وقتی رہتی
ہے۔ مثلاً بھارت جو بارہ سو سال تک محکوم رہنے کے باوجود اپنی تہذیب سے
چٹا رہا۔ یہی حالت اسلامی تہذیب کی ہے۔ کہ مسلسل مار کھانے کے بعد بھی زندہ
ہے۔ اور اب حیثیت ثانیہ کا خراب دیکھ رہی ہے۔

غربی تہذیب کا مستقبل

تہذیب مغرب کے چند روشن پہلو بھی ہیں۔ مثلاً اہل یورپ کلبے پناہ ظہر

قدی تجسس، محنت، اپنا شے وطن، یہ تہذیب، آزاد می سے اُلفت، تفسیر کائنات
کا جنوں، صفائی، چمک، شوقِ تعمیر، بلند می بہت، بُرائت، استقامت، جفا، صبر
شجاعت، غیرت، لیکن کچھ خرابیاں بھی ہیں، جو اس تہذیب کو گھٹن کی طرح کھٹ
رہی ہیں۔

اول: تہذیب، نگہ و نسب، جو اس مذہب بڑھ گئی ہے، کہ آج سے ایک
سال پہلے ایک سرخ حبشی کو ام کلثوم کی ایک درسی گاہ میں داخل کرانے کے لیے
فوج بانی بڑی، سر کیے کے صدر، کینیڈی کو، ستمبر ۱۹۶۳ء میں نیکساز کے نوٹ وید
نے بعض اس لیے کوئی مار دی، کہ وہ مساواتِ انسانی کا قائل تھا۔ انڈیا میں آئے
دن اسی بنا پر پاکستانیوں اور افریقیوں پر حملے ہوتے، جتے ہیں، جی حالِ مرہاس
اور سپین کا ہے، جنوبی افریقہ اور، روڈیشیا میں گورن کی حکومت ہے، اور، ہوگ
اہل افریقہ کے لیے، بال جان بنے ہوئے ہیں، جنوبی افریقہ کو برقیائی کے کاموں
وہیلے سے نکالا، اقوام متحدہ نے مستحق قرا، داد ماست پاس کی، لیکن اس پر
کوئی اثر نہ ہوا، وہ بھارت کی طرح نسل کشی کی راہ پر بدستور، وہ ہے، جدت
مسلمانوں کو ذبح کر رہا ہے اور وہ افریقیوں کو۔

ابن آدم کی یہ توہین نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ اس کی مخلوق کو نہ بے گناہوں
کا لہو انتقامِ فطرت کو آواز دے رہا ہے، اور ایک نہ ایک جان یہ مڑاؤ ہستی
مٹائے گی۔

دوم: مغربی تہذیب کی دوسری خرابی توہینِ عورت ہے، جن لوگوں نے
حورِ شکوہ وہ ماں جو یا بیٹی، جس بازاں بار کھا ہے، آج وہاں پاک، دانی، محنت
کا کوئی تصور باقی نہیں رہا، غیرت کا جنازہ نکل گیا ہے، اگر کسی گھر میں کوئی
با غیرت موجود ہے، تو اس کا کام بیوی کی بے راہ روی اور بیٹی کی تودہ گردی

پہ گڑھنا ہے دیں۔ لڑکی آج شام جیک کے ساتھ جا رہی ہے۔ کل جل کے ساتھ
اور پرسوں جم کے ساتھ ہوگی۔

یورپ میں ایک نوجوان کو شام گزارنے کے لیے عموماً اشیائے ذیل کی ضرورت
پڑتی ہے۔

اول : شراب کی بوتل۔ قیمت ستر روپے
دوم : نمکین اشیا، سوڈا وغیرہ۔ دس روپے
سوم : ٹیکسی بیس روپے
چارم : سینیا دس روپے
پنجم : سگریٹ پانچ روپے
ششم : ہوٹل میں رات کا کھانا۔ چالیس روپے
ہفتم : مشاغل شب سے فارغ
ہونے کے بعد تھکافت یا لقتد پچاس روپے
میزان : دوسو ساٹھ روپے

کیا اتنی رقم ہر نوجوان روزانہ کا سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں کیا وہ ان
اشیا کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے؟ گناہ میں بڑی لذت ہوتی ہے۔ اس لذت کی
مخاطر وہ یہ رقم یا تو کسی سے ادھار لے گا یا ڈاکہ ڈالے گا اور اگر بے ہمت ہے۔ تو
چند روز کے بعد خودکشی کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ یورپ میں خودکشی اور بیک لٹنے کے واقعات میں اضافہ ہو رہا
ہے۔ "پاکستان ٹائمز" مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۳ء میں یہ خبر درج تھی کہ ریاستہائے
متحدہ جیسے خوشحال ملک میں یکم جنوری سے یکم نومبر ۱۹۶۳ء تک کل لاکھ امرا د
نے خودکشی کی۔ کیوں؟ بھوک کی وجہ سے؟ امریکہ میں بھوک کہاں؟ اس کی وجہ

یا توجہ نہ رقابت ہو سکتا ہے۔ اور یا اسباب پیش کی نایابی۔
 فحش کاری کو یا تو حکومت روک سکتی ہے۔ اور یا راستے عامہ جس ملک
 میں یہ دلوں بندشیں موجود نہ ہوں۔ وہاں مرد و زن کا اختلاط بڑھتا جاتا ہے۔
 اور آخر کار ساری قوم اس دلدل میں ڈوب کر ڈوبا و مایہما سے غافل ہو جاتی ہے۔
 نیرو کی قوم، ہندوستان کے مغلوں، بعد اذ کے آخری عباسیوں، کیا نیوں، ساسانیوں
 اور بابلیوں کے ساتھ یہ حادثہ پیش آچکا ہے۔ اور اگر یورپ نہ سنبھلا تو اس کا حشر
 بھی وہی ہوگا۔

جنسی آلودگی انسان کو ناکارہ، بے بہت اور قابل پسند بنا دیتی ہے۔ وہ
 زندگی کے حادثوں کو برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ اور بالآخر ایک ظالم
 دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔

موسم : یورپی تہذیب کی تیسری خرابی "سیوانیت" ہے۔ حیوانیت سے
 مراد روحانی تقاضوں سے غافل ہو کر جسمانی لذتوں کے پیچھے بھاگنا ہے۔ انسان
 جسم و روح ہر دو کا مجموعہ ہے۔ جسم فانی ہے۔ اور روح ازل و سرمدی، ہر جسمانی
 لذت کے ساتھ ایک دکھ وابستہ ہے، لیکن رُوح کی لذتیں اَلَم سے ناآشنا ہوتی
 ہیں۔ فرض کیجئے کہ ایک پادری شام تک دس آدمیوں سے مگرٹ اور شراب چھڑا
 کر گھر آتا ہے۔ اور دوسری طرف ایک نوجوان شراب کے دس گلاس پی کر کو اس
 کرتا پھرتا ہے۔ فرمائیے کس کی لذت عمیق و پائدار ہے؟ ایک شخص دو روپے کا
 کر ایک روپیہ کسی اپناج یا اندھے کو دے آتا ہے۔ اور دوسرا کسی راہ رو سے دس
 روپے چین لاتا ہے۔ کیجئے ان میں سے خوش کون ہے؟ رُوح کو حمد، موسیقی، خوبصورت
 نظاروں، بہادران اور ادب پاروں سے بھی لذت ملتی ہے۔ لیکن یہ لذت پائدار نہیں۔
 عمیق اور مستقل لذت عبادت میں ہے، عبادت رُوح کو خدائے کائنات سے

ہم بھگم اور نورین عرش کا ہم عنان بنا دیتی ہے۔ یہ دُوح کی قوت، زمینت، صفت اور زندگی ہے۔ یورپ اس لحاظ سے بد نصیب ہے۔ کہ وہ قوت کے اس عظیم سرمایے سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ کہ جس جسمانی قوت کے ساتھ روحانی طاقت شامل نہ ہو۔ وہ ناکارہ ہو جاتی ہے۔

پچھارم : یورپ کی چوتھی خرابی استعماری ایشیا کے ممالک میں ٹوٹا کرنا اور انہیں کمزور رکھنا ہے۔ یورپ نے دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے اول ایشیا و افریقہ۔ ان کا فرض اہل یورپ کے لیے غلام پیدا کرنا اور ان کی شیوں کے لیے خام مال پیدا کرنا ہے۔ چھڑا، پیٹ سن اور بڑا وغیرہ جسم پہنچاتا ہے۔ دوم یورپ و امریکہ جن کا کام موٹر میں اور فز لادی مصنوعات ایشیا و افریقہ میں فروخت کرنا ہے۔ ایشیائی و افریقی اپنی پیداوار میں جتنا اضافہ کرتے ہیں۔ اہل یورپ موٹر یا ٹریکٹر کی قیمت اتنی ہی بڑھا دیتے ہیں۔ اگر سٹیل میں ایک ذین دار ہزار سے گزرمے کر ایک موٹر خرید سکتا تھا۔ تو آج اسے ایک سو کے لیے پانچ ہزار سے غلام دینا پڑتا ہے۔ مطلب یہ کہ ذریعہ اپنی پیداوار میں کتنا ہی اضافہ کریں۔ وہ غریب تر ہوتی جائیں گی اور یورپ زیادہ امیر بنتا جائے گا۔ اس ٹوٹ کھٹ کا اندازہ ایک ہی طریقے سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایشیا و افریقہ کے تمام ممالک اپنے ہاں جاری صنعتیں لگا کر اپنے خام مال کو گھر ہی میں استعمال کریں۔ لیکن اس میں یورپ کی موت ہے۔ اس لیے یورپ ایشیا میں جاری صنعت کو بند کرنے کے لیے ہر قدم اٹھائے گا۔ خواہ وہ جنگ ہی کیوں نہ ہو۔ آج ایشیا کی اقوام جاگ اٹھی ہیں اور اپنے ہاں جاری صنعتیں لگانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہو گئیں۔ تو یورپ میں غذا و مال خام کی قلت ہو جائے گی۔ اس کی صنعتوں کو نقصان پہنچے گا۔ آسودہ حالی بربست ہو جائے گی۔ اس کے اوقات فرصت کم

ہو جائیں گے، اسے علمی و ادبی تحقیقات کے لیے وقت نہیں ملے گا۔ اور یہ ہوگی
یورپ کی رجعتِ فتنہ خیزی۔ یعنی دو جہالت کی طرف واپسی۔
پہنچو۔ وراثیت۔ اللہ نے انسان کو ایک باپ کی پشت سے پیدا کیا تھا
جدا از من تھا۔ کہ ہم اس اُنورث کو قائم رکھتے۔ لیکن جو منی، انسانی قیادت یورپ کے
لوگوں میں آئی۔ اس نے انسان کو برطانیہ، فرانس، جرمنی، ایران اور افغانستان میں
بانٹ دیا۔ اور اس تقسیم کا قیودہ بنوا۔ کہ انسان انسان کا میری بن گیا، انسانوں
کو خود رکھنے کے لیے ضربِ حکم نہیں رہتا تھا جسے یورپ نے ترک کر دیا۔
خبر افزائی اور انسانی فیادوں پر قومیت کی تعمیریں اٹھائیں۔ اور پھر ہر قوم دوسری
کی تازیانہ دیا ہی کے منصوبے سوچنے لگی، صرف میں برس کی تبدیلی تہستہ میں دو
تباہ کن جنگیں ہو چکی ہیں۔ پہلی جنگ (۱۹۱۴-۱۹۱۸) میں چھ کروڑ انسان نہ تھے یا
جاک برے تھے اور دوسری (۱۹۳۹-۱۹۴۵) میں بارہ کروڑ۔
وراثیت، انسان کو خود فرس، تنگ نظر اور تعصب بناتی اور انسانیت کے
مقام بلند سے اٹھا کر فرقہ بندی کے جہنم میں پھینک دیتی ہے۔ یہ تصور کس قدر
بیرون ک ہے۔ کہ ایک برطانوی کس جرمن، اطالوی یا فرانسیسی کا جہاد سون
ہی نہیں لگتا۔ انسانیت کی یہ منزلیں بحیثیت و ہر جو بیت کے زیادہ قریب ہے۔
بیشک آج یورپ کے پاس علم کے لامحدود خزانے ہیں۔ لیکن اُس کا علم تنہا ہی
عیاشی اور دوسروں کی تباہی پر صرف جود رہا ہے۔ اس نے ابھی تک انسانیت کو گہری
دنیا سے دل، عشق، اُکومتیت، انسان کی آفاقی و خدائی کے متعلق سوچا ہی نہیں۔ اس
نے علم کو ارتقاء سے انسانیت کے لیے استعمال ہی نہیں کیا۔ اور اب ایک ایسی
جنگ کی علامات نمودار ہو رہی ہیں۔ جو یورپ کی تہذیب کو بگاڑ دے گی۔
اور ممکن ہے کہ کرۂ زمین سے زندگی ہی کو ختم کر دے۔

یہ درست ہے۔ کہ اسلام بھی تقسیم انسانیت کا قائل ہے۔ لیکن وہ انسانیت کو صرف دو گروہوں میں بانٹتا ہے۔ اول۔ مومن۔ جو الہامی ہدایات پر عامل ہوں۔ دوم۔ کافر جو خدا کے باغی اور اقدارِ سماویہ کے منکر ہوں، یہ کافر برائے نام مسلمانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ اسلام خدائی نظام کا نام ہے۔ اور اس کا طرزِ عمل بالکل واضح ہے۔ وہ ہر نیک انسان کو اپنا بھائی سمجھتا ہے۔ خواہ وہ کالا ہو یا گورا ایرانی ہو یا تورانی۔ ہندی ہو یا چینی اور سرحدِ کار کے خلاف لڑتا ہے۔ خواہ وہ اسلام کا نام لیوا ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے حضورِ صلعم نے حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی کی غایہ جنازہ مدینہ میں پڑھی تھی۔ اور شرقی روم کے شہنشاہ ہرقل کو لکھا تھا کہ :-

”آؤ ہم اور تم اُن احکام پر عمل کریں۔ جو قرآن و تورات میں مشترک ہیں۔“

اسلام کا مقصد وحدتِ آدم تھا۔ اور یہ خط اس حقیقت پر شایع ہے۔ ہمارے بعض علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ لیکن واقعات اس روایت کی تائید نہیں کرتے۔ نجاشی ایک بادشاہ تھا۔ اگر وہ مسلمان ہو جاتا۔ تو ہمارے تمام مؤرخین اس واقعہ کو وضاحت سے بیان کرتے۔ پھر اُس کے اسلام کا کچھ نہ کچھ اثر اس کے اپنے گھر پر بھی پڑتا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ نجاشی کے گھرانے میں کسی اور مسلمان کا سراغ نہیں ملتا۔ اُس کے تمام جانشین عیسائی تھے۔ اور حبشہ کا موجودہ فرمانروا اہلِ ثلاثی بھی عیسائی ہے۔

ششمر۔ شرابِ حیات مغرب کا جزو بن چکی ہے۔ اس کے مفاسد کون آگاہ نہیں۔ یہ صحت کو بگاڑتی، حیوانی جذبات کو ابھارتی، بدکاری کی

ترغیب دیتی اور ملال و حرام کے تمام امتیازات کو ختم کر دیتی ہے۔ ایک شرابی کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ تمام حرم گرجائیں۔ جن میں حن مستور ہے۔ اور تمام معاشرہ اس قدر بے میا اور بے غیرت بن جائے کہ اس کا دست گتانا ہر حسینہ کے دامن عصمت تک پہنچ سکے۔ مذہبی قیود یک طرفہ، صرف سماجی نقطہ نظر سے دیکھیں۔ کہ کیا یہ ضرورت حال گوارا ہو سکتی ہے :

۱۔ کہ ذی گھر میں آئے اور اس کی بیوی بکر کے ساتھ ہم بستر ہو۔

۲۔ یا اس کی بیٹی کو کوئی شرابی استعمال کر رہا ہو۔

۳۔ یا اس کی بہن کسی رہگذار سے آنکھیں لڑا رہی ہو۔ عورت کی عظمت،

عصمت، مستوری اور عفت میں ہے۔ وہ ان صفات سے محروم ہو جائے۔ تو قہر اور فاحشہ کہلاتی ہے۔ شراب اس پر حقوکتے اور لعنت بھیجتے ہیں۔ شرابی کی کوشش

یہی ہوتی ہے۔ کہ مذہب و معاشرہ کی یہ تمام قیود ختم ہو جائیں۔ اور تمام مستورات تعجب بن جائیں۔ تاکہ وہ ہر ٹھپل کو توڑ سکے اور ہر گھاسٹ سے پانی پی سکے۔

اس حقیقت پر دنیا کے انسانی کی طویل تاریخ شاہد ہے۔ کہ ہر قوم کا زوال

اُس کے شرابیوں، عیاشوں اور بدکاروں کی وجہ سے ہوا تھا۔ یہ عیاش لوگ،

جفاکشی، استقلال، ثبات، صبر، ایثار، جان بازی، محنت اور سرفروشی جیسی صفات سے محروم ہو کر پٹتے اور سادی قوم کا بیڑہ ڈبو دیتے ہیں۔

شراب، تہذیب مغرب کا جزو اعظم ہے۔ یورپ اب تک اپنی بعض خوبیوں

کی وجہ سے زندہ تھا۔ اب یہ خوبیاں کم ہو رہی ہیں۔ اگر یورپ نے سنبھالا نہ لیا۔

تو دیر دُرود اس کی شان و شوکت کا جنازہ نکل جائے گا۔

ہفتم : مذہب کیا ہے ؟ یہ وہ راستہ ہے۔ جو انسان کے لئے خالق کا نام

نے تجویز کیا ہے۔ اس راستے پر چل کر انسان مندرجہ ذیل فوائد اٹھاتا ہے۔

۱۔ وہ اپنی زندگی کو خدا و خلق خدا کے لیے وقف کر دیتا ہے اور قدم بہ قدم انسانیتِ عظمیٰ کی منزل تک پہنچتا ہے۔

۲۔ وہ تمام اخلاقی و روحانی امراض مثلاً خود غرضی، حرص، حسد، رقابت جیسی آلودگی، بردیانتی، کذب و فریب وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ وہ عدل و احسان کو شعار زندگی بنالیتا ہے۔

۴۔ قوت کے ماتخذ دو ہی تو ہیں۔ کائنات اور رب کائنات۔ وہ دونوں ماتخذ سے قوت حاصل کرتا ہے۔ تسخیر کائنات کے لیے علم اور صبرِ بیزاں کے لیے عشق سے کام لیتا ہے۔ عشق یعنی عبادتِ انسانی شخصیت کے لیے سنگار، نور، لورج اور زندگی ہے اور اسی سے دلوں کو سکون و قرار ملتا ہے۔

یورپ نے مذہب کو سیاست سے الگ کر دیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس سیاست میں مذہب نہ ہو وہ درندگی و راہِ زنی بن جاتی ہے۔ گزشتہ دو سو برس میں یورپ کی مختلف اقوام نے ایشیا و افریقہ میں حکومتیں قائم کیں۔ لیکن وہ کہیں بھی ایک سو برس سے زیادہ نہ ٹھہر سکیں۔ محکوم اقوام نے اُن کی ٹوٹ مار، درندگی، بے حیائی، نا انصافی، کذب و فریب اور تشدد کے خلاف وہ طوفان اٹھایا۔ کہ یہ سرچ پاؤں رکھ کر بھاگیں اور اپنے گھروں میں جا دم لیا۔ آج برطانیہ، فرانس، اٹلی، بلجیم اور ہالینڈ اپنی تمام نوآبادیات سے نکل گئے ہیں۔ اور کروڑوں انسانوں نے چین کا سانس لیا ہے۔

کسی وقت اسلام نے بھی نوآبادیات قائم کی تھیں۔ ہم عرب سے نکل کر جنوب میں ملتان، شمال میں بحیرہ اُسود، مشرق میں چینی ترکستان اور مغرب میں مراکش اور سپین تک پہنچے تھے۔ ہم سپین میں آٹھ سو برس رہے۔ ہند پر ہزار سال حکومت کی۔ اور عراق، شام، فلسطین، ایشیائے خود، ایران، افغانستان

مصر، لیبیا، تونس، الجیریا اور مراکش بدستور ہمارے قبضے میں ہیں۔ ان ممالک کے باشندوں نے ہماری حکومت کو، جس کی بنا عدل و احسان اور علم و عشق پر رکھی گئی تھی۔ اور جس کا مقصد انسان کا رابطنہ اللہ سے قائم کرنا تھا۔ اس قدر پسند کیا، کہ انہوں نے ہماری تہذیب و مذہب تک کو اپنا لیا اور اس طرح من و نور کا امتیاز مٹ گیا۔ انگریز اپنے تمام علوم و فنون اور ایجادات و صنائع کے باوجود ہندوستان میں ایک سو سال سے زیادہ نہ ٹھہر سکا۔ اور دوسری طرف ہمارا پرچم ایشیا و افریقہ کے بڑے بڑے خطوں پر چودہ سو برس سے لہرا رہا ہے۔ یہ برکت ہے صرف مذہب کی۔ جس نے عدل و احسان، خدمت خلق، انکسار، تقاعدت، درویشی، علم نوازی اور تحقیق و تجسس کو ہماری زندگی کا جزو بنا دیا تھا۔ اور ہم دوسرے ممالک میں ٹوٹ کھوٹ کے لیے نہیں، بلکہ صرف خدمت و راہنمائی کے لیے جاتے تھے۔

اسلام کا مستقبل

تہذیب کیا ہے؟ اس سوال کے بے شمار جوابات ہمارے سامنے ہیں۔ کسی نے موسیقی و مصوری کو تہذیب سمجھا۔ کسی نے بُت تراشی و بُت پرستی کو اور کسی نے رقص و بادہ کو۔ لیکن اسلام کا تصور تہذیب سب سے جدا گانہ ہے۔ لفظ ”تہذیب“ کے معنی ہیں ”سجانا۔ آراستہ کرنا اور حسین بنانا“ ہمارے ہاں ہر وہ تصور اور عمل جزو تہذیب ہے۔ جو ہماری شخصیت کو حسین اور ہمارے تمدن کو عظیم بنائے۔ تیز ہماری دنیا و آخرت ہر دو کو سنوارے۔ ہماری تہذیب کے اجزا دو ہی ہیں۔ علم اور عشق۔ علم سے مراد ہے:-

۱۔ علم کائنات، تاکہ ہم فولاد، سٹیم، بجلی اور ایٹمی قوت سے مسلح ہو کر
شیاطین کا مقابلہ کر سکیں۔ اور کرۂ ارض کو امن و سکون کا گہوارہ بنائیں۔
۲۔ علم تاریخ، تاکہ اُن اسباب و علل کو سمجھ سکیں، جو اقوام ماضیہ کے
زوال کا باعث بنیں۔

۳۔ شعر و ادب، جغرافیہ، معاشیات، ریاضیات، قانون، فلسفہ، زراعت
تعمیرات، سائنات، اخلاق، سیاست، افلاک، بحار و جبال وغیرہ کا علم،
تاکہ کسی پہلو میں لاعلمی ہماری پس ماندگی کا سبب نہ بن جائے۔

۴۔ خدا و مخلوق کے حقوق کا علم تاکہ معاشرہ میں آبروی نہ پھیل جائے۔
رہ عشق۔ تو اس کے عناصر ترکیبی دو ہیں۔ اول پاکیزگی اخلاق، یعنی
راست بازی، دیانت داری، حقیقت، انکسار، تواضع، حلم، میٹھی گفتگو، ہر
مزد کا احترام، احسان، اتفاق، ایثار، خدمت خلق اور ہر گناہ سے اجتناب۔
دوم۔ اللہ کی عبادت، اس سے شخصیت میں مفقود حیثیت، پیشانی میں

چمک، آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ کائنات کی تمام حقیقی طاقتیں
جو بچھڑیوں میں رنگ، پھلوں میں رس، بہاروں میں حسن، گھٹاؤں میں مستی اور انجم
میں نور بھرتی ہیں۔ مطہج و معاون بن جاتی ہیں۔ دماغ کا تعلق دنیا سے ابتر سے قائم
ہو جاتا ہے۔ اور وہاں سے سکون و قرار کی شبنم خیابان دل پر مسلسل برستی رہتی
ہے۔ عبادت انسانی شخصیت کا سب سے بڑا سنگار ہے۔ کہ قدر حسین ہیں۔
وہ لوگ جو ہر روز کئی بار آستانِ ذوالجلال پر حاضر ہو کر اس کے قدموں پر سر ٹھکاتے
ہیں۔ اور جب وہ سر اٹھاتے ہیں۔ تو تمام کائنات کو اپنے سامنے سر بسجود پاتے ہیں۔
یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی کے معنومہ منزل کو پا گئے ہیں۔ اور اس حقیقت سے آگاہ
ہو چکے ہیں۔ کہ کاروانِ حیات کا رخ قبر کی پستیوں کی طرف نہیں بلکہ عرشِ بلند یوں کی

طرف ہے۔ قطرے کا کال یہ ہے کہ وہ سمندر میں گر کر سمندر بن جائے۔ اور انسان کا کال یہ کہ وہ منزل بہ منزل یزداں تک پہنچ جائے۔

وَإِنَّا إِلَىٰ ذِكِّكَ الْمُنْتَهَىٰ (قرآن)

(اے انسان تیری آخری منزل اللہ ہے)

دنیا کے مختلف گروہوں پر نظر ڈالو، کوئی زردن کے پیچھے ہلکان ہو رہا ہے۔ کوئی شراب و رقص پر سر رہا ہے، کسی کی نظر انڈونیشیا کے رہڑ پر ہے۔ اور کسی کی ایران و عرب کے تیل پر۔ لیکن مسلمان کا کعبہ صرف ایک ہے۔ یعنی اللہ۔ یہ علم کے زور سے کائنات کو مسخر کرتا اور کندی عشق جبریل و یزداں پر پھینکتا ہے۔ یہی اس کی زندگی، خودی اور تہذیب ہے۔

خودی کی جہوتوں میں مصطفائی

خودی کی جہوتوں میں کبریائی

زمین و آسمان و کرسی و عرش

خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

آج انسان ظواہر کے پردے ہٹا کر باطن کی طرف جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں، جب وہ زندگی کی حقیقت اور منزل بہرہ کو پا لے گا۔ اور اس پر یہ بات کھل جائے گی، کہ عشق شباب زندگی ہے اور یہ رقص و شراب عذاب زندگی

گزشتہ ایک سو سال ہماری تاریخ کا تاریک ترین زمانہ تھا۔ اس عرصے میں یورپ کی مختلف اقوام اسلامی ممالک پر چھا گئیں اور مسلمانوں کو مفلس، اوباش اور جاہل بنا دیا۔ ان ممالک میں ریلوں اور سڑکوں کا جال بچھا کر ساری دولت گھر لے گئیں، رڈس اور حکام اعلیٰ سے مذہب چھین کر انہیں شراب و رقص کا عادی بنا دیا۔

...جن اسے ملی۔ اور
 ...پہلے اٹھ کر انگریزی بولنے، شراب
 ...یہ صورت حال اکثر اسلامی ممالک میں آج
 ...مستقبل سے ایسی نہیں ہوں۔ یورپ کی عمارتیں
 ...کے خلاف نفرت برپا ہے۔ آج سے چار ماہ پہلے
 ...ایک ملک کے لوگ اپنے وسیع ملک میں رقص بند کر
 ...شام اور مغرب اس لفت کے خلاف لڑ رہے ہیں۔
 ...ذی زہولہ جاری ہے۔ شمالی افریقہ کی اسلامی
 ...کی جنگ آزاد ہو چکی ہیں، ترک چالیس برس تک مذہب
 ...عراق، شام اور جارجیا
 ...اس لیے وہ بدستور غلطی اثرات کی گرفت میں ہیں۔ لیکن
 ...کے سامنے سر جھکانا ہی پڑے گا۔
 ...کے ذہن داری سب سے زیادہ پاکستان
 ...بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اور ہم نے
 ...گوہاں یورپ زدہ لوگوں کی خاصی تعداد
 ...سے دور ہے۔ لیکن یہ دور عبوری
 ...تمام اقدار سے دور ہے۔ لیکن یہ دور عبوری
 ...میں مفسرین کا دورہ مجرم ہے۔ اخبارات
 ...نکل رہی ہیں۔
 ...آباد ہو رہی ہیں۔
 ...میں آج بڑی جوش کے اشتباہوں

کی شعبیں سمجھ جائیں گی اور اسلامی تہذیب علم و عشق کی مشعلیں اٹھائیں۔ یہ یوں ابھرے گی کہ ساری کائنات میں اُجالا ہو جائے گا۔

یورپ کے پاس بے شک علوم طبعی موجود ہیں۔ لیکن وہ دولت عشق سے نا آشنا ہے۔ اور علم و سیاست کی کوئی منزل عشق کا بدل نہیں بن سکتی۔ یورپ کو اپنی تہذیب کے کھوکھلے پن اور بے جان ہونے کا شدید احساس ہو چکا ہے۔ یہ اپنے نوجوانوں کی خرمستیوں، رنگ و رنل کے جھگڑوں، خواتین کی کجراہیوں اور زوالی دولت کے تنازع سے گھبرا اٹھا ہے۔ اور راہ فراہ تلاش کر رہا ہے۔ یورپ کو صرف ایک تہذیب بچا سکتی ہے۔ اور وہ ہے اسلام کی عظیم توانا، صحت مند ابد طاق و تہذیب۔ اور میرا اندازہ یہ ہے کہ بالآخر یورپ کو یہ کرنا ہی پڑے گا۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جس تہذیب کے پیچھے مادی قوت نہ ہو۔ وہ دنیا پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ پس اسلامی ممالک کو فوراً یہ قدم اٹھانے چاہئیں۔

اول : مائینی علوم کے فروغ کے لیے ہر ملکن کو شمش۔
دوم : عبادی صنعتوں کا قیام۔ جب تک اسلامی ممالک میں فولاد کے بڑے بڑے پل اور موٹریں، توپیں وغیرہ ڈھالنے کے کارخانے نہیں ہوں گے وہ ہمیشہ یورپ کے محتاج رہیں گے۔

سوم - درسگاہوں میں ایسی کتابوں کی تدبیریں جو انسان کا رابطہ کائنات کے عظیم ترین مخزن توانائی یعنی اللہ سے قائم کریں۔
چہارم - اہل قلم کی سرپرستی کہ وہ فکر معاش سے بے نیاز ہو کر تخلیق علم کر سکیں۔

پنجم : قیام صلوات
ہمارے حضور مسلم نے ہمیں بشارت دی تھی کہ آخری زمانے میں تمام دنیا

ہمارے حضور مسلم نے ہمیں بشارت دی تھی کہ آخری زمانے میں تمام دنیا

اسلام قبول کرے گی۔ اور یہ دُور چالیس سال تک رہے گا۔ غالباً اس پیش گوئی کے
ظہور کا وقت قریب آ رہا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں روسے زمین پر ایک بھی اسلامی سلطنت
موجود نہیں تھی۔ اور آج قیس سے زیادہ ہیں۔ ان میں سے ہر ملک روایاتِ ماضی کو زبرد
کرنے اور ترقی کی دوڑ میں آگے نکلنے کے لیے بے قرار ہے۔ اور یہ علامات ایک
روشن مستقبل کی نماز ہیں۔

کھول آنکھ زمین دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو خدا دیکھ
اُس جلوے بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ بے تاب نہ ہو معرکہِ بیم ورجا دیکھ
آئینہٴ آیام میں آج اپنی ادا دیکھ
مجھے گا زمانہ تری آنکھوں کے اشارے دیکھیں گے تجھے دُور سے گردوں کے ستارے
ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے پس نہیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے
تعمیرِ خودی کو اثر آہ رسا دیکھ

وَإِخْرَجْنَا نَا أَبَانَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



مآخذ

- ١ - طبقات
- ٢ - وفيات الأعيان
- ٣ - تاريخ الحكماء
- ٤ - معجم الأدباء
- ٥ - معجم البلدان
- ٦ - كتاب الخطوط والآثار
- ٧ - الفخري
- ٨ - كتاب السلوك
- ٩ - نفع الطيب
- ١٠ - رحلة
- ١١ - كتاب المسالك والممالك
- ١٢ - تاريخ كبير
- ١٣ - معالم الأيمان
- ١٤ - طبقات الشافعية
- ١٥ - عيون الأنباء في طبقات الأطباء
- ١٦ - تذكرة الأولياء
- ١٧ - طبقات سلاطين الإسلام
- ١٨ - المأمون
- ١٩ - تاريخ صقلية
- ٢٠ - أخبار الأندلس
- ابن سعد
- ابن خلكان
- ألفيف
- ياقوت حموي
- مقرئ
- ابن الطقطقي
- ألفيف
- ابن جرير
- ابن خلكان
- ابن عساکر
- ابن تاجي
- مبکی
- ابن أبي أصيبعة
- عطار
- عباس اقبال
- علامہ شبلی
- سید ریاست علی ندوی
- نشی خلیل الرحمان

اسے - ایچ - سٹرنگ
 ایچ - جی - ویلز
 جوڈت ری فکٹر
 فلپ - وی - این - مائٹس
 آرٹلڈر الفریڈ

۴۰ - مارچ ہیئرڈ آف ہسٹری
 ۴۱ - دی آڈٹ لائن آف ہسٹری
 ۴۲ - تاریخ عالم ایک نظر میں
 ۴۳ - یڈیوول اینڈ ماڈرن ہسٹری
 ۴۴ - میراث اسلام



سوانح ہی سوانح

انبیائے قرآن جلد اول، محمد جیل ایم اے

روپے

جلد دوم

جلد سوم

انوار الانبیا، ادارہ تصنیف و تالیف

انوار اصغیا

انوار اولیا رئیس احمد جعفری ندوی

حضرت علی ابن ابی طالب ارمان سرحدی

امام ابو حنیفہ تصنیف ابو زہرہ (مصر) ترجمہ رئیس احمد جعفری

آثار امام شافعی

آثار امام محمد و امام ابو یوسف تصنیف ابو زہرہ (مصر)

ترجمہ رئیس احمد جعفری

امام جعفر صادق تصنیف ابو زہرہ (مصر)

ترجمہ رئیس احمد جعفری

حیات حافظ ابن قیم تصنیف عبدالعظیم ترجمہ غلام احمد

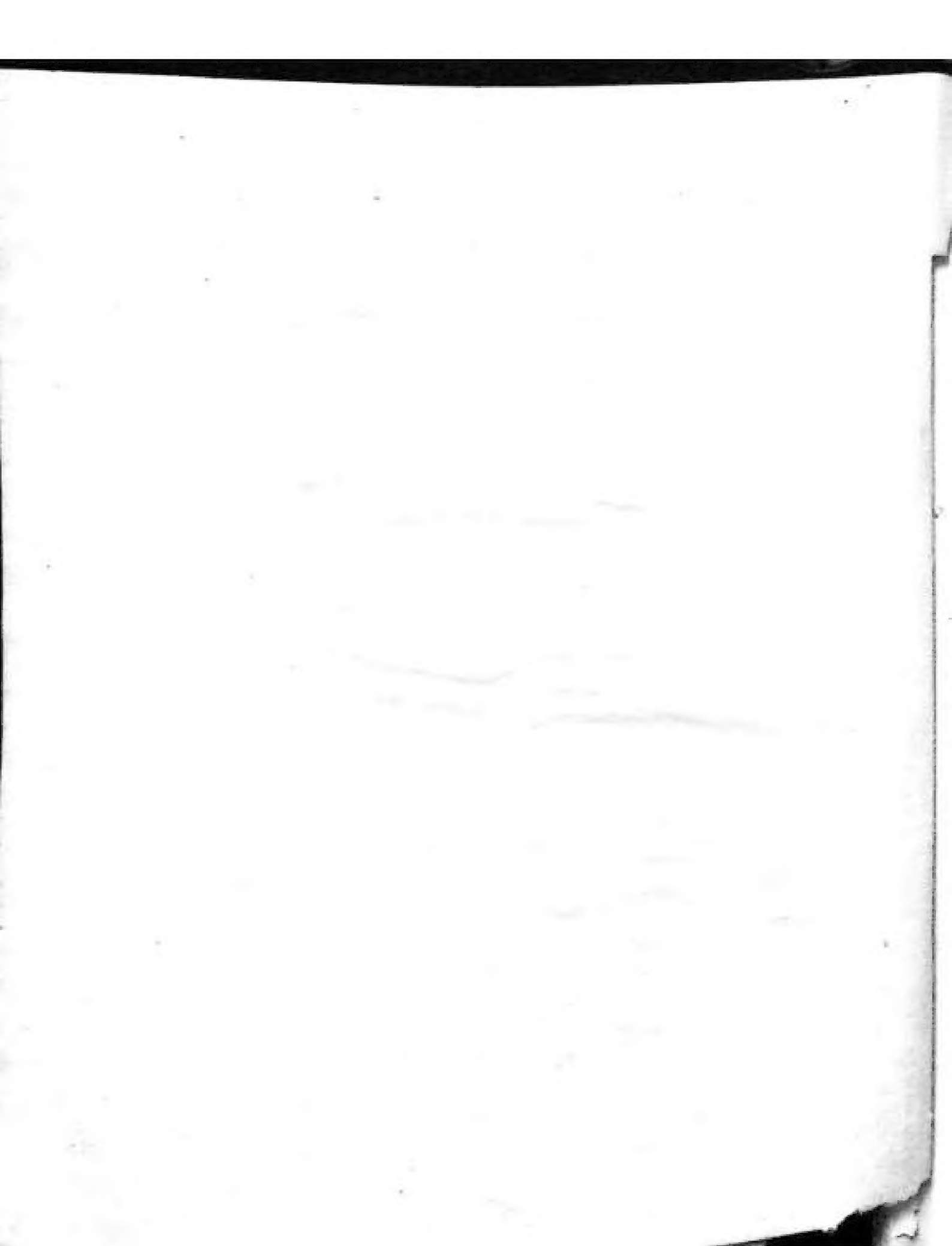
حیات امام ابن حزم ابو زہرہ ترجمہ غلام احمد حریری

امام مالک تصنیف ابو زہرہ ترجمہ بلید اللہ سندھی

سیرت آئمہ اربعہ رئیس احمد جعفری

شیخ غلام علی اینڈ سٹنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی





زندہ روز

①

حیات اقبال کا تشکیلی دود

زندہ روز

②

حیات اقبال کا وسطی دود

زندہ روز

③

حیات اقبال کا اختتامی دود

میں نے حیات اقبال کی ترتیب کا تین جلدوں پر مشتمل یہ سلسلہ کتب
جاوید اقبال کی نوبت کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ تینوں جلدوں میں
حیات اقبال کی نجی اور فکری زندگی کے ضمنی معنوں میں
شامان کے لیے ایک کیک کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پس
حیات اقبال کے موضوع پر اگر آپ کسی مستند تحریر کا مطالعہ کرنا
چاہتے ہیں تو اس سلسلہ کتب سے استفادہ کیجیے، کیوں کہ یہ
فہم یارانے اس میں ایک اچھوتا اضافہ ہے!

شیخ غلام علی نیدسنز (پرائیٹ) لمیٹڈ پبلشرز
کراچی

حکمران آباد